

خداوند اچھا ہے

اور اچھا کا مطلب واقعی اچھا ہی ہے۔

خداوند اچھا ہے

اور اچھا کا مطلب واقعی اچھا ہی ہے۔

ڈینی کینیڈی



ٹرو کنیکشنز پریس

خدا اچھا ہے... اور اچھا کا مطلب واقعی اچھا ہی ہے۔

کاپی رائٹ © 2012 ڈینی کینیڈی

سورق کا ڈیزائن: جینو مورو کی طرف سے۔

بائبل کی تمام آیات، جب تک کسی اور طرح وضاحت نہ کی گئی ہو، مقدس بائبل کے کنگ جیمز ورژن سے لی گئی ہیں۔

(این۔ اے۔ ایس۔ بی) سے نشان زدہ بائبل اقتباسات نیو امریکن اسٹینڈرڈ بائبل® سے لیے گئے ہیں،

کاپی رائٹ © 1960، 1962، 1963، 1968، 1971، 1972، 1973، 1975، 1977، 1995

دی لاک مین فاؤنڈیشن کی طرف سے۔ اجازت کے ساتھ استعمال کیا گیا۔

www.Lockman.org

(دی میسج) سے نشان زدہ بائبل اقتباسات دی میسج سے لیے گئے ہیں۔

کاپی رائٹ © 1993، 1994، 1995، 1996، 2000، 2001، 2002۔

نیو پریس پبلشنگ گروپ کی اجازت سے استعمال کیا گیا۔

(وائی۔ ایل۔ ٹی) سے نشان زدہ بائبل اقتباسات مقدس بائبل، پنکس لٹرل ٹرانسلیشن سے لیے گئے ہیں۔

(این۔ ایل۔ ٹی) سے نشان زدہ بائبل اقتباسات مقدس بائبل، نیو لیونگ ٹرانسلیشن سے لیے گئے ہیں۔

کاپی رائٹ © 1996، 2004، 2007 ٹنٹیل ہاؤس فاؤنڈیشن کی طرف سے۔

ٹنٹیل ہاؤس پبلشرز، انک، کیرول اسٹریم، الینوائے 60188 کی اجازت سے استعمال کیا گیا۔

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

(ٹی۔ ایل۔ بی) سے نشان زدہ بائبل اقتباسات دی لیونگ بائبل سے لیے گئے ہیں،

کاپی رائٹ © 1971 سے لیے گئے ہیں۔

ٹنٹیل ہاؤس پبلشرز، انک، کیرول اسٹریم، الینوائے 60188 کی اجازت سے استعمال کیا گیا۔

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

(این۔ آئی۔ وی) سے نشان زدہ بائبل اقتباسات مقدس بائبل، نیو انٹرنیشنل ورژن® (این۔ آئی۔ وی®) سے لیے گئے ہیں۔

کاپی رائٹ © 1973، 1978، 1984، 2011 باتلبیسا، انک۔™ کی طرف سے۔

زونڈروں کی اجازت سے استعمال کیا گیا۔

جملہ حقوق دنیا بھر میں محفوظ ہیں۔

www.zondervan.com

(اے۔ ایم۔ پی) سے نشان زدہ بائبل اقتباسات ایمیلیفائیڈ بائبل سے لیے گئے ہیں،

کاپی رائٹ © 1954، 1958، 1962، 1964، 1965، 1987 دی لاک مین فاؤنڈیشن کی طرف سے۔

اجازت کے ساتھ استعمال کیا گیا۔

(جے۔ بی۔ فلیس) سے نشان زدہ بائبل اقتباسات اسکرینر سے لیے گئے ہیں،

سائمن اینڈ شوستر، انک کے ایک شعبے کی اجازت سے دوبارہ شائع کیے گئے ہیں —

جدید انگریزی میں نیا عہدنامہ — نظر ثانی شدہ ایڈیشن

جے۔ بی۔ فلپس کی طرف سے۔

کاپی رائٹ © 1958، 1960، 1972 جے۔ بی۔ فلپس کی طرف سے۔

جملہ حقوق محفوظ ہیں۔

ناشر: ٹرو کنیکشنز پریس

آئی ایس بی این 13: 0-978-0-9846967-3-0

وقفِ تحریر

یہ کتاب ”رچز ان کرائسٹ“ خاندان کے نام وقف کی جاتی ہے۔
آپ کی محبت، رفاقت، دعاؤں اور تعاون کے بغیر یہ کتاب ممکن نہ ہو پاتی۔
آپ کا شکریہ۔

دعا ہے کہ ہم اپنی زندگی کی دوڑ اسی طرح دوڑتے رہیں۔
تاکہ ہم اپنی منزل کو اس انداز سے مکمل کریں کہ
ہمارے زندگی سے خدا کو اعلیٰ ترین جلال حاصل ہو
اور جتنا زیادہ لوگوں کے لیے ممکن ہو سکے،
انہیں زیادہ سے زیادہ بھلائی حاصل ہو۔

فہرست

8.....	تعارف
9.....	باب 1 خدا اچھا ہے... اور اچھا کا مطلب اچھا ہے۔
13.....	باب 2 یسوع ہمیں دکھاتے ہیں کہ خدا اچھے ہیں... اور اچھا کا مطلب واقعی اچھا ہی ہے۔
15.....	باب 3 آزمائشیں اور مشکلات کہاں سے آتی ہیں؟
18.....	باب 4 خدا دکھ اور مصیبتوں کی اجازت کیوں دیتا ہے؟
25.....	باب 5 ہاں، لیکن عہد قدیم کے بارے میں کیا؟
35.....	باب 6 ہاں، لیکن ایوب کے بارے میں کیا؟
58.....	باب 7 ہاں، لیکن مسیحی مصائب کے بارے میں کیا؟
74.....	باب 8 ہاں، لیکن تادیب، نظم و ضبط یا اصلاح کے بارے میں کیا؟
79.....	باب 9 ہاں، لیکن خدا کی آزمائشوں کے بارے میں کیا؟
85.....	باب 10 کلیش کی ایک مثال
89.....	نتیجہ
90.....	نوٹس

دیباچہ

”کوشش کر کہ تو اپنے آپ کو خدا کے حضور ایسا منظور شدہ خادم ثابت کرے جسے شرمندہ نہ ہونا پڑے، اور جو حق کے کلام کو درستی کے ساتھ کام میں لاتا ہو۔“ (دوسرا تیمتھیس باب 2 آیت 15)

میں ڈینی کینیڈی کو بیان کرنے کے لیے اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں سوچ سکتا جتنا کہ اوپر درج مقدس کلام نے خود پیش کر دیا ہے۔ میں نے اس کتاب کا دیباچہ لکھنے کے لیے اس لیے رضامندی ظاہر کی کیونکہ ڈینی خدا کے کلام کی اُن سب سے زیادہ وقف شدہ اور مسح شدہ معلومات میں سے ایک ہیں جنہیں میں نے اپنی تیس برس سے زائد کی خدمت کے دوران جانا ہے۔ خدا کے کلام کا مطالعہ کرنے اور اُسے درستی کے ساتھ تقسیم کرنے کے لیے اُن کی لگن ہمیشہ نمایاں اور مسلسل واضح رہی ہے۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ ڈینی یہ کتاب تحریر کر رہی ہیں تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ مسیح کے بدن کے لیے نہایت فائدہ مند ثابت ہوگی۔ ”خدا اچھا ہے... اور اچھا کا مطلب اچھا ہے“ آپ کی آنکھیں اُن روحانی سچائیوں کے لیے کھول دے گی جو آپ کی زندگی اور خدمت پر گہرا اثر ڈالیں گی۔

میں نے پہلی مرتبہ ڈینی سے بیس سال پہلے ملاقات کی جب وہ ہمارے چرچ ”ٹرنٹی“ میں اتوار کی عبادتی جماعت میں شریک ہونے آئی تھیں۔ میری بیوی اور میں ہمیشہ اُن لوگوں پر نظر رکھتے ہیں جن کی زندگی میں کوئی خاص بلاہٹ پائی جاتی ہے۔ ڈینی کے ساتھ ہماری پہلی گفتگو ہی سے ہمیں یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ بھی انہی میں سے ایک ہیں۔

گزشتہ بیس برسوں میں ڈینی نے ہمارے چرچ میں اور سینٹ لوئس کے علاقے کے کئی دیگر کلیسیاؤں میں بے شمار مرتبہ منادی کی ہے۔ وہ ہمارے لیے اور بہت سے دیگر افراد کے لیے کانفرنس اسپیکر بھی رہی ہیں۔ ہم ہمیشہ اس بات پر حیران رہ گئے ہیں کہ وہ کس طرح خدا کے کلام کو قبول کرتی ہیں، اُسے تقسیم کرتی ہیں اور ایک معلم اور باصلاحیت مقررہ کے طور پر نہایت مؤثر انداز میں پیش کرتی ہیں۔ وہ اپنی خدمت ”رچز ان کرائسٹ“ میں 6 مارچ 1992 سے ہر جمعہ کی شام ٹرنٹی میں منادی کر رہی ہیں۔

وہ مقام جہاں ڈینی کی صلاحیت غالباً سب سے زیادہ نمایاں ہوتی ہے، وہ ہمارا ”سٹی بائبل انسٹیٹیوٹ (سی، بی، ائی)“ ہے جہاں وہ نمایاں لیکچرارز میں سے ایک کے طور پر خدمات انجام دے رہی ہیں۔ میرے لیے یہ نہایت اہم ہے کہ ہمارے طلبہ کو بہترین تعلیم حاصل ہو۔ ہمارے طلبہ اُن کے انداز تدریس اور موضوعاتی مواد دونوں کو بے حد پسند کرتے ہیں۔ یہ کتاب اُس مواد کی توسیع ہے جو انہوں نے سی، بی، ائی کے نصاب ”دی کیریئر آف گاڈ“ میں سیکھایا تھا۔

پس برکت پانے کے لیے تیار ہو جائیے۔ ”خدا اچھا ہے... اور اچھا کا مطلب اچھا ہے“ ایک ایسی کتاب ہے جسے پڑھنا، مطالعہ کرنا اور دوسروں کے ساتھ بانٹنا چاہیے۔

ریورنڈ ڈاکٹر جوئیل اے اولیور

سینئر پاسٹر، ٹرنٹی اسمبلی آف گاڈ چرچ

صدر، سٹی بائبل انسٹیٹیوٹ

مسائل، آزمائشیں، امتحانات، مصیبتیں اور دکھ خدا کی طرف سے نہیں آتے۔ میں اتنا جرات مندانہ بیان کیسے کر سکتی ہوں؟ کیونکہ یہی بات یسوع نے زمین پر اپنی زندگی کے دوران فرمائی تھی: ”چور (شیطان) صرف چرانے، مار ڈالنے اور ہلاک کرنے کے لیے آتا ہے؛ میں (یسوع) اس لیے آیا ہوں کہ وہ (میرے لوگ) زندگی پائیں، اور وہ زندگی کثرت سے پائیں“ (یوحنا باب 10 آیت 10)۔ یسوع کے مطابق بھلائی خدا کی طرف سے آتی ہے اور برائی شیطان کی طرف سے آتی ہے۔

اگر آپ کی زندگی میں کوئی ایسی چیز ہے جو بری ہے تو وہ خدا کی طرف سے نہیں آئی۔ میں جانتی ہوں کہ یہ بات بہت سے لوگوں کو اختلاف پر آمادہ کرتی ہے، اور ہم پوچھتے ہیں، ”ہاں، لیکن کیسے؟ اور ایوب کے بارے میں کیا؟“ یہ سوالات ابھرتے ہیں۔ لیکن خدا کی حاکمیت کے بارے میں کیا؟ ہاں، مگر عہد عتیق کے بارے میں کیا؟ ان سب باتوں کا جواب بائبل سے دیا جا سکتا ہے۔ ہم آنے والے صفحات میں ان اور دیگر سوالات کا سامنا کریں گے۔

ہمیں اس موضوع پر گفتگو کرنے کی ضرورت کیوں ہے؟

جب ہمیں یہ یقین نہ ہو کہ ہماری مشکلات خدا کی طرف سے آئی ہیں یا شیطان کی طرف سے، تو ہم زندگی کے چیلنجز کا سامنا غیر یقینی کیفیت کے ساتھ کرتے ہیں: ”اے خدا، اگر یہ آزمائش تیری طرف سے ہے تو میں اسے قبول کرتا ہوں اور جو کچھ تو مجھے سکھانا چاہتا ہے اُس کے لیے خود کو سپرد کرتا ہوں۔ شیطان، اگر یہ تیری طرف سے ہے تو میں یسوع کے نام میں تیرا مقابلہ کرتا ہوں۔“ یہ کمزوری کی حالت ہے، طاقت کی نہیں۔ جب لوگ یہ مانتے ہیں کہ اُن کی تکالیف کے لیے کسی نہ کسی طور خدا ذمہ دار ہے تو اکثر وہ خدا کے خلاف غصہ پال لیتے ہیں۔ مسیحیوں کے طور پر ہمیں ایمان کے ساتھ جینے اور چلنے کے لیے بلایا گیا ہے۔ ایمان کے ساتھ جینے کا ایک حصہ خدا پر بھروسا کرنا ہے۔ آپ کسی ایسے پر مکمل بھروسا نہیں کر سکتے جس کے بارے میں آپ سمجھتے ہوں کہ اُس نے آپ کو نقصان پہنچایا ہے یا کسی بھی طرح نقصان پہنچا سکتا ہے۔ یہی وہ حالت ہے جس میں ہم میں سے بہت سے لوگ پائے جاتے ہیں — ایک ایسی ہستی پر بھروسا کرنے کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے جس کے بارے میں ہمیں یقین نہیں کہ ہم پوری طرح اُس پر انحصار کر سکتے ہیں۔ زبور باب 9 آیت 10 کہتا ہے، ”اور جو تیرے نام کو جانتے ہیں وہ تجھ پر توکل کریں گے۔“ یہاں ”نام“ کا مطلب اُس کا کردار ہے۔ جو لوگ خدا کے کردار کو جانتے ہیں، جو جانتے ہیں کہ وہ حقیقت میں کیسا ہے، وہی اُس پر بھروسا کریں گے۔

خدا کے کردار کا درست علم آپ کے دل میں خدا کے لیے ایک اٹل اعتماد پیدا کرے گا۔ اس کتاب کے ذریعے، خدا کے فضل سے، آپ سیکھیں گے کہ بائبل واضح طور پر تعلیم دیتی ہے کہ خدا اچھا ہے... اور اچھا کا مطلب حقیقت میں اچھا ہی ہوتا ہے۔



خدا اچھا ہے... اور اچھا کا مطلب اچھا ہے۔

اکثر مسیحی کہیں گے کہ وہ ایمان رکھتے ہیں کہ خدا اچھا ہے۔ جب منادی کرنے والے کہتے ہیں، ”خدا ایک اچھا خدا ہے،“ تو ہم سب رضامندی میں سر ہلاتے ہیں اور ”آمین!“ کہتے ہیں۔ لیکن اگلے ہی لمحے ہم لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ خدا نے اُن کے دوست کو سبقت سکھانے کے لیے ایک کار حادثہ ہونے دیا، یا اُس نے اُن کے پیارے کو کوئی بیماری دی تاکہ وہ شخص فروتن بن جائے۔ خود سے پوچھیں، ”کیا ایک کار حادثہ اچھا ہے؟“ ”کیا کوئی بیماری اچھی ہے؟“

جب روزمرہ گفتگو میں ”اچھا“ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کوئی ایسا تجربہ جو فائدہ مند، مددگار یا خوشگوار ہو۔ لیکن جب ”اچھا“ کا لفظ خدا کے حوالے سے استعمال کیا جاتا ہے تو ہماری سوچ اکثر بدل جاتی ہے۔ کوئی بُری بات پیش آتی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ یہ اچھی ہے کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ خدا نے اسے ہونے دیا، اسے قبول کیا، یا کسی نہ کسی طرح وہ اس کے پیچھے ہے۔ اگرچہ ہم اپنی صورتحال کو اچھا نہیں سمجھتے، پھر بھی ہم یہ دلیل دیتے ہیں کہ چونکہ یہ حالت خدا کے ہاتھ سے آئی ہے، اس لیے یقیناً اچھی ہی ہوگی کیونکہ وہ سب سے بہتر جانتا ہے۔

لیکن یہاں وہ سوال ہے جس کا ہمیں جواب تلاش کرنا ہے: جب بائبل کہتی ہے کہ خدا اچھا ہے تو اس کا کیا مطلب ہے؟ کئی سال پہلے میں نے اس بات کا پتہ لگانے کا فیصلہ کیا۔ بائبل میں ”اچھا“ کا لفظ 655 آیات میں آتا ہے۔ میں نے ہر آیت کو پڑھا اور ایک حیرت انگیز دریافت کی۔ ہر بار جب کلام مقدس میں ”اچھا“ کا لفظ استعمال ہوا ہے تو اس کا مطلب واقعی اچھا ہی ہے۔ اس کا وہی مطلب ہے جو آپ اور میں سمجھتے ہیں جب ہم اسے اپنی روزمرہ گفتگو میں استعمال کرتے ہیں۔

ہم الجھن میں کیوں ہیں؟

جو کچھ بھی ہم خدا اور ”اچھا“ کے لفظ کے بارے میں مانتے ہیں، اُس کا زیادہ تر حصہ ہمارے اپنے تجربات یا دوسروں کے تجربات کو دیکھ کر اور یہ سمجھنے کی کوشش کرنے سے بنتا ہے کہ وہ کیوں پیش آئے۔ مثال کے

طور پر، آنتی میری کا کار حادثہ ہو جاتا ہے اور لوگ یہ فرض کر لیتے ہیں کہ خدا نے یہ حادثہ اس لیے ہونے دیا تاکہ میری راستے میں ایمبولینس کے عملے کو خوشخبری سنا سکے۔ یوں کار حادثے کو اچھا قرار دے دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی زمینی باپ اپنے بچے کی گاڑی کی بریک لائن کاٹ دے تاکہ وہ پیرا میڈکس کو منادی کر سکے تو ہم اُسے بُرا کہیں گے۔ اور ہم درست ہوں گے۔ پھر بھی لوگ باقاعدگی سے ایک اچھے خدا کو منفی اور تباہ کن حالات کا ذمہ دار ٹھہراتے ہیں۔

کچھ اور لوگ آنتی میری کے کار حادثے کو ”پوشیدہ برکت“ کہہ سکتے ہیں کیونکہ اُس میں سے کچھ بھلائی برآمد ہوئی۔ ایک پیرا میڈک نے مسیح کو قبول کر لیا۔ لیکن خدا برائی کو پیدا نہیں کرتا تاکہ اُس میں سے بھلائی نکلے۔ جب یسوع نے ایک اندھے اور گونگے شخص کو شفا دی اور اُس میں سے بدروح نکالی تو فریسیوں نے یسوع پر الزام لگایا کہ وہ بدروحوں کو بدروح کے سردار کی قوت سے نکالتا ہے۔ یسوع کا جواب یہ تھا کہ اگر شیطان شیطان کو نکالتا ہے تو اُس کی بادشاہی آپ ہی میں منقسم ہو جائے گی (متی باب 12 آیات 24 اور 26)۔ یسوع کے مطابق شیطان اپنے ہی خلاف کام نہیں کرتا۔ بالکل اُسی طرح خدا بھی اپنے خلاف کام نہیں کرتا۔ خدا ہماری مشکلات صرف اس لیے پیدا نہیں کرتا کہ پھر اُنہیں دُور کرنے کا موقع حاصل کرے۔

حقیقت یہ ہے کہ بائبل کہتی ہے کہ خدا ہماری تمام مصیبتوں میں ہمیں تسلی دیتا ہے۔ ”وہی ہمیں ہماری سب مصیبتوں میں تسلی دیتا ہے تاکہ ہم بھی اُس تسلی کے ذریعے جو ہمیں خدا سے ملتی ہے ہر قسم کی مصیبت میں دوسروں کو تسلی دے سکیں“ (2 کرنتھیوں باب 1 آیت 4)۔ بائبل یہ بھی کہتی ہے کہ خدا ہمیں ہمارے تمام بحرانوں سے نجات دیتا ہے۔ ”راستباز کو بہت سی مصیبتیں ہوتی ہیں لیکن خداوند اُسے اُن سب سے چھڑاتا ہے“ (زبور باب 34 آیت 19)۔ اگر خدا ہماری زندگی میں مصیبتیں صرف اس لیے بھیجتا ہو کہ ہم اُن کے درمیان تسلی پائیں، یا اگر وہ ہمیں صرف اس لیے تکلیف دیتا ہو کہ ہمیں رہائی دے سکے، تو اُس کا گھر منقسم ہے اور وہ اپنے ہی خلاف کام کر رہا ہے۔

اگرچہ خدا ہماری زندگی میں بُرے حالات نہیں بھیجتا، بائبل یہ تعلیم دیتی ہے کہ وہ حقیقی برائی کو لے کر اُس میں سے حقیقی بھلائی پیدا کر سکتا ہے۔ رومیوں باب 8 آیت 28 کہتی ہے، ”اور ہم جانتے ہیں کہ جو لوگ خدا سے محبت رکھتے ہیں، جو اُس کے ارادہ کے مطابق بلائے گئے ہیں، اُن کے لیے سب چیزیں مل کر بھلائی پیدا کرتی ہیں۔“ یہی آنتی میری کے ساتھ ہوا۔ خدا نے اُس کا کار حادثہ نہیں کروایا، لیکن اُس نے آنتی میری کی مشکل میں موجود حقیقی برائی سے حقیقی بھلائی پیدا کی۔

آپ کو اسے سیاق و سباق میں پڑھنا ہوگا

خدا اور ”اچھا“ کے لفظ کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں اُن بائبل آیات اور فقروں سے جنم لیتی ہیں جنہیں اُن کے سیاق و سباق سے باہر لے لیا جاتا ہے۔ فرض کریں کہ آپ نے مجھے ایک خط لکھا اور میں نے پورا خط پڑھنے کے بجائے صرف ایک سطر یا ایک جملہ پڑھ لیا۔ میں آسانی سے آپ کی بات کو غلط سمجھ سکتا ہوں کیونکہ میں نے آپ کے الفاظ کو اُس پس منظر سے الگ کر دیا جس میں آپ نے انہیں تحریر کیا تھا۔ بالکل اسی طرح ہم بائبل میں سے صرف ایک سطر یا جملہ نکال کر اُسے اپنی ذاتی صورتحال پر لاگو نہیں کر سکتے۔ ہمیں سیکھنا ہوگا کہ بائبل کو اُس کے سیاق و سباق میں پڑھیں۔

جب ہمارے ساتھ کچھ بُرا ہوتا ہے تو ہم اکثر اُس کی وجہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں یاد ہو سکتا ہے کہ ہم نے سنا ہے کہ خدا لوگوں کو تادیب کرتا ہے۔ ”جسے خداوند محبت کرتا ہے اُسے تنبیہ کرتا ہے، اور جس بیٹے کو

قبول کرتا ہے اُسے سزا دیتا ہے ” (عبرانیوں باب 12 آیت 6)۔ پھر ہم یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ ہماری مشکل صورتحال خدا کی طرف سے ہماری تادیب کا طریقہ ہے۔ تاہم اگر ہم عبرانیوں باب 12 آیت 6 کو سیاق و سباق میں پڑھیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خداوند ہمیں اپنے کلام کے وسیلہ سے تادیب کرتا ہے، نہ کہ مصیبتوں اور آزمائشوں کے ذریعے۔ ہم اگلے باب میں اس آیت پر مزید تفصیل سے بات کریں گے۔

شاید آپ نے یہ جملہ سنا ہو، ”وہ راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر بارش برساتا ہے۔“ جب لوگ اس فقرے کو استعمال کرتے ہیں تو اُن کا عموماً مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا سب کے لیے، چاہے اچھے ہوں یا بُرے، یکساں طور پر بارش (یا بُری چیزیں) بھیجتا ہے۔ لیکن یہ الفاظ جس آیت میں پائے جاتے ہیں اُس کا خدا کی طرف سے لوگوں کی زندگی میں بُری چیزیں لانے یا اُن کی اجازت دینے سے کوئی تعلق نہیں ہے: ”لیکن میں تم سے کہتا ہوں، اپنے دشمنوں سے محبت رکھو، جو تم پر لعنت کرتے ہیں اُنہیں برکت دو، جو تم سے نفرت کرتے ہیں اُن کے ساتھ بھلائی کرو، اور جو تم پر ظلم کرتے اور ستاتے ہیں اُن کے لیے دعا کرو، تاکہ تم اپنے آسمانی باپ کے فرزند ٹھہرو؛ کیونکہ وہ اپنا سورج بُروں اور نیکیوں دونوں پر طلوع کرتا ہے اور راستبازوں اور ناراستوں دونوں پر بارش برساتا ہے“ (متی باب 5 آیات 44 اور 45)۔

اس آیت کا اصل مقصد اُن لوگوں کے ساتھ مہربانی کرنا ہے جو ہمارے ساتھ ناانصافی کرتے ہیں، کیونکہ یہی ہمارے آسمانی باپ کا کردار ہے۔ وہ بُروں اور نیکیوں دونوں پر مہربان ہے۔ خدا دونوں کو سورج اور بارش دیتا ہے تاکہ وہ اپنی زندگی کے لیے ضروری فصلیں اُگا سکیں۔ اس آیت کا لوگوں کی زندگی میں بُری چیزیں لانے کے تصور سے کوئی تعلق نہیں۔ درحقیقت اس کا مطلب بالکل اُس کے برعکس ہے۔

جب مصیبت آتی ہے تو اکثر لوگ کہتے سنے جاتے ہیں، ”خدا آپ کو آپ کی برداشت سے زیادہ نہیں دے گا۔“ لیکن یہ خیال بھی ایک آیت کے اُس حصے پر مبنی ہے جسے سیاق و سباق سے باہر لے لیا گیا ہے: ”اور خدا وفادار ہے؛ وہ تمہیں تمہاری طاقت سے بڑھ کر آزمائش میں نہ پڑنے دے گا، بلکہ آزمائش کے ساتھ نکلنے کی راہ بھی پیدا کرے گا تاکہ تم اُسے برداشت کر سکو“ (1 کرنتھیوں باب 10 آیت 13)۔

اس آیت کا تعلق گناہ سے ہے، نہ کہ خدا کی طرف سے آنے والی مصیبتوں سے۔ اُئیے اسے قریب سے دیکھیں۔ 1 کرنتھیوں باب 10 آیات 7 اور 11 میں رسول پولس نے چار بڑے گناہوں کا ذکر کیا جو اسرائیلیوں نے مصر سے نکلتے وقت کیے: بت پرستی، زنا، مسیح کو آزمانا، اور بُڑبُڑانا۔ پولس کرنتھیوں کو خبردار کرتے ہیں کہ وہ محتاط رہیں تاکہ وہی گناہ نہ کریں (آیت 12)۔ وہ آگے کہتے ہیں کہ ہم سب کو انہی چیزوں کے حوالے سے آزمائش پیش آتی ہے (آیت 13)۔

پولس یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ خدا ہمیں کبھی ایسی آزمائش میں نہیں ڈالتا جو ہم برداشت نہ کر سکیں، کیونکہ اگر ہم چاہیں تو وہ ہمیشہ ہمیں گناہ سے بچنے کا راستہ فراہم کرتا ہے۔ یہ آیت ہماری زندگی میں خدا کی طرف سے بھیجی گئی مصیبتوں اور دکھوں کے بارے میں نہیں ہے۔ اس کا خدا کی طرف سے ”ہمیں ہماری برداشت سے زیادہ مصیبتیں نہ دینے“ کے خیال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

خدا ایک اچھے خدا ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ”اچھا“ لفظ کا مطلب کیا ہے؟ بائبل میں جب بھی ”اچھا“ کا لفظ استعمال ہوا ہے، اُس کا وہی مطلب ہے جسے آپ اور میں سمجھتے ہیں۔ ہمیں بائبل کو ہی یہ اجازت دینی چاہیے کہ وہ خدا کے بارے میں ”اچھا“ کو خود بیان کرے۔ نہ کہ ہمارے ذاتی تجربات کی بنیاد پر، نہ کسی اور کے تجربات کی روشنی میں، اور نہ ہی اُن آیات کے ٹکڑوں پر جو اپنے اصل سیاق و سباق سے کاٹ کر پیش کیے گئے ہوں۔



یسوع ہمیں دکھاتے ہیں کہ خدا اچھے ہیں... اور اچھا کا مطلب واقعی اچھا ہی ہے۔

خدا کو صاف طور پر دیکھنے اور اُن کے کردار کی درست تصویر حاصل کرنے کے لیے ہمیں یہ سمجھنا ضروری ہے کہ بائبل کو کیسے پڑھا جائے۔ بائبل خدا کے بارے میں جو کچھ بیان کرتی ہے، اُسے ہمیں یسوع کی روشنی میں پڑھنا اور سمجھنا چاہیے۔ ہم اپنا مطالعہ اس بات سے شروع نہیں کرتے کہ خدا نے لوگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کیا—جیسے ایوب کے ساتھ کیا ہوا، یا نوح کے زمانہ کا طوفان، یا اُس عورت کے ساتھ جو اُس وقت مر گئی جب پوری کلیسیا اُس کی شفا کے لیے دعا کر رہی تھی۔ ہم اپنی سمجھ کی ابتدا یسوع سے کرتے ہیں۔ عبرانیوں باب 1 آیت 1 اور 2 بیان کرتی ہے کہ ”خدا نے اگلے زمانہ میں باپ دادا سے نبیوں کے وسیلہ سے بارہا اور طرح طرح سے کلام کیا، مگر ان آخری دنوں میں ہم سے بیٹے کے وسیلہ سے کلام کیا۔“ یسوع، جو کلام مجسم ہوا، وہی خدا کا ہمیں دیا گیا پیغام ہے۔

جب شاگردوں میں سے ایک نے یسوع سے کہا کہ ہمیں باپ کو دکھا دے، تو یسوع نے جواب دیا: ”جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا“ (یوحنا باب 14 آیت 9)۔ یسوع نے اُنہیں باپ کو اس لیے دکھایا کہ وہ خود باپ نہ تھے، بلکہ اس لیے کہ اُنہوں نے اپنے باپ کے الفاظ بولے اور اپنے اندر باپ کی قدرت سے باپ کے کام کیے۔ درحقیقت یسوع نے فرمایا کہ وہ صرف وہی کرتے ہیں جو وہ اپنے باپ کو کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ ”میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ بیٹا اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا مگر وہی جو باپ کو کرتے دیکھتا ہے، کیونکہ جو کچھ وہ کرتا ہے وہی بیٹا بھی کرتا ہے“ (یوحنا باب 5 آیت 19)۔ اگر تم جاننا چاہتے ہو کہ خدا کیسے ہیں، وہ کیا کرتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہیں، تو تمہیں یسوع کو دیکھنا ہوگا اور اُس بات کو سمجھنا ہوگا جو وہ ہمیں خدا کے بارے میں دکھاتے ہیں۔

بہت سے لوگ یہ مانتے ہیں کہ خدا ہمیں سکھانے، پاک کرنے، کامل بنانے، آزمانے یا تنبیہ کرنے کے لیے مصیبتیں اور دکھ بھیجتے ہیں یا ہونے دیتے ہیں۔ لیکن اگر خدا کے بارے میں ہماری معلومات کا واحد ذریعہ وہی ہے جو یسوع ہمیں باپ کے بارے میں دکھاتے ہیں، تو ہم کبھی یہ نتیجہ نہیں نکال سکتے کہ زندگی کی مشکلات کے پیچھے خدا کا ہاتھ ہے۔ ذرا سوچو کہ جب یسوع زمین پر تھے تو اُنہوں نے کیا کیا۔ اُنہوں نے لوگوں کو شفا دی۔ اُنہوں نے لوگوں کو بندھنوں سے آزاد کیا۔ اُنہوں نے لوگوں کو خدا کا کلام سکھایا۔ اُنہوں نے بدروحوں کو نکالا۔ اُنہوں نے مردوں کو زندہ کیا۔ اُنہوں نے بھوکوں کو کھانا کھلایا۔ اُنہوں نے ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کیں۔ اُنہوں نے لوگوں کو حوصلہ دیا اور تسلی بخشی۔ اُنہوں نے رحم کیا۔

اب غور کرو کہ یسوع نے کیا نہیں کیا۔ انہوں نے کسی کو بیمار نہیں کیا اور نہ ہی کسی ایسے شخص کو شفا دینے سے انکار کیا جو اُن کے پاس آیا۔ انہوں نے لوگوں کو آزمانے کے لیے حالات پیدا نہیں کیے۔ انہوں نے سبق سکھانے کے لیے آزمائشیں نہیں بھیجیں۔ انہوں نے آندھیاں نہیں بھیجیں بلکہ انہیں تھما دیا۔ انہوں نے حادثات برپا نہیں کیے اور نہ ہی مصیبتوں کو پوشیدہ برکت کہہ کر بھیجا۔ یسوع نے وہ سب کچھ نہیں کیا جس کا الزام لوگ اکثر خدا پر لگاتے ہیں۔

ہم نے پچھلے باب میں یہ سوال اٹھایا تھا کہ جب بائبل میں خدا کے لیے ”اچھا“ یا ”بھلا“ کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اُس کا مطلب کیا ہوتا ہے؟ ”اچھا“ کی تعریف وہی اعمال ہیں جو یسوع نے اُس وقت کیے جب وہ زمین پر تھے۔ اعمال باب 10 آیت 38 بیان کرتی ہے کہ ”خدا نے یسوع ناصری کو روح القدس اور قدرت سے مسح کیا اور وہ نیکی کرتا ہوا اور اُن سب کو شفا دیتا ہوا جو ابلیس کے ہاتھ سے ستائے گئے تھے پھرتا رہا، کیونکہ خدا اُس کے ساتھ تھا۔“

اپنی تعلیمات کے ذریعے یسوع نے ہمیں خدا کو ایک اچھے زمینی باپ کے طور پر سمجھنے کی اجازت دی۔ ”تم میں سے کون ہے کہ اگر اُس کا بیٹا اُس سے روٹی مانگے تو اُسے پتھر دے؟ یا اگر مچھلی مانگے تو اُسے سانپ دے؟ پس جب تم برے ہو کر بھی اپنے بچوں کو اچھی چیزیں دینا جانتے ہو تو تمہارا آسمانی باپ اپنے مانگنے والوں کو اچھی چیزیں کیوں نہ دے گا؟“ (متی باب 7 آیت 9 اور 11)۔ یسوع فرماتے ہیں کہ ہمارا آسمانی باپ سب سے اچھے زمینی باپ سے بھی بہتر ہے۔ کون سا اچھا باپ اپنے بچے کو نظم و ضبط سکھانے کے لیے بیماری دے گا؟ کون سا اچھا باپ سبق سکھانے کے لیے اپنے بیٹے کا گھر جلنے دے گا؟ جس طرح یسوع ہمیں خدا کے بارے میں دکھاتے اور سکھاتے ہیں، اُس کی بنیاد پر ہم یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر تم اپنے بچے یا کسی ایسے شخص کی زندگی میں جس سے تم محبت کرتے ہو، مصیبت نہیں لاؤ گے، تو خدا بھی تم پر مصیبت نہیں لاتا۔



یسوع نے فرمایا کہ وہ صرف وہی کرتے ہیں جو وہ اپنے باپ کو کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر یسوع کوئی کام کرتے ہیں تو باپ بھی وہی کرتا ہے۔ اور اس کا یہ بھی مطلب ہے کہ اگر یسوع کوئی کام نہیں کرتے تو خدا بھی وہ کام نہیں کرتا۔ یسوع ہمیں دکھاتے اور سکھاتے ہیں کہ زندگی کی آزمائشیں اور سختیاں خدا کی طرف سے نہیں آتیں، کیونکہ خدا اچھے ہیں... اور اچھا کا مطلب واقعی اچھا ہی ہے۔



آزمائشیں اور مشکلات کہاں سے آتی ہیں؟

اس سے پہلے کہ ہم اُن بے شمار ”ہاں، لیکن...؟“ سوالات کا سامنا کریں جو اکثر زندگی کی آزمائشوں اور چیلنجوں پر گفتگو کے دوران اُٹھتے ہیں، ہمارے لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ ہم پہلے اس حقیقت کا باریک بینی سے جائزہ لیں کہ زمین پر دکھ اور مصیبتیں کیوں موجود ہیں۔ جب تک ہم اس بنیادی سبب کو نہیں سمجھتے، ہم اُن الجھنوں اور سوالات کا درست اور روحانی جواب نہیں دے سکتے جو دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔

گناہ سے ملعون زمین میں زندگی

جب خداوند نے اپنی تخلیق کا کام مکمل کیا تو اُس نے اپنی بنائی ہوئی ہر چیز کو دیکھا اور اُسے بہت اچھا قرار دیا۔ ”اور خدا نے دیکھا کہ جو کچھ اُس نے بنایا تھا وہ سب بہت ہی اچھا تھا“ (پیدائش باب 1 آیت 31)۔ یاد رکھیں کہ ”اچھا“ کا مطلب واقعی اچھا ہی ہے۔ خدا کی اصل تخلیق میں نہ بیماری تھی نہ موت؛ نہ کوئی ہولناک آندھی تھی، نہ بدعنوانی؛ نہ پودوں میں کوئی زہریلا اثر تھا، نہ زلزلے اور نہ کسی اور قسم کی تباہی۔ ہر چیز کامل ہم آہنگی اور بھلائی کے ساتھ قائم تھی۔ سب کچھ نہایت اچھا تھا۔

لیکن جب آدم اور حوا نے باغ عدن میں خدا کی نافرمانی کی تو اُن کے گناہ نے خدا کی ساری تخلیق پر—انسانیت پر بھی اور زمین پر بھی—گہرا اثر ڈالا۔ آدم کے گناہ کے وسیلہ سے موت دنیا میں داخل ہوئی: ”پس جس طرح ایک آدمی کے سبب سے گناہ دنیا میں آیا اور گناہ کے سبب سے موت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی کیونکہ سب نے گناہ کیا“ (رومیوں باب 5 آیت 12)۔ آدم کے گناہ کے باعث زمین پر لعنت آئی۔ ”زمین تیرے سبب سے ملعون ہوئی؛ تُو اپنی عمر بھر مشقت سے اُس کی پیداوار کھائے گا“ (پیدائش باب 3 آیت 17)۔ وہ تیرے لئے کانٹے اور جھاڑیاں اُگائے گی اور تُو میدان کی سبزہ خوری کرے گا۔ تُو اپنے چہرے کے پسینے کی روٹی کھائے گا جب تک کہ مٹی میں واپس نہ لوٹ جائے، کیونکہ تُو اسی سے لیا گیا تھا؛ تُو خاک ہے اور خاک ہی میں لوٹ جائے گا“ (پیدائش باب 3 آیات 18 اور 19)۔

آج زمین پر کام کرنے والے قدرتی قوانین بڑی حد تک آدم کے گناہ اور اُس کے تخلیق پر اثرات کا نتیجہ ہیں۔ یسوع نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا: ”اپنے لئے زمین پر خزانے جمع نہ کرو جہاں کیڑا اور زنگ خراب کرتے ہیں اور جہاں چور نقب لگا کر چراتے ہیں“ (متی باب 6 آیت 19)۔ اب ہم ایسی دنیا میں رہتے ہیں جہاں کیڑے کیڑوں کو چاٹ جاتے ہیں اور زنگ دھات کو کھا جاتا ہے۔ اگر آپ باورچی خانے کی میز پر ایک ٹمائر رکھ دیں اور اُسے وہیں چھوڑ دیں تو وہ سڑ جائے گا۔ یہ اس لئے نہیں کہ خدا نے ٹمائر کو سڑنے کے لئے پیدا کیا تھا، بلکہ اس لئے کہ موت اور فساد آدم کے گناہ کے وسیلہ سے دنیا میں داخل ہوئے اور اب زمین میں اپنا اثر دکھا رہے ہیں۔

ہر روز ہمیں گناہ کے نتائج اور اُس کے زمین اور انسانیت پر اثرات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تباہ کن آندھیاں، کیڑے مکوڑے، زنگ، گلنا سڑنا اور موت اب زمین کی ساخت کا حصہ بن چکے ہیں۔ ہمارے جسم بھی فانی ہیں اور بیماری، بڑھاپے اور موت کے تابع ہیں۔ ہمیں ایسے لوگوں کے ساتھ بھی تعلق رکھنا پڑتا ہے جو نادانی اور گناہ آلود فیصلے کرتے ہیں اور جن کے فیصلے براہ راست ہماری زندگیوں پر اثر انداز ہو سکتے ہیں۔ اور ہمارے پاس ایک دشمن بھی ہے، شیطان، جو ہمیں ہلاک کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ تمام عناصر مل کر اُن مشکلات اور مسائل کو جنم دیتے ہیں جن کا ہم سامنا کرتے ہیں۔ ہاں، اس دنیا میں دکھ موجود ہے، لیکن یہ خدا کی طرف سے نہیں آتا۔ یہ اُس زمین میں زندگی گزارنے کا نتیجہ ہے جسے گناہ نے مکمل طور پر بدل دیا ہے۔

شیطان اور خدا...دوست؟

کچھ لوگ کہتے ہیں، ”ٹھیک ہے، خدا لوگوں کے ساتھ برا نہیں کرتا، لیکن وہ شیطان کو کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ آخر کار، شیطان خدا کا ہی شیطان ہے اور خداوند کبھی کبھی اُسے ہمیں اذیت دینے کی اجازت دیتا ہے تاکہ وہ ہمیں آزمائے، سکھائے اور کامل کرے۔“ مگر خدا اور شیطان ایک ہی طرف نہیں ہیں۔ وہ باہم مل کر کام نہیں کر رہے۔ بائبل کہیں بھی شیطان کو خدا کا ساتھی، خدا کا آلہ، یا خدا کی تربیت کا ذریعہ قرار نہیں دیتی۔ شیطان کو ”دشمن“ اور ”مخالف“ کہا گیا ہے۔ نام ”شیطان“ ہی کا مطلب ہے ”مخالف“۔ اسٹرونک کانکورٹنس اُسے ”نیک کی کا بڑا دشمن“ بیان کرتی ہے۔

يعقوب باب 4 آیت 7 کہتی ہے: ”پس خدا کے تابع ہو جاؤ۔ شیطان کا مقابلہ کرو تو وہ تمہارے پاس سے بھاگ جائے گا۔“ اگر خدا شیطان کو تمہیں سکھانے اور تربیت دینے کے لئے بھیجتا ہے تو پھر تم اس آیت کے مطابق شیطان کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہو اور پھر بھی شیطان کے وسیلہ سے خدا کی تعلیم، تربیت اور پاکیزگی حاصل کر سکتے ہو؟ یہ ممکن نہیں۔ ”ہاں،“ کچھ لوگ کہیں گے، ”لیکن ایوب کا کیا؟ کیا خدا نے شیطان کو ایوب پر چھوڑ نہیں دیا تھا؟“ نہیں، خدا نے شیطان کو ایوب پر نہیں چھوڑا۔ ہم ایوب کی کہانی پر اگلے باب میں گفتگو کریں گے۔

آزمائشیں، مصیبتیں، ایذا رسانی، تنگیاں، مشکلات اور دکھ خدا کی طرف سے نہیں آتے۔ یسوع نے بیچ بونے والے کی تمثیل بیان کی جس میں اُس نے کلام کے بونے جانے کی بات کی اور فرمایا کہ شیطان آزمائشیں، تنگیاں اور ایذا رسانی لاتا ہے تاکہ لوگوں کے دلوں سے خدا کا کلام چرا لے۔ ”بونے والا کلام ہوتا ہے۔ اور یہ وہ ہیں جو راستہ کے کنارے بونے گئے؛ جب انہوں نے سنا تو شیطان فوراً آتا ہے اور اُن کے دل میں بونے گئے کلام کو چھین لیتا ہے۔ اور یہ وہ ہیں جو پتھریلی زمین پر بونے گئے؛ جب انہوں نے کلام سنا تو فوراً خوشی سے قبول کر لیا؛ مگر اُن میں جڑ نہیں ہوتی، اس لئے وہ تھوڑی دیر تک رہتے ہیں؛ پھر جب کلام کے سبب سے مصیبت یا ایذا رسانی آتی ہے تو فوراً ٹھوکر کھاتے ہیں“ (مرقس باب 4 آیات 14 اور 17)۔ اس تمثیل کا متی میں بیان یوں ہے: ”تو بھی اُس میں جڑ نہیں بلکہ تھوڑی دیر تک رہتا ہے؛ کیونکہ جب کلام کے سبب سے مصیبت یا ایذا رسانی آتی ہے تو فوراً ٹھوکر کھاتا ہے“ (متی باب 13 آیت 21)۔

شیطان زندگی کی مشکلات کے ذریعے ہمارے دلوں سے خدا کا کلام چرانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ یوں ہوتا ہے کہ ہم سب ایسی حالتوں سے گزر رہے ہیں جو ہمیں یہ محسوس کراتی ہیں کہ شاید خدا ہمیں بھول گیا ہے یا وہ ہم سے محبت نہیں کرتا۔ ہم سب نے ایسے حالات کا سامنا کیا ہے جو ہمیں یہ یقین دلانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہم کامیاب نہیں ہوں گے۔ لیکن خدا کے مطابق اُس نے ہمیں نہیں بھولا۔ وہ ہم سے محبت کرتا ہے اور وعدہ کرتا ہے کہ جب تک وہ ہمیں نکال نہ لے، وہ ہماری راہنمائی کرتا رہے گا۔ مشکل وقت میں ہمیں یہ لالچ دیا جاتا ہے کہ ہم جو کچھ

دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں اُس کے مطابق ہو جائیں، بجائے اس کے کہ بائبل میں خدا نے جو فرمایا ہے اُس پر قائم رہیں۔ شیطان کو آزمانے والا کہا گیا ہے (پہلا تھسلنیکوں باب 3 آیت 5) اور ہماری مصیبتوں کے درمیان— شک اور مایوسی کے خیالات کے ذریعے—وہ ہم پر دباؤ ڈالتا ہے کہ ہم خدا کے کلام کو چھوڑ دیں۔ اگر ہم اُن خیالات کو قبول کر لیں جو ہمیں کہتے ہیں کہ خدا ہم سے محبت نہیں کرتا، اُس نے ہمیں بھلا دیا ہے، اور ہم کامیاب نہیں ہوں گے، تو ہم خدا کے کلام سے دستبردار ہو چکے ہیں۔ تب شیطان ہمارے دلوں سے کلام کو کامیابی سے چرا چکا ہوتا ہے۔



جب آپ زندگی کی مشکلات کا سامنا کرتے ہیں تو یہ جاننا نہایت اہم ہے کہ آپ کی پریشانیاں خدا کی طرف سے نہیں آتیں۔ مشکلات، بحران، مصیبتیں اور آزمائشیں اُس زندگی کا حصہ ہیں جو گناہ سے ملعون زمین پر بسر ہو رہی ہے۔ بُری چیزیں اس لئے رونما ہوتی ہیں کیونکہ یہی اُس زمین کی حقیقت ہے جو گناہ کے باعث بدل دی گئی ہے۔ اگر آپ زندگی کے چیلنجوں میں فتح پانا چاہتے ہیں تو آپ کو یہ یقین اور معرفت ہونی چاہئے کہ خدا کسی بھی طور پر آپ کی مشکلات کا سبب نہیں ہے۔



خدا دکھ اور مصیبتوں کی اجازت کیوں دیتا ہے؟

اگرچہ ہم اس حقیقت کو قبول کر لیں کہ زمین پر دکھ آدم اور حوا کی نافرمانی کے سبب آیا، پھر بھی بہت سے لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ ایک اچھا خدا دکھ کو باقی کیوں رہنے دیتا ہے۔ ہمیں یہ واضح کرنا ہوگا کہ ہم ”اجازت دینا“ کے لفظ سے کیا مراد لیتے ہیں۔ جب لوگ کہتے ہیں کہ ”خدا اجازت دیتا ہے“، تو اکثر اس میں وہ مفہوم شامل ہوتا ہے جو بائبل کی تعلیم سے بڑھ کر ہے۔ عموماً اس سے یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ خدا ہر اُس حالت کے حق میں ہے — چاہے وہ اچھی ہو یا بری — جو ہماری زندگی میں واقع ہوتی ہے، کیونکہ اُس نے اُسے ہونے دیا۔ ہم اپنے ذہن میں یہ فرض کر لیتے ہیں کہ ہماری زندگی میں آنے والی ہر بات کو خدا کی منظوری حاصل ہونی چاہیے، کیونکہ اگر خدا اُسے ہونے نہ دینا چاہتے تو وہ اُسے روک دیتے۔ لیکن بائبل واضح طور پر ظاہر کرتی ہے کہ خدا بہت سی باتوں کو ہونے سے نہیں روکتا، حالانکہ وہ اُن کے حق میں نہیں ہوتا۔ خدا لوگوں کو گناہ کرنے کی ”اجازت“ دیتا ہے، اگرچہ وہ گناہ سے نفرت کرتا ہے۔ وہ لوگوں کو جہنم میں جانے کی ”اجازت“ دیتا ہے، حالانکہ 2 پطرس باب 3 آیت 9 کہتی ہے کہ خدا نہیں چاہتا کہ کوئی ہلاک ہو بلکہ یہ کہ سب توبہ کریں اور مسیح میں ایمان لائیں۔

مسیحیوں کے درمیان ایک عام عقیدہ یہ ہے کہ ہر چیز کسی نہ کسی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس سوچ میں یہ بات پوشیدہ ہے کہ آخر کار ہر واقعہ کے پیچھے خدا ہی کارفرما ہے۔ لیکن اس زندگی میں بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جو خدا کی مرضی نہیں ہوتیں۔ یسوع نے فرمایا کہ کچھ چیزیں اس لئے ہوتی ہیں کیونکہ شیطان تمہارے پاس چرانے، قتل کرنے اور ہلاک کرنے آتا ہے۔ دنیا میں زیادہ تر برائی انسان کے گناہ آلود فیصلوں کا نتیجہ ہے — جو اپنی جڑ آدم تک پہنچتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ رہی کہ تمہاری موجودہ آزمائش لازماً تمہارے اپنے گناہ کا نتیجہ ہے۔ ہو سکتا ہے، لیکن زیادہ امکان یہی ہے کہ یہ صرف اُس زندگی کا نتیجہ ہے جو گناہ سے ملعون زمین پر بسر ہو رہی ہے۔

شاید آپ بھی ایسے سوالات سے گزر چکے ہوں:

”ایک اچھا خدا کیسے کسی بچے کے ساتھ بدسلوکی ہونے کی اجازت دے سکتا ہے اور مداخلت نہیں کرتا؟“

”ایک اچھا خدا کیسے معصوم لوگوں کو دکھ سہنے دیتا ہے اور کچھ نہیں کرتا؟“

سچائی یہ ہے کہ دکھ کے معاملے میں بہت سا بھید ہے، اور ہمارے موجودہ وجود کے اس مرحلے میں ہم میں سے کوئی بھی مکمل طور پر یہ نہیں سمجھ سکتا کہ ہر انفرادی دکھ کیوں واقع ہوتا ہے۔ لیکن ہمیں یہ اجازت نہیں دینی

چاہیے کہ جو باتیں ہم ابھی تک نہیں سمجھ سکے، وہ اُس واضح تعلیم کو کمزور کر دیں جو بائبل ہمیں خدا اور اُس کی بھلائی کے بارے میں دیتی ہے۔

آئیے غور کریں کہ ہم ایک اچھے خدا اور دکھ کے بارے میں کیا جانتے ہیں:

• دکھ گناہ کے سبب یہاں موجود ہے، لیکن یہ ہمیشہ کے لئے نہیں رہے گا۔ جب یسوع زمین پر واپس آئیں گے تو سارا درد اور سارا دکھ ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے گا (مکاشفہ باب 21 آیت 4)۔

• انسانی تاریخ کے چھ ہزار سے دس ہزار سال، اور انسانیت کا سارا برداشت کیا ہوا دکھ، ابدیت کے مقابلے میں نہایت مختصر ہے۔ آج آسمان پر کوئی بھی اُس زندگی کی مشکلات پر رو نہیں رہا جو اُس نے زمین پر برداشت کی تھیں۔ میں کسی طور بھی لوگوں کے دکھ کو کم نہیں کر رہی، لیکن ابدیت کا درست نقطہ نظر زندگی کے بوجھ کو ہلکا کر سکتا ہے (2 کرنتھیوں باب 4 آیات 17 اور 18)۔

• جب اس گناہ آلود زمین پر انسانی تاریخ اختتام کو پہنچے گی، تو یہ ہمیشہ کے لئے ایک یادگار بن جائے گی کہ کیا ہوتا ہے جب انسان خدا سے جدا ہو کر خود مختاری کا انتخاب کرتا ہے (پیدائش باب 2 آیت 17؛ رومیوں باب 6 آیت 23)۔

• خدا، جو علیم مطلق اور قادر مطلق ہے، برائی اور دکھ کو بھی اپنے ابدی مقاصد کی تکمیل کے لئے استعمال کرنے پر قادر ہے اور اُن کے وسیلہ سے عظیم بھلائی پیدا کر سکتا ہے (رومیوں باب 8 آیت 28؛ افسیوں باب 1 آیت 11)۔

خدا قادرِ مطلق ہے

خدا کی ذات کیسی ہے اور وہ لوگوں کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے، اس بارے میں بہت سی غلط فہمیاں خدا کی حاکم مطلق ہونے کی غلط سمجھ سے پیدا ہوتی ہیں۔ جب لوگ زندگی کی آزمائشوں کے تناظر میں کہتے ہیں کہ ”خدا حاکم مطلق ہے“، تو اکثر اُن کا مطلب یہ ہوتا ہے: ”یہ تکلیف دہ حالت خدا کے ہاتھ سے آئی ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے کیونکہ وہ سب سے بہتر جانتا ہے۔“ عام طور پر لوگ کھلے لفظوں میں یہ نہیں کہتے کہ خدا لوگوں کو بیمار کر سکتا ہے، کسی کو شفا دینے سے انکار کر سکتا ہے، یا ہمارے کسی پیارے کی جان لے سکتا ہے کیونکہ وہ حاکم مطلق ہے، لیکن اُن کی سوچ کا مفہوم اکثر یہی ہوتا ہے۔ حالانکہ ”حاکم مطلق“ کا مطلب یہ نہیں ہے۔ لغت میں ”حاکم مطلق“ کی تعریف یوں کی گئی ہے: ”اعلیٰ ترین یا بلند ترین قوت اور اختیار رکھنے والا۔“ لہذا یہ کہنا کہ ”خدا حاکم مطلق ہے“ اس بات کا اظہار ہے کہ وہ کائنات میں اعلیٰ ترین قدرت اور اختیار کا مالک ہے۔ خدا ”اومنی“ ہے، جس کا مطلب ہے ”سب“۔ خدا قادرِ مطلق ہے۔ خدا علیم مطلق ہے۔ خدا حاضر و ناظر ہے، یعنی وہ بیک وقت ہر جگہ موجود ہے۔

چونکہ خدا قادر مطلق ہے اور کائنات میں اعلیٰ ترین اختیار رکھتا ہے، اس لئے وہ ہر چیز کو چاہے اچھی ہو یا بری—اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے استعمال کرنے پر قادر ہے۔ افسیوں باب 1 آیت 11 خدا کے بارے میں کہتی ہے: “جو سب کچھ اپنی مرضی کے ارادہ کے موافق کرتا ہے۔” خدا تکلیف دہ حالات کو پیدا نہیں کرتا، لیکن وہ انہیں استعمال ضرور کرتا ہے۔ دکھ اور برائی کو استعمال کرنا دراصل اُس کی حاکمیت کا اظہار ہے۔ خدا اتنا قادر ہے کہ وہ اس دنیا میں گناہ اور شیطان کے باعث موجود حقیقی برائی کو لے کر اُس سے حقیقی بھلائی پیدا کر سکتا ہے۔

خدا ہر اُس چیز کا سبب نہیں ہے جو واقع ہوتی ہے اور نہ ہی وہ ہر اُس کام کا کرنے والا ہے جس کا الزام لوگ اُس پر رکھتے ہیں۔ بعض لوگوں نے مجھ سے پوچھا ہے، “یہ کیسے ممکن ہے؟ اگر خدا حاکم مطلق اور قادر مطلق ہے تو کیا وہ ہر واقعہ کے لئے ذمہ دار نہیں؟” مگر بائبل واضح طور پر سکھاتی ہے کہ کچھ باتیں ایسی ہیں جو خدا نہیں کرتا اور کچھ باتیں ایسی ہیں جو وہ کر ہی نہیں سکتا۔

خدا تبدیل نہیں ہوتا۔

ملاکی باب 3 آیت 6 میں لکھا ہے: “کیونکہ میں خداوند ہوں، میں بدلتا نہیں۔” یعقوب باب 1 آیت 17 کہتی ہے: “ہر اچھی بخشش اور ہر کامل عطیہ اوپر سے ہے اور نوروں کے باپ کی طرف سے نازل ہوتا ہے جس میں نہ کوئی تبدیلی ہے اور نہ گردش کے سبب سے سایہ۔” خدا کے ہاتھ سے آنے والی ہر چیز بھلی ہے اور اُس میں کبھی تغیر نہیں آتا۔ “حاکم مطلق” ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ بدلتا رہے، بلکہ یہ ہے کہ وہ اپنی کامل ذات میں قائم و دائم ہے۔

خدا انسان کی آزاد مرضی کو پامال نہیں کرتا۔ یہ خدا کی خواہش نہیں کہ کوئی ہلاک ہو اور ہمیشہ کے لئے اُس سے جدا ہو جائے، لیکن پھر بھی لوگ بار بار خدا سے آزادی کا انتخاب کرتے ہیں، اُس کی حاکمیت کو رد کرتے ہیں، اور خدا اُن کے انتخاب کو زبردستی تبدیل نہیں کرتا۔ یسوع نے، جو اپنے باپ کے دل کو ظاہر کرنے آئے تھے، جب وہ زمین پر تھے تو اسرائیل کو اپنے پاس جمع کرنا چاہا، لیکن اُن کی اپنی مرضی کے عمل سے انہوں نے انکار کیا۔ “اے یروشلم، یروشلم! تُو جو نبیوں کو قتل کرتی ہے اور انہیں جو تیرے پاس بھیجے گئے سنگسار کرتی ہے، کتنی بار میں نے چاہا کہ تیرے بچوں کو جمع کروں جس طرح مرغی اپنے چوزوں کو اپنے پروں تلے جمع کرتی ہے، مگر تم نے نہ چاہا” (متی باب 23 آیت 37)۔ یسوع، جو خدا ہیں اور ہمیں خدا کو ظاہر کرتے ہیں، انہوں نے اُن کے انکار کے انتخاب کو زبردستی نہیں بدلا۔ تاہم جب ہم کلام مقدس کا مطالعہ کرتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ چونکہ خدا حاکم مطلق ہے، وہ اسرائیل کے یسوع کو رد کرنے کے عمل کو بھی اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے استعمال کرنے پر قادر رہا۔ مسیح کے رد کئے جانے کے وسیلہ سے، مسیح پر ایمان کے ذریعے نجات کی خوشخبری پوری دنیا تک پہنچائی گئی۔

خدا جھوٹ نہیں بول سکتا۔

وہ اپنے سچے کلام کے خلاف نہیں جا سکتا (عبرانیوں باب 6 آیت 18؛ ططس باب 1 آیت 2؛ یوحنا باب 17 آیت 17)۔ خدا اپنی ذات کا انکار نہیں کر سکتا۔ 2 تیمتھیس باب 2 آیت 13 کہتی ہے: “وہ اپنی ذات کا انکار نہیں کر سکتا” اور یہ بھی کہ وہ اپنے آپ سے بے وفائی نہیں کر سکتا۔ اس حقیقت کا مطلب یہ ہے کہ خدا اپنی فطرت کے برخلاف عمل نہیں کر سکتا۔ اور اپنی فطرت کے مطابق خدا بھلا ہے، جس کا مطلب ہے کہ وہ اپنی بھلائی کے خلاف کام

نہیں کر سکتا۔ حاکم مطلق ہونے کا مطلب ہرگز ”من مانی“ یا ”بے اصول“ ہونا نہیں ہے۔ خدا کا اقتدار اُس کی پاکیزہ اور نیک فطرت کے ساتھ ہم آہنگ ہے، اور وہ ہمیشہ اپنی کامل بھلائی کے مطابق ہی عمل کرتا ہے۔

خدا وہی کر سکتا ہے جو وہ چاہتا ہے

ہم میں سے اکثر نے اپنی زندگی کے کسی نہ کسی موقع پر یہ بات سنی ہوگی کہ خدا جو چاہے کر سکتا ہے کیونکہ وہ حاکم مطلق ہے۔ اُئیے ایک لمحے کے لئے اس بیان پر سنجیدگی سے غور کریں۔ اگر خدا حاکم مطلق ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے، تو ایک فطری سوال ابھرتا ہے: ”آخر وہ چاہتا کیا ہے؟“ جب ہم بائبل کا گہرائی سے مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ خدا ایک خاندان چاہتا ہے۔ زمین کی بنیاد رکھنے سے بھی پہلے خدا کا منصوبہ اور مقصد یہ تھا اور ہے کہ اُس کے بیٹوں اور بیٹیوں کا ایک خاندان ہو جو یسوع مسیح کی صورت کے مطابق ہوں (افسیوں باب 1 آیات 4 اور 5؛ رومیوں باب 8 آیت 29)۔ بائبل ہمیں خدا کی اس خاندانی خواہش کی پوری داستان سناتی ہے اور یہ بھی دکھاتی ہے کہ اُس نے یسوع مسیح کی موت، دفن اور قیامت کے وسیلہ سے اپنے خاندان کو حاصل کرنے کے لئے کس حد تک قربانی دی۔

کلام مقدس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ خدا انسان کے ساتھ رشتہ چاہتا ہے۔ یہ موضوع ہم پیدائش سے لے کر مکاشفہ تک مسلسل دیکھتے ہیں۔ خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا، جتنا کہ ایک مخلوق اپنے خالق کے مشابہ ہو سکتی ہے۔ کیوں؟ تاکہ رشتہ قائم ہو سکے۔ جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو اُس نے ایک بیٹا پیدا کیا (لوقا باب 3 آیت 38)۔ جب آدم اور حوا نے باغ میں گناہ کیا تو خدا نے انہیں تلاش کیا، غضب کے ساتھ نہیں بلکہ مدد کرنے کی خواہش کے ساتھ اُس نے اُن کے گناہ کو ڈھانپنے کے لئے عارضی مدد کے طور پر چمڑے کے لباس فراہم کئے (پیدائش باب 3 آیت 21) اور ایک دائمی مدد کا وعدہ بھی دیا—ایک نجات دہندہ کا وعدہ جو ایک دن اُن کے گناہ کو مکمل طور پر دور کرے گا (پیدائش باب 3 آیت 15)۔

جیسے جیسے ہم عہد عتیق کا مطالعہ کرتے ہیں، ہمیں انسان کے ساتھ خدا کے رشتے کی خواہش کے واضح اشارے ملتے ہیں۔ حنوک ایسے شخص تھے جو خدا کے ساتھ اس قدر قریبی چلتے تھے کہ یہ خدا کو نہایت پسند آیا، اس لئے خدا نے انہیں جسمانی موت کا مزہ چکھے بغیر آسمان پر اُٹھا لیا (پیدائش باب 5 آیات 21 اور 24؛ عبرانیوں باب 11 آیت 5)۔ خدا ابراہام کے پاس آیا تاکہ سدوم اور عمورہ کے بارے میں اُس سے گفتگو کرے (پیدائش باب 18 آیت 17)۔ بائبل میں تین مقامات پر ابراہام کو ”خدا کا دوست“ کہا گیا ہے (یعقوب باب 2 آیت 23؛ 2 تواریخ باب 20 آیت 7؛ یسعیاہ باب 41 آیت 8)۔ خدا موسیٰ سے بھی اس طرح بات کرتا تھا جیسے کوئی شخص اپنے دوست سے بات کرتا ہے (خروج باب 33 آیت 11)۔

عہد جدید میں، یسوع—جو خدا ہیں اور ہمیں خدا کو ظاہر کرتے ہیں—نے اپنے شاگردوں سے فرمایا: ”تم میرے دوست ہو اگر تم وہی کرو جو میں تمہیں حکم دیتا ہوں“ (یوحنا باب 15 آیت 14)۔ انہوں نے یہ بھی کہا: ”جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے وہی میرا بھائی اور بہن اور ماں ہے“ (متی باب 12 آیت 50)۔

بائبل یہ بھی اعلان کرتی ہے کہ جب یسوع کے زمین پر دوبارہ آنے کے بعد گناہ اور اُس کے اثرات خدا کی تخلیق سے مکمل طور پر مٹا دیئے جائیں گے، تب بھی ہم خدا اور انسان کے درمیان رشتے میں قائم رہیں گے۔ ”پھر میں نے ایک نیا آسمان اور نئی زمین دیکھی، کیونکہ پہلا آسمان اور پہلی زمین جاتی رہی تھی... اور میں نے، یوحنا نے، مقدس شہر، نیا یروشلم، کو خدا کی طرف سے آسمان سے اُترتے دیکھا... اور میں نے تخت کی طرف سے

ایک بلند آواز سنی جو کہتی تھی، ‘دیکھو، خدا کا خیمہ آدمیوں کے درمیان ہے، اور وہ اُن کے ساتھ سکونت کرے گا اور وہ اُس کے لوگ ہوں گے؛ ہاں، خدا خود اُن کے ساتھ ہوگا۔ وہ اُن کی آنکھوں سے ہر آنسو پونچھ دے گا، اور پھر نہ موت رہے گی، نہ ماتم، نہ آہ و نالہ، نہ درد؛ کیونکہ پہلی باتیں جاتی رہیں۔’ اور تخت پر بیٹھنے والے نے کہا... ‘جو غالب اُٹے گا وہ ان سب برکتوں کا وارث ہوگا، اور میں اُس کا خدا ہوں گا اور وہ میرا بیٹا ہوگا’ (مکاشفہ باب 1 آیات 1 تا 5 اور 7)۔

نبی یسعیاہ نے بھی اپنی تحریروں میں اُس وقت کا بیان کیا ہے۔ یسعیاہ کی نبوت سے ہم دیکھتے ہیں کہ خدا اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے ساتھ ایک عظیم جشن کی تیاری کر رہا ہے۔ ‘اور ربُّ الافواج اس پہاڑ پر سب قوموں کے لئے فرہ چیزوں کی ضیافت کرے گا، پُر مغز کھانوں کی ضیافت... اور وہ اُس پردہ کو جو سب قوموں پر پڑا ہوا ہے اور اُس نقاب کو جو سب امتوں پر پھیلا ہوا ہے ہٹا دے گا۔ وہ موت کو ہمیشہ کے لئے نگل جائے گا؛ اور خداوند رب سب چہروں سے آنسو پونچھ دے گا اور اپنے لوگوں کی رسوائی کو تمام زمین پر سے دور کر دے گا؛ کیونکہ خداوند نے فرمایا ہے’ (یسعیاہ باب 25 آیات 6 اور 8)۔

خدا چاہتا ہے کہ سب انسان اُس کی طرف کھنچے چلے آئیں تاکہ اُس کا ایک خاندان ہو۔ اپنی حکمت، قدرت اور مہربانی کے اظہار کے طور پر خدا نے یسوع کو ہمارے گناہوں کے لئے مرنے کے لئے بھیجا۔ اپنی حاکمیت میں خدا نے بنی نوع انسان کی سب سے بڑی ضرورت یعنی ہمارے گناہوں سے نجات کا بندوبست یسوع مسیح کی موت، دفن اور قیامت کے وسیلہ سے کیا۔ ‘لیکن خدا نے، جو رحمت میں دولت مند ہے، اپنی اُس بڑی محبت کے سبب سے جس سے اُس نے ہم سے محبت کی، ہمیں مسیح کے ساتھ زندہ کیا حالانکہ ہم اپنے گناہوں کے سبب سے مردہ تھے... اور ہمیں مسیح کے ساتھ اُٹھایا اور آسمانی مقاموں پر مسیح یسوع میں بٹھایا تاکہ آنے والے زمانوں میں وہ اپنے فضل کی بے حد دولت کو اُس مہربانی کے وسیلہ سے ظاہر کرے جو اُس نے مسیح یسوع میں ہم پر کی’ (افسیوں باب 2 آیات 4 تا 7)۔

خدا انسان کے ساتھ رشتہ چاہتا ہے اور وہ اپنے لئے ایک خاندان بنا رہا ہے۔ چونکہ وہ حاکم مطلق ہے، وہ ہر چیز کو—حتیٰ کہ اُن امور کو بھی جن کا وہ خود سبب نہیں—اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔ مسیح میں ایمان کے وسیلہ سے ہمیں اپنے بیٹے بنانے کے بارے میں افسیوں باب 1 آیات 9 اور 11 یوں بیان کرتی ہیں: ‘کیونکہ اُس نے اپنی مرضی کے بھید کو ہمیں ظاہر کیا... تاکہ زمانوں کی تکمیل پر آسمان اور زمین کی سب چیزیں مسیح میں جمع کی جائیں۔ اُسی میں ہم کو میراث بھی ملی کیونکہ ہم پہلے سے مقرر کئے گئے تھے اُس کے ارادہ کے موافق جو سب کچھ اپنی مرضی کی صلاح کے مطابق کرتا ہے۔’

صلیب خدا کی حاکمیت کا ایک عظیم اظہار تھی۔ خدا اپنی کامل علمیت میں جانتا تھا کہ شیطان شریر لوگوں کو اُبھارے گا تاکہ وہ خدا کے بے گناہ بیٹے کو مصلوب کریں (لوقا باب 22 آیت 3؛ اعمال باب 2 آیت 23)۔ خدا نے اُن کے بدترین فعل کو استعمال کر کے کائنات کی تاریخ کی سب سے بڑی بھلائی کو وجود میں لایا۔ یسوع نے انسانوں کے گناہوں کو اپنے اوپر لے لیا اور بنی نوع انسان کی نجات کی قیمت ادا کی۔ مسیح کی صلیب کے وسیلہ سے خدا نے اپنا خاندان حاصل کیا۔ 1 کرنتھیوں باب 2 آیت 8 کہتی ہے کہ اگر شیطان جانتا کہ خدا صلیب کے ذریعہ کیا کرنے والا ہے تو وہ ہرگز جلال کے خداوند کو مصلوب نہ کرتا۔

صلیب نہ صرف خدا کی کامل علمیت کا اظہار تھی بلکہ اُس کی قادر مطلق قدرت کا بھی شاندار مظاہرہ تھی۔ یسوع کے جی اُٹھنے کی مخالفت تاریکی کی تمام قوتوں نے کی، لیکن اسی شدید مخالفت کے درمیان قیامت خدا کی قدرت کا سب سے بڑا اعلان بن گئی، کیونکہ خدا نے گناہ، شیطان اور موت پر فتح پائی (افسیوں باب 1 آیت 19؛ کلسیوں باب 2 آیت 15)۔ خدا نے شیطان کو اُسی کے میدان میں شکست دی کیونکہ خدا حاکم مطلق ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ خدا حاکم مطلق ہے، اس لئے وہ لوگوں کے ساتھ برا بھی کر سکتا ہے کیونکہ طویل مدت میں اُسے یہی بہتر معلوم ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔ خدا اپنی حاکمیت کو لوگوں کو برکت دینے اور اُن پر مہربان ہونے کے لئے استعمال کرتا ہے، نہ کہ اُنہیں نقصان پہنچانے کے لئے۔ وہ اپنی حاکمیت کو بنی نوع انسان کے لئے اپنے فضل اور بھلائی کے اظہار کے لئے بروئے کار لاتا ہے۔ بائبل کے مطابق خدا، جو کائنات کا اعلیٰ ترین رب ہے، اپنی رحمت ظاہر کرنے کا اختیار رکھتا ہے جیسا وہ چاہے۔ “کیونکہ اُس نے موسیٰ سے فرمایا: میں جس پر رحم کرنا چاہوں رحم کروں گا اور جس پر ترس کھانا چاہوں ترس کھاؤں گا” (رومیوں باب 9 آیت 15)۔ اس وقت خدا، جو قادر مطلق اور اعلیٰ ترین اختیار رکھنے والا ہے، ہر چیز کو—بشمول انسانی انتخابوں کے—اپنے مقصد کی خدمت میں لگا رہا ہے تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ جلال پائے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں تک زیادہ سے زیادہ بھلائی پہنچائے جب وہ اپنے خاندان کو جمع کر رہا ہے۔

خدا کمہار ہے

مسائل کے ماخذ کے بارے میں الجھن کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ خدا کی حاکمیت سے متعلق کلام مقدس کی آیات کو غلط طور پر استعمال کرتے ہیں۔ اس کی ایک نمایاں مثال رومیوں باب 9 آیات 20 اور 22 میں ملتی ہے: “اے انسان، تُو کون ہے جو خدا سے جھگڑتا ہے؟ کیا مخلوق اپنے بنانے والے سے کہہ سکتی ہے کہ تُو نے مجھے ایسا کیوں بنایا؟ کیا کمہار کو مٹی پر اختیار نہیں کہ ایک ہی گوندھی ہوئی مٹی سے ایک برتن عزت کے لئے اور دوسرا بے عزتی کے لئے بنائے؟ اور اگر خدا اپنا غضب ظاہر کرنے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے اُن پر جو غضب کے برتن ہیں اور ہلاکت کے لئے تیار کئے گئے ہیں بڑے تحمل سے صبر کرے تو کیا؟”

ان آیات کی بنیاد پر لوگ اکثر یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں: “خدا ہمیں کسی حادثہ یا کینسر میں مبتلا کر سکتا ہے تاکہ ہمیں ڈھالے۔ ہمیں اُس کی حاکمیت پر سوال کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ وہ کمہار ہے اور ہم مٹی ہیں۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔” رومیوں 9 کی ان آیات سے ایسا نتیجہ نکالنا دراصل اس اصول کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ ہے کہ کلام کو کلام کی روشنی میں سمجھا جائے۔ ان آیات کی درست تشریح کے لئے ہمیں یہ طے کرنا ہوگا کہ جب رسول پولس نے خدا کو کمہار کہا تو اُن کا اصل مطلب کیا تھا۔

کلام مقدس میں خدا کو کمہار کے طور پر چند ہی مقامات پر ذکر کیا گیا ہے (یسعیاہ باب 29 آیات 15 اور 16؛ باب 45 آیت 9؛ باب 64 آیت 8؛ یرمیاہ باب 18 آیات 1 تا 10)۔ ہر مثال میں خدا قوموں سے مخاطب ہے، نہ کہ انفرادی افراد سے۔ یہ حوالہ جات خدا کو کمہار کے طور پر اس لئے پیش کرتے ہیں تاکہ یہ ظاہر ہو کہ جب اسرائیل کی قوم اُس سے بغاوت کرتی اور بت پرستی میں پڑ جاتی تو خدا اُن کے ساتھ کس طرح معاملہ کرتا تھا۔ یہ آیات اسرائیل کی طرف سے خدا کو رد کرنے کے نتائج کو بیان کرتی ہیں اور یہ واضح کرتی ہیں کہ اگر وہ اپنی سرکشی پر قائم رہیں تو خدا کو اختیار ہے کہ اُن کے دشمن اُن پر غالب آجائیں۔ ان میں کہیں بھی یہ تعلیم نہیں دی گئی کہ خدا کسی فرد کو کسی پوشیدہ سبب سے بیماری، نقصان یا مصیبت میں مبتلا کرتا ہے جس کا علم صرف اُسے ہی ہو۔

عہد جدید میں خدا کو کمہار کہنے کا واضح حوالہ رومیوں باب 9 آیات 20 اور 22 میں ملتا ہے، اور یہ دراصل یرمیاہ باب 18 سے ماخوذ ہے۔ پولس اس حوالہ کو اس بات کی وضاحت کے لئے استعمال کرتے ہیں کہ خدا نے جب اسرائیل کی قوم نے مسیح کو اپنے مسیحا کے طور پر رد کیا تو غیر قوموں کو خوشخبری دینے میں کوئی ناانصافی نہیں کی۔

رومیوں باب 9 کا مرکزی موضوع خدا کا اسرائیل کی قوم کے ساتھ برتاؤ ہے—یہ انفرادی لوگوں کی روزمرہ زندگی میں پیش آنے والی مشکلات کی وضاحت نہیں ہے۔ یہ آیات ہمارے ذاتی دکھ اور برائی کی توجیہ پیش نہیں کرتیں۔ سیاق و سباق میں، کمہار اور مٹی کی تمثیل عہد عتیق میں اسرائیل کو خدا کے خاص لوگوں کے طور پر چننے اور عہد جدید میں کلیسیا کے انتخاب کے حوالے سے ہے۔ پولس کا استدلال یہ ہے کہ اسرائیل اور کلیسیا کا انتخاب عادلانہ اور درست ہے کیونکہ حاکم مطلق خدا کو اختیار ہے کہ وہ جس پر چاہے اپنی رحمت ظاہر کرے (رومیوں باب 9 آیت 15)۔

کیا یہ کہنا غلط ہے کہ خدا کمہار ہے اور ہم مٹی ہیں؟ نہیں، بشرطیکہ آپ اس تمثیل کے صحیح مفہوم کو سمجھیں۔ ہاں، خدا کمہار ہے اور ہم مٹی ہیں، لیکن جیسا کہ ہم نے دیکھا، اس کا مطلب یہ نہیں کہ خدا اپنی حاکمیت کے سبب آپ کے ساتھ برا کرے گا یا کر سکتا ہے۔ خدا واقعی ہمیں ڈھالتا ہے، لیکن وہ ہمیں اندر سے اپنے کلام اور اپنے روح کے وسیلہ سے ڈھالتا ہے۔ “اور ہم سب جن کا چہرہ بے نقاب ہے، خداوند کے جلال کو آئینہ میں دیکھتے ہوئے اُسی صورت میں بدلتے جاتے ہیں، جلال سے جلال تک، جیسا کہ خداوند کی طرف سے جو روح ہے” (2 کرنتھیوں باب 3 آیت 18)۔ کمہار خدا آپ کا باپ بھی ہے، اور وہ آپ کو ایک باپ کی طرح—محبت کے ساتھ—تشکیل دے گا اور سنوارے گا۔ “لیکن اے خداوند، تُو ہمارا باپ ہے؛ ہم مٹی ہیں اور تُو ہمارا کمہار ہے؛ ہم سب تیرے ہاتھ کا کام ہیں” (یسعیاہ باب 64 آیت 8)۔



برائی اور دکھ اس دنیا میں گناہ کے سبب موجود ہیں، اور اس کا آغاز آدم کے گناہ سے ہوا۔ لیکن یہ حالت ہمیشہ کے لئے قائم نہیں رہے گی۔ خدا اپنی حاکمیت میں اس بات پر قادر ہے کہ حقیقی برائی کو لے کر اُس سے حقیقی بھلائی پیدا کرے۔ اپنی حکمت اور قدرت کے وسیلہ سے وہ شیطان کو اُسی کے کھیل میں شکست دے سکتا ہے اور ہر چیز کو اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے استعمال کر سکتا ہے۔ خدا کی مرضی یہ ہے کہ جب وہ اپنا خاندان جمع کر رہا ہے تو وہ اپنے لئے زیادہ سے زیادہ جلال اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لئے زیادہ سے زیادہ بھلائی ظاہر کرے۔

اب جبکہ ہم اس سچائی کی ایک مضبوط بنیاد رکھ چکے ہیں کہ خدا اچھا ہے اور “اچھا” کا مطلب واقعی اچھا ہی ہے، تو آئیے اُن عام سوالات پر غور کریں جو اکثر یوں شروع ہوتے ہیں: “ہاں، لیکن... اس بارے میں کیا؟ اُس بارے میں کیا؟”



ہاں، لیکن عہدِ قدیم کے بارے میں کیا؟

اب تک جو کچھ میں بیان کر چکی ہوں، اُس کے جواب میں لوگوں کی طرف سے اُٹھائے جانے والے اولین سوالات میں سے ایک یہ ہے: ”اگر خُدا اچھا ہے، اور اچھا کا مطلب واقعی اچھا ہی ہے، تو پھر آپ عہدِ قدیم میں خُدا کے اعمال کی کیا تشریح پیش کرتی ہیں؟ ان تمام مقامات کا کیا جہاں خُدا نے لوگوں کو ہلاک کیا، اُن پر بیماری نازل کی، اور تباہی کے ذریعے سزا دی؟“ ہم اس مختصر کتاب میں عہدِ قدیم کے ہر واقعہ کا احاطہ نہیں کر سکتے، لیکن ہم چند ایسے اُصول بیان کر سکتے ہیں جو ہمارے پہلے ”جی ہاں، لیکن... اُس کے بارے میں کیا؟“ جیسے سوال کا جواب فراہم کریں گے اور عہدِ قدیم کو پڑھتے وقت ہماری رہنمائی کے لیے واضح ہدایات مہیا کریں گے۔

خُدا کی بھلائی، رحم اور محبت پورے عہدِ قدیم میں پائی جاتی ہے۔ ”رحم“ کا لفظ کنگ جیمز بائبل میں 261 مرتبہ آیا ہے، اور اُن مواقع میں سے 72 فیصد پر یہ لفظ عہدِ قدیم میں ملتا ہے۔ ”محبت“ کا لفظ کنگ جیمز بائبل میں 322 مرتبہ استعمال ہوا ہے، اور اُن میں سے تقریباً نصف بار عہدِ قدیم میں پایا جاتا ہے۔ تاہم عہدِ قدیم میں خُدا کی رحمت اور محبت کو دیکھنے کے لیے ہمیں کچھ گہرائی میں جانا پڑتا ہے۔ بائبل ایک تدریجی مکاشفہ ہے، یعنی خُدا نے صحائف کے صفحات کے ذریعے آہستہ آہستہ اپنے آپ کو انسانیت پر ظاہر کیا ہے۔ بہت سی باتیں عہدِ قدیم میں پوری طرح واضح نہیں ہیں۔ خُدا کی بھلائی، رحم اور محبت وہاں ہمیشہ اتنی نمایاں اور صاف طور پر ظاہر نہیں ہوتیں جتنی کہ وہ عہدِ جدید میں دکھائی دیتی ہیں۔

عہدِ قدیم میں ہمارے پاس ابھی وہ مکمل تصویر موجود نہیں جو عہدِ جدید میں یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہم پر آشکار کی گئی ہے۔ عبرانیوں باب 1 آیت 3 بیان کرتی ہے کہ یسوع خُدا کی واضح صورت ہیں۔ ”واضح“ کے لیے استعمال ہونے والا لفظ اُس مہر کی چھاپ کے مفہوم سے لیا گیا ہے جو کسی نقش کو بعینہ ظاہر کرتی ہے۔ یسوع باپ کا عین اور کامل اظہار ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے ذکر کر چکی ہوں، اگر آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ خُدا لوگوں کے ساتھ کس طرح معاملہ کرتا ہے تو یسوع کو دیکھیں۔ ہم خُدا کے مطالعہ کا آغاز عہدِ قدیم سے نہیں کرتے بلکہ عہدِ جدید سے کرتے ہیں۔ ہم اُس مکاشفہ سے ابتدا کرتے ہیں جو یسوع ہمیں خُدا کے بارے میں دکھاتے ہیں۔ جب ہمارے پاس عہدِ جدید میں یسوع میں ظاہر ہونے والی خُدا کی واضح تصویر قائم ہو جاتی ہے، تب ہم عہدِ قدیم کو اُسی تصویر کی روشنی میں سمجھتے ہیں۔

عہدِ قدیم کو عہدِ جدید کے ذریعے سمجھنے کے دو بنیادی مطلب ہیں۔ اول، اگر عہدِ جدید کی دس آیات کسی خیال یا موضوع کی واضح تائید کرتی ہوں اور عہدِ قدیم کی ایک آیت بظاہر اُن دس آیات کے برخلاف دکھائی دے، تو ہم اُن دس آیات کو ترک نہیں کرتے۔ بائبل اپنے آپ سے متصادم نہیں ہوتی۔ اگر کوئی آیت دیگر صحائف کے مخالف محسوس ہو، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے ابھی تک اُس آیت کی مکمل سمجھ حاصل نہیں کی۔ اُس آیت کو ایک طرف رکھ دیں یہاں تک کہ آپ اُسے بہتر طور پر سمجھ لیں۔ دوم، عہدِ قدیم کو عہدِ جدید کے ذریعے سمجھنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ ہمیں یہ دیکھنا چاہیے کہ عہدِ جدید، عہدِ قدیم کے مخصوص واقعات کے بارے میں کیا تعلیم دیتا ہے۔ مثال کے طور پر، ایوب کی کتاب بہت سے لوگوں کو خوفزدہ کرتی ہے، لیکن عہدِ جدید ہمیں بتاتا ہے کہ ہمیں ایوب کی کتاب پڑھ کر کیا نتیجہ اخذ کرنا چاہیے۔ یعقوب باب 5 آیت 11 کے مطابق، ایوب ہمیں یہ سکھاتے ہیں کہ خُدا نہایت شفیق اور مہربان ہے اور اپنے لوگوں کو قید اور مصیبت سے رہائی بخشتا ہے۔ اگر آپ کو ایوب کی کتاب سے خُدا کی یہی تصویر نظر نہیں آتی تو آپ نے اُس کتاب کو اُس کے درست تناظر میں نہیں پڑھا۔ ہم اگلے باب میں ایوب کی کتاب کا مزید تفصیلی جائزہ لیں گے۔

عہدِ قدیم کو پڑھنے کی کنجی:

سیاق و سباق کو سمجھنا

عہدِ قدیم کو درست طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اُسے سیاق و سباق کے ساتھ پڑھنا سیکھیں۔ بائبل میں ہر بات کسی نہ کسی نے، کسی خاص شخص یا گروہ کے لیے، کسی مخصوص موضوع پر لکھی ہے۔ جب بھی ہم بائبل کو کھولتے ہیں، ہمیں یہ دریافت کرنا ہوتا ہے کہ کون کلام کر رہا ہے، پیغام کس کے لیے ہے، اور گفتگو کا موضوع کیا ہے، تاکہ ہم کسی آیت کا مفہوم صحیح طور پر سمجھ سکیں۔ یہ کہنا کہ بائبل کسی نے کسی کے لیے کسی موضوع پر لکھی، اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ بائبل محض انسان کا کلام ہے اور خُدا کا نہیں؛ بلکہ اس کا سادہ سا مطلب یہ ہے کہ خُدا نے بعض اشخاص کو الہام بخشا تاکہ وہ مخصوص مسائل اور حالات کے بارے میں دوسروں کو تحریر کریں۔ مثال کے طور پر، خُدا نے رسول پوٹس کو استعمال کیا تاکہ وہ تیمتھیس نامی شخص کو دو خطوط لکھے اور اُسے سکھائے کہ وہ اُن کلیسیاؤں کی قیادت کس طرح کرے جن کی نگرانی اُس کے سپرد تھی۔ ان دو خطوط کو مکمل طور پر سمجھنے کے لیے یہ پس منظر جاننا نہایت ضروری ہے۔

عہدِ قدیم کو پڑھنے کی ایک اور اہم کنجی یہ ہے کہ اُس کے تحریر کیے جانے کے تاریخی اور ثقافتی پس منظر کو سمجھا جائے۔ عہدِ قدیم زیادہ تر اسرائیل کی تاریخ سے متعلق ہے۔ اس قوم کی تاریخ اکثر دردناک اور تاریک رہی، کیونکہ اسرائیلی بار بار اپنے اردگرد بسنے والی اقوام کے بُتوں اور جھوٹے معبودوں کی پرستش میں مبتلا ہوئے اور اُن کی غیر اخلاقی طرز زندگی اور رسومات کو اپنا لیا۔ اسرائیل کی تاریخ کے مختلف ادوار میں عبرانی قوم نے سنگین گناہوں کا ارتکاب کیا۔ اُنہوں نے یروشلم میں خُدا کے بیکل کے اندر بُتوں کی پرستش کی؛ اُنہوں نے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو بُتوں کی نذر کرنے کے لیے جلا ڈالا؛ اور لکڑی اور پتھر کے بُتوں کو اپنے خالق کے طور پر قبول کیا، بجائے اس کے کہ زندہ خُدا کو ماننے۔ خُدا نے اسرائیل کی طرف انبیا کو بھیجا اور عبرانی لوگوں کو خبردار کیا کہ اگر وہ توبہ نہ کریں گے تو اپنے دشمنوں کے ہاتھوں آنے والی تباہی کا سامنا کریں گے۔ لیکن اسرائیل نے خُدا کی تنبیہات کو رد کر دیا، اور نتیجتاً اپنے بولناک گناہوں کے انجام کو بھگتا۔

سیاق و سباق کی کمی کے باعث اکثر لوگ عہدِ قدیم کی اُن آیات کو، جو ایک بُت پرست قوم کے لیے لکھی گئی تھیں، آج کے ایمانداروں پر لاگو کر دیتے ہیں، جو محض روزمرہ زندگی کے چیلنجز کا سامنا کرتے ہوئے کبھی کبھار لغزش کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بہت سے مسیحی ان آیات کے غلط اطلاق کی بنا پر خُدا کی سزا کے غیر ضروری خوف میں مبتلا رہتے ہیں۔

ہمیں یہ بات بھی سمجھنی چاہیے کہ جب عہد قدیم میں یہ کہا جاتا ہے کہ ”خُدا نے لوگوں میں بیماری لائی“ تو اس کا مفہوم اصل قارئین کے لیے وہ نہیں تھا جو آج ہمارے ذہن میں آتا ہے۔ عہد قدیم بنیادی طور پر عبرانی زبان میں لکھا گیا تھا۔ عبرانی زبان میں یہ ایک عام طرز بیان تھا کہ جب کسی بات کی اجازت دینا مراد ہوتا تو سبب ظاہر کرنے والی فعل کی صورت استعمال کی جاتی تھی۔ یوں خُدا کو کسی کام کا فاعل قرار دیا جاتا تھا، حالانکہ حقیقت میں اُس نے صرف اُس کی اجازت دی ہوتی تھی۔ اگرچہ متن لفظی طور پر کہتا ہے کہ ”خُدا نے لوگوں میں بیماری بھیجی“ لیکن اسرائیلیوں کے لیے اس کا مطلب یہ سمجھا جاتا تھا کہ ”خُدا نے لوگوں میں بیماری آنے کی اجازت دی۔“

اگر ہم عبرانی زبان سے واقف نہیں تو پھر ہم کیسے جان سکتے ہیں کہ عہد قدیم کی کوئی آیت ”خُدا نے کیا“ کے معنی میں ہے یا ”خُدا نے اجازت دی“ کے مفہوم میں؟ بعض اوقات اس کا جواب خود متن ہی میں موجود ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، 1 تواریخ باب 10 آیت 14 بیان کرتی ہے کہ خُداوند نے بادشاہ ساؤل کو مار ڈالا۔ لیکن جب ہم پورا باب پڑھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ساؤل نے اپنے اسلحہ بردار سے کہا کہ وہ اُسے قتل کر دے۔ جب اُس شخص نے انکار کیا تو ساؤل اپنی ہی تلوار پر گر کر ہلاک ہو گیا۔ خُداوند نے ساؤل کو براہ راست نہیں مارا؛ خُداوند نے اُسے خود کو ہلاک کرنے کی اجازت دی۔

خروج باب 15 آیت 26 میں خُدا نے اسرائیل سے فرمایا کہ اگر وہ اُس کے احکام پر عمل کریں گے تو ”میں تم پر مصر والوں پر لائی گئی کسی بیماری کو نہ ڈالوں گا، کیونکہ میں ہی تمہارا شفا دینے والا خُداوند ہوں۔“ اس کلام کی درست تشریح یہ ہوگی کہ ”میں مصر کی کسی بیماری کو تم پر آنے کی اجازت نہیں دوں گا۔“ ”تمہارا شفا دینے والا خُداوند“ عبرانی میں یہووا رافا ہے، جس کا مطلب ہے ”خُداوند تمہارا طبیب ہے۔“ خُدا لوگوں کو اس لیے بیمار نہیں کرتا کہ پھر اُنہیں شفا دے؛ ایسا کرنا گویا ایک منقسم گھر کی مانند ہوگا۔ (یاد رہے کہ متی باب 12 آیات 24 اور 26 میں یسوع نے منقسم گھر کے بارے میں کیا فرمایا تھا۔)

جب ہمیں خود متن سے یہ واضح نہ ہو سکے کہ خُدا نے ”کیا“ یا خُدا نے ”اجازت دی“ تو ہمیں اُس آیت کو عہد جدید کی روشنی میں پرکھنا چاہیے۔ اگر کوئی آیت یہ ظاہر کرتی ہو کہ خُدا نے ”کیا“ لیکن وہ عہد جدید میں یسوع مسیح کے ذریعے ظاہر ہونے والی خُدا کی مکاشفہ کے برخلاف دکھائی دے، تو ہمیں سمجھ لینا چاہیے کہ اُس آیت کا درست مفہوم یہ ہے کہ خُدا نے ”اجازت دی۔“

واحد اور یکتا خدا، قادرِ مطلق خدا۔

جب خدا نے موسیٰ کی قیادت میں اسرائیل کو مصر کی غلامی سے نکالا، اُس وقت ساری دنیا کثرتِ معبودات میں ڈوبی ہوئی تھی اور بے شمار دیوتاؤں کی پرستش کرتی تھی۔ صرف اسرائیل ایک خدا کو ماننے والا تھا، اور وہ بھی کمزوری کے ساتھ مصر میں بہت سے عبرانی لوگ بت پرستی میں پھنس گئے تھے، اور جب وہ بیابان میں وعدہ کی ہوئی سرزمین کی طرف سفر کر رہے تھے تو پھر اُسی گمراہی میں لوٹ گئے، جیسا کہ حزقی ایل باب 20 آیات 6 اور 10 اور خروج باب 32 آیات 1 اور 6 میں بیان ہوا ہے۔ اور جب اسرائیل آخر کار کنعان کی سرزمین میں داخل ہوا تو بھی وہ بار بار جھوٹے معبودوں کی عبادت کی طرف رجوع کرتا رہا۔

اسرائیل کے گرد و نواح کی بیشتر قوموں کے پاس روشنی کا ایک دیوتا، تاریکی کا ایک دیوتا، دن کا دیوتا، رات کا دیوتا، بھلائی کرنے والا دیوتا، برائی کرنے والا دیوتا اور اس طرح کے بے شمار معبود تھے۔ عہد قدیم میں خدا کا ایک بنیادی مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے لوگوں اور اسرائیل کے اس پاس کی قوموں کے سامنے اپنے آپ کو قادر مطلق خدا، واحد اور یکتا خدا کے طور پر ظاہر کرے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم عہد قدیم میں اس کی قدرت کے ایسے ہیبت ناک مظاہر دیکھتے ہیں جو دلوں کو لرزا دیتے ہیں اور ذہنوں کو جھنجھوڑ دیتے ہیں۔

عہد قدیم کے مصنفین نے، جو روح القدس کی تحریک کے تحت لکھ رہے تھے، بہت سی ہولناک اور تباہ کن واقعات کو خدا کی طرف منسوب کیا۔ اُن کا مقصد یہ نہ تھا کہ تباہی کے پیچھے خدا کو ظالم کے طور پر پیش کریں، بلکہ یہ تھا کہ اسرائیل یہ سمجھے کہ مصیبت اس لیے آئی کہ نہ آگ کا دیوتا ناراض تھا اور نہ فصل کے دیوتا کو راضی کرنے کی ضرورت تھی، بلکہ اس لیے کہ وہ بت پرستی کے سبب قادر مطلق خدا کے ساتھ درست تعلق میں قائم نہ تھے۔ خدا کا ارادہ یہ تھا کہ انسانی شعور میں یہ سچائی راسخ کر دی جائے کہ اُس کے لوگوں کو اُس واحد اور قادر مطلق خدا کے ساتھ صحیح رشتہ میں رہنا چاہیے، پہلے شریعت اور اُس کی قربانیوں کے وسیلہ سے، اور آخر کار یسوع مسیح کے وسیلہ سے۔

بائبل اعلان کرتی ہے کہ خدا نیک ہے اور خدا محبت ہے۔ تاہم عہد قدیم میں یہ موضوعات اتنی نمایاں حیثیت سے ظاہر نہیں ہوئے۔ اگر خدا اُس کثرتِ معبودات والی دنیا میں اپنے آپ کو ابتدا ہی سے ایک محبت کرنے والے باپ کے طور پر پوری وضاحت کے ساتھ ظاہر کر دیتا، تو اسرائیل اور اُس کے اس پاس کی قومیں شاید اُسے ”محبت کرنے والا دیوتا“ سمجھتیں، یعنی بہت سے دیوتاؤں میں سے صرف ایک اور دیوتا۔ اسی سبب عہد قدیم میں تثلیث — باپ، بیٹا اور روح القدس — کا ذکر نسبتاً کم ملتا ہے۔



اُنہیے چند مثالوں پر غور کریں تاکہ ہم دیکھ سکیں کہ عہد قدیم کے تاریخی پس منظر کو سمجھنا کس طرح اُن آیات کی درست تفسیر میں ہماری مدد کرتا ہے جو بظاہر ایسے دکھائی دیتی ہیں گویا وہ خدا پر برائی یا شرارت کو منسوب کر رہی ہوں۔

خروج باب 20 آیت 5 میں خدا فرماتا ہے: ”تو اُن کو سجدہ نہ کرنا اور نہ اُن کی عبادت کرنا، کیونکہ میں خداوند تیرا خدا غیرت رکھنے والا خدا ہوں، جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں اُن کے باپ دادا کی بدکاری کا بدلہ بیٹوں کو، تیسری اور چوتھی پشت تک دیتا ہوں۔“ بہت سے لوگوں نے اس آیت کو میرے سامنے اس دلیل کے طور پر پیش کیا ہے کہ خدا لوگوں کے ساتھ بُرا سلوک کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں، ”آخر کار خدا تو باپوں کے گناہوں کا بوجھ بیٹوں پر ڈالتا ہے۔“ لیکن ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ کلام مقدس کو اُس کے سیاق و سباق میں پڑھنا نہایت ضروری ہے۔

خدا نے یہ الفاظ موسیٰ سے اُس وقت کہے جب اسرائیل وعدہ کی ہوئی سرزمین کی طرف بڑھ رہا تھا۔ خدا نے ابھی موسیٰ کے وسیلہ سے دس احکام کا پہلا حصہ دیا تھا: اسرائیل کسی اور معبود کو نہ مانے، نہ کوئی مورت بنائے اور نہ اُسے سجدہ کرے۔ اسی کے فوراً بعد خدا نے باپوں کے گناہوں کے سبب اولاد پر آنے والے نتائج کا ذکر کیا۔ اس سے پہلے کہ اسرائیل حقیقتاً کنعان کی سرزمین میں داخل ہوتا، خدا نے انہیں خبردار کیا کہ اگر وہ کنعانیوں کے معبودوں کی عبادت کریں گے تو وہ اُن کے دشمنوں کو اجازت دے گا کہ وہ انہیں شکست دیں اور اُس سرزمین سے نکال باہر کریں، جیسا کہ استثنائاً باب 4 آیات 25 اور 28 میں بیان ہوا ہے۔ لیکن اسرائیل نے خدا کی فرمانبرداری نہ کی۔ وہ بار بار اپنے گرد و پیش کی قوموں کے معبودوں کی پرستش میں پڑتا رہا، اور جیسا کہ خدا نے پہلے ہی تنبیہ کی تھی، وہ اپنے دشمنوں کے ہاتھوں پامال ہوا اور منتشر کر دیا گیا۔ پہلے اسوریوں کے ذریعہ اور پھر بابلیوں کے ذریعہ۔

586 قبل مسیح میں بابلیوں نے اسرائیل کو اسیر کر کے بابل لے گئے، جہاں وہ ستر برس تک رہے۔ یوں خروج 20:5 میں کہی گئی بات اپنی تکمیل کو پہنچی۔ اسرائیل کو اُن کے باپ دادا کے گناہوں، یعنی بار بار کی بت پرستی، کے سبب بابل لے جایا گیا۔ نتیجتاً اُن کی اولاد بابل ہی میں پیدا ہوئی اور انہیں ستر سال تک اسیری کی زندگی گزارنی پڑی۔ تیسری اور چوتھی پشت تک، یعنی پوتوں اور پڑپوتوں کے زمانہ تک۔ پس خروج باب 20 آیت 5 میں خدا کا بیان یہ اعلان نہ تھا کہ وہ منصوبہ بنا کر لوگوں کو اُن کے گناہوں کے باعث اُن کی اولاد کو چوتھی نسل تک سزا دے گا، بلکہ یہ اسرائیل کے لیے ایک سنجیدہ انتباہ تھا کہ اگر وہ وعدہ کی ہوئی سرزمین میں بت پرستی کریں گے تو اُس کے نتائج سے بچ نہ سکیں گے۔

یسعیاہ باب 45 آیت 7 میں خدا فرماتا ہے: ”میں روشنی کا بنانے والا اور تاریکی کا پیدا کرنے والا ہوں؛ میں سلامتی بخشنا ہوں اور مصیبت نازل کرتا ہوں؛ میں خداوند ہوں جو یہ سب کچھ کرتا ہوں۔“ بہت سے لوگ اس آیت کو پڑھ کر کہتے ہیں، ”دیکھو! خدا تو برائی بھی کرتا ہے، کیونکہ وہ حاکم مطلق ہے اور سب سے بہتر جانتا ہے۔“ لیکن ایک بار پھر، اس آیت کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے اُس کے تاریخی پس منظر سے واقف ہونا نہایت اہم ہے۔

539 قبل مسیح میں، عظیم بادشاہ خورس، جسے سائرس بھی کہا جاتا ہے، کے دور حکومت میں فارس نے بابلی سلطنت کو فتح کر لیا۔ اگلے ہی سال بادشاہ خورس نے اُن عبرانیوں کو، جو ستر برس سے بابل میں اسیر تھے، اپنے وطن واپس جانے کی اجازت دے دی۔ خورس کا اقتدار میں آنا اور اسرائیل کو کنعان واپس جانے کی اجازت دینا، یسعیاہ کی کتاب میں درج نبوت کی تکمیل تھا، جس کے ذریعے خدا نے پہلے ہی ظاہر کر دیا تھا کہ وہ اقوام کے عروج و زوال پر کامل اختیار رکھتا ہے اور اپنی مرضی کو پورا کرنے کے لیے بادشاہوں کو بھی استعمال کرتا ہے۔

نبی یسعیاہ کے وسیلہ سے، خورس کی پیدائش سے تقریباً ڈیڑھ سو سال پہلے ہی، خدا نے اُس بادشاہ کا نام لے کر ذکر کیا اور اُسے اُس وسیلہ کے طور پر مقرر کیا جس کے ذریعہ وہ اپنے لوگوں کو دوبارہ وعدہ کی ہوئی سرزمین میں واپس لائے گا، جیسا کہ یسعیاہ باب 44 آیت 28 اور باب 45 آیت 4 میں درج ہے۔

اس نبوت کے بعد ایک طویل حصہ آتا ہے جس میں خدا نہایت وضاحت کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ اُس کے سوا کوئی اور خدا نہیں۔ بادشاہ خورس سے مخاطب ہو کر خدا فرماتا ہے: ”میں خداوند ہوں اور میرے سوا کوئی اور نہیں؛ کوئی اور خدا نہیں۔ اگرچہ تو مجھے نہیں جانتا، تو بھی میں نے تجھے کمر باندھی، تاکہ مشرق سے مغرب تک سب جان لیں کہ میرے سوا کوئی نہیں۔ میں خداوند ہوں اور کوئی دوسرا نہیں“ (یسعیاہ باب 45 آیات 5 اور 6)۔

اس کے فوراً بعد آیت 7 میں یہ بیان آتا ہے: ”میں روشنی کو پیدا کرتا اور تاریکی کو بناتا ہوں؛ میں سلامتی بخشتا اور مصیبت نازل کرتا ہوں؛ میں خداوند ہوں جو یہ سب کچھ کرتا ہوں۔“ یہاں بھی خدا بادشاہ خورس ہی سے ہم کلام ہے۔ خورس اور فارسی لوگ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ ایک دیوتا بھلائی کا ہے اور ایک دیوتا برائی کا؛ اُن کے نزدیک روشنی کا دیوتا خیر کا نمائندہ تھا اور تاریکی کا دیوتا شر کا۔ آیت 7 میں خدا اپنے الفاظ کے ذریعہ خورس کو صاف صاف بتا رہا ہے کہ روشنی اور تاریکی کے، خیر اور شر کے الگ الگ کوئی معبود نہیں ہیں۔ آخر کار ہر چیز پر میرا ہی اختیار ہے—روشنی پر بھی، تاریکی پر بھی، بھلائی پر بھی، برائی پر بھی، اور تجھ پر بھی—کیونکہ میں قادر مطلق خدا ہوں، اور میرے سوا کوئی اور معبود نہیں۔

یہ حقیقت کہ خدا کو بالآخر ہر بات پر اقتدار حاصل ہے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہر واقعہ کو خود انجام دیتا ہے یا ہر پیش آنے والی بات کو اپنی خوشنودی سے منظور کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی واقعہ اُس کے لیے اچانک یا حیران کن نہیں، اور نہ کوئی ایسی بات ہے جسے وہ اپنے اعلیٰ مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال نہ کر سکے۔ اس مقام پر خدا یہ اعلان نہیں کر رہا کہ وہ لوگوں کے ساتھ برائی کرتا ہے، بلکہ وہ خورس اور فارسیوں کے سامنے اپنی قادر مطلق ہستی کو ظاہر کر رہا ہے تاکہ وہ اپنے جھوٹے معبودوں کو ترک کر کے اُسی کو واحد سچا خدا تسلیم کریں۔

اُسی باب میں چند آیات بعد خدا فرماتا ہے: ”میرے سوا کوئی اور خدا نہیں—راستباز اور نجات دینے والا خدا؛ میرے سوا کوئی نہیں۔ اے زمین کے سب کناروں، میری طرف رجوع کرو اور نجات پاؤ، کیونکہ میں ہی خدا ہوں اور کوئی دوسرا نہیں“ (یسعیاہ باب 45 آیات 21 اور 22)۔ جب ہم یسعیاہ باب 45 آیت 7 کو اُس کے تاریخی پس منظر میں سمجھتے ہیں تو ہم پر واضح ہو جاتا ہے کہ یہ اس بات کا اعلان نہیں کہ خدا کسی پراسرار یا آفاقی مقصد کے تحت آپ کی زندگی میں مصیبت لانے کا ارادہ رکھتا ہے، بلکہ یہ اُس کی بھلائی اور فضل کا اظہار ہے جس کے ذریعے وہ خورس اور فارسیوں کو اپنی طرف کھینچنا چاہتا ہے، اُن پر ظاہر کرتے ہوئے کہ حقیقی خدا صرف وہی ہے۔

ایک بھلا خدا اور وبائیں۔

ایک اور عام سوال جو مجھے اکثر پوچھا جاتا ہے یہ ہے: ”ایک بھلا خدا مصریوں پر وبائیں کیسے بھیج سکتا ہے؟“ مصر نے اسرائیل کو چار سو برس تک غلامی میں جکڑے رکھا تھا۔ اس اسیری کے زمانہ کے اختتام کی طرف، موسیٰ نامی ایک شخص خدا کے حکم سے فرعون کے پاس خداوند کا پیغام لے کر گیا: ”میرے لوگوں کو جانے دے تاکہ وہ میری عبادت کریں۔“ فرعون نے انکار کیا، اور اس کے نتیجہ میں مصریوں پر یکے بعد دیگرے کئی وبائیں آئیں جنہیں خدا کی طرف سے بتایا گیا۔ درحقیقت ہر وبا خدا کی قدرت کا اظہار اور مصر کے معبودوں کے لیے ایک کھلا چیلنج تھی۔

مثال کے طور پر، مصری دریائے نیل کو اپنی زندگی کا سرچشمہ سمجھتے تھے۔ ہر سال وہ نیل کو خوش کرنے کے لیے ایک لڑکے اور ایک لڑکی کی قربانی چڑھاتے تھے۔ جب خدا نے نیل کے پانی کو خون میں بدل دیا تو اُس نے ظاہر کیا کہ وہ نیل سے برتر ہے—وہی حقیقی زندگی کا منبع ہے؛ اُسی نے نیل کو بنایا اور اُسی کو نیل پر اختیار حاصل ہے۔ مصر کی دیوی ہیکت کو مینڈک کی صورت میں دکھایا جاتا تھا۔ مینڈکوں کی وبا کے ذریعہ خدا نے مصریوں پر واضح کر دیا کہ مینڈک کوئی معبود نہیں۔ اُس نے یہ ثابت کیا کہ وہی واحد، قادر مطلق خدا مینڈکوں پر بھی کامل اختیار رکھتا ہے۔

ان وباؤں کا مقصد یہ دکھانا تھا کہ مصر کی مورتیاں حقیقت میں معبود نہیں تھیں۔ مقصد یہ تھا کہ خدا خود کو سچا اور واحد خدا ظاہر کرے تاکہ مصری اُس پر ایمان لائیں۔ یہ وبائیں تقریباً نو ماہ کے عرصہ میں واقع ہوئیں۔ آخری وبا تک یہ آفات تکلیف دہ تھیں مگر مہلک نہ تھیں۔ اجتماعی طور پر، اگر فرعون اسرائیل کو غلامی سے آزاد کر دیتا تو مصری ان قدرتی مظاہروں سے بچ سکتے تھے۔ اور انفرادی طور پر بھی مصری اسرائیل کے ساتھ شامل ہو کر ان وباؤں سے محفوظ رہ سکتے تھے، کیونکہ اسرائیل—واحد قادر مطلق خدا کے لوگ—ان آفات سے متاثر نہ ہوئے تھے، جیسا کہ خروج باب 8 آیات 22 اور 23 اور باب 9 آیات 4 تا 26 میں بیان ہے۔

ان قدرتی مظاہروں کا مطلوبہ اثر ہوا۔ وباؤں کے ذریعہ بہت سے مصریوں نے اقرار کیا کہ عبرانیوں کا خدا، خداوند، ہی واحد سچا خدا ہے، جیسا کہ خروج باب 8 آیت 19 اور باب 9 آیات 19 تا 21 میں درج ہے۔ کلام مقدس بتاتا ہے کہ جب اسرائیل بالآخر مصر سے نکلا تو اُن کے ساتھ ایک “ملی جلی بھیڑ” بھی گئی، جیسا کہ خروج باب 12 آیت 38 میں لکھا ہے۔ اُس بھیڑ میں مصری بھی شامل تھے جو خدا پر ایمان لانا شروع ہو گئے تھے۔

اب آخری وبا کے بارے میں کیا کہا جائے—مصریوں کے پہلوٹھوں کی موت، جس میں انسان اور حیوان دونوں شامل تھے؟ خروج باب 12 آیت 12 کہتا ہے: “کیونکہ میں اُس رات مصر کے ملک میں سے گزروں گا اور مصر کے ملک کے سب پہلوٹھوں کو، خواہ انسان ہوں خواہ حیوان، مار ڈالوں گا؛ اور مصر کے سب معبودوں پر عدالت کروں گا؛ میں خداوند ہوں۔” ایک بھلا خدا ایسا کیسے کر سکتا ہے؟ ان باتوں پر غور کیجیے: جس رات وہ موت واقع ہونا تھی، خدا نے اپنے لوگوں سے کہا کہ وہ ایک برہ کا خون اپنے گھروں کی چوکھٹوں اور دونوں بازوؤں پر لگا دیں، اور وہ محفوظ رہیں گے۔ “کیونکہ خداوند مصریوں کو مارنے کے لیے گزرے گا، اور جب وہ چوکھٹ اور دونوں بازوؤں پر خون دیکھے گا تو خداوند اُس دروازہ کو چھوڑ دے گا اور ہلاک کرنے والے کو تمہارے گھروں میں داخل ہو کر تمہیں مارنے نہ دے گا” (خروج باب 12 آیت 23)۔

خدا نے مصریوں کو خود ہلاک نہیں کیا۔ ہم یہ کیسے جانتے ہیں؟ اول، ایسا فعل یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہم پر ظاہر ہونے والے خدا کے مکاشفہ کے بالکل برعکس ہوتا۔ یسوع کی زندگی اور تعلیمات میں خدا کی فطرت صاف ظاہر ہوتی ہے—ایسا خدا جو زندگی بخشتا ہے، نجات دیتا ہے اور ہلاک نہیں کرتا۔ دوم، خود خروج باب 12 آیت 23 واضح کرتا ہے کہ یہ ہلاکت “ہلاک کرنے والے” کے ذریعہ ہوئی۔ یسوع نے شیطان کو اُس کے طور پر ظاہر کیا جو مارتا اور ہلاک کرتا ہے، اور نیا عہد نامہ بیان کرتا ہے کہ موت کا اختیار شیطان کے پاس تھا، جیسا کہ عبرانیوں باب 2 آیت 14 میں لکھا ہے۔

پس کلام مقدس واضح کرتا ہے کہ اُس رات جو موت واقع ہوئی وہ خدا کی براہ راست کارروائی نہ تھی بلکہ ہلاک کرنے والے کے ذریعہ تھی، جس سے خدا نے اپنے لوگوں کو برہ کے خون کے وسیلہ سے محفوظ رکھا۔ اس سے پہلے خدا نے فرعون سے کہا تھا کہ اپنی عالمگیر شفقت اور بھلائی کے سبب ہی اُس نے اُسے اور مصریوں کو پہلے ہی ہلاک ہونے سے بچائے رکھا تھا۔ “اب تک تو میں اپنا ہاتھ بڑھا کر تجھے اور تیرے لوگوں کو وبا سے مار ڈالتا اور تُو زمین پر سے مٹ جاتا؛ لیکن میں نے تجھے اسی لیے قائم رہنے دیا ہے کہ تجھ میں اپنی قدرت دکھاؤں اور میرا نام ساری زمین پر مشہور ہو” (خروج باب 9 آیات 15 اور 16)۔ اصل عبرانی زبان میں “میں نے تجھے قائم رہنے دیا” کا مفہوم ہے “میں نے تجھے کھڑا رہنے دیا” یا “میں نے تجھے برقرار رکھا۔”

اس مرحلہ تک خدا نے مصریوں کو پچھلی آفات میں ہلاک ہونے سے محفوظ رکھا تاکہ بار بار اُن پر ظاہر کرے کہ وہی خداوند واحد سچا خدا ہے۔ لیکن اپنی قدرت کے ان تمام مظاہروں کے باوجود مصر نے بارہا خدا کی بھلائی اور رحم کو رد کیا۔ آخر کار اُس رات خدا نے اُنہیں اجازت دی کہ وہ اپنے انکار کا نتیجہ بھگتیں، اور ہلاک کرنے والے نے اُن کے سب پہلوٹھوں کو مار ڈالا۔ جب موسیٰ نے پہلی بار فرعون سے بات کی تھی تب ہی اُسے خبردار کر دیا

تھا کہ اگر وہ اسرائیل کو آزاد نہ کرے گا تو مصر کے پہلوٹھے مر جائیں گے، جیسا کہ خروج باب 4 آیات 22 اور 23 میں درج ہے۔ اگلے نو ماہ میں موسیٰ کی ہر بات پوری ہو کر دکھائی دی۔ فرعون کے پاس ابتدائی تنبیہ پر غور کرنے کے لیے پورا وقت تھا، بلکہ آخری وبا سے عین پہلے موسیٰ ایک آخری انتباہ لے کر بھی اُس کے پاس گیا، جیسا کہ خروج باب 11 آیات 4 تا 7 میں لکھا ہے۔ اُس رات کسی کو بھی مرنے کی ضرورت نہ تھی۔

خدا کے مقاصد نجات بخش ہیں۔

خدا کے مقاصد ہمیشہ نجات بخش ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اُس کا ہدف زیادہ سے زیادہ لوگوں کو بچانا ہے، نہ کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ہلاک کرنا۔ اُنہی نوح اور طوفان کے پس منظر میں خدا کی نجات بخش فطرت پر غور کریں۔ جس زمانہ میں نوح زندہ تھا اُس وقت زمین پر بدی نہایت بڑھ چکی تھی۔ بائبل بیان کرتی ہے کہ اُس وقت صرف نوح ہی ایسا شخص تھا جو خداوند کی خدمت کرتا تھا۔ اس کے جواب میں خدا نے زمین کی پوری آبادی کو مٹا دینے کا فیصلہ کیا۔ سوال پیدا ہوتا ہے—ایک بھلا خدا ایسا کیسے کر سکتا ہے؟

اس سوال کا جواب پانے کے لیے ہمیں عدن کے باغ میں پیش آنے والے اُس واقعہ کی طرف لوٹنا ہوگا جو آدم اور حوا کے گناہ کرنے کے کچھ عرصہ بعد ہوا تھا۔ اُس وقت خدا نے اُن سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اُن کے گناہ سے ہونے والے نقصان کی تلافی کے لیے یسوع کو بھیجے گا۔ خدا نے سانپ، یعنی شیطان، سے کہا: “اور میں تیرے اور عورت کے درمیان اور تیرے نسل اور اُس کی نسل کے درمیان عداوت ڈالوں گا؛ وہ تیرے سر کو کچلے گا اور تُو اُس کی ایڑی پر کاٹے گا” (پیدائش باب 3 آیت 15)۔ یہ کلام مقدس میں خداوند یسوع مسیح اور اُن کی صلیبی موت کی پہلی جھلک ہے۔ غور کیجیے کہ خدا نے اُس عورت کا ذکر کیا جس کے وسیلہ سے وہ نسل آنے والی تھی، یعنی مریم۔ خدا پہلے ہی اُس خاندانی سلسلہ کو مقرر کر چکا تھا جس کے ذریعہ آخرکار بنی نوع انسان کا نجات دہندہ پیدا ہونا تھا۔ لوقا باب 3 آیت 38 ہمیں بتاتا ہے کہ وہ راستباز نسل جس سے یسوع کو آنا تھا، آدم اور حوا کے تیسرے بیٹے شیث کے وسیلہ سے آگے بڑھنی تھی۔

نوح کے زمانہ تک شیث کی نسل گناہ اور بدعنوانی کے سبب مٹنے کے قریب پہنچ چکی تھی۔ وہ قائن کی نسل کے ساتھ بیاہ شادی کر رہے تھے اور اُن کے ذریعہ فاسد ہوتے جا رہے تھے۔ قائن آدم کا پہلوٹھا بیٹا تھا جس نے اپنے بھائی ابیل کو قتل کر دیا تھا۔ صرف نوح، جو شیث کی نسل سے تھا، اور اُس کا خاندان ہی خدا کی خدمت میں قائم رہا۔ اگر شیث کی پوری نسل گناہ اور فساد میں ختم ہو جاتی تو خدا کا وہ وعدہ کہ ایک نسل، یعنی یسوع مسیح، اُسے گا جو سانپ کے سر کو کچلے گا اور اُس کی طاقت کو توڑ دے گا، پورا نہ ہو پاتا۔ اس لیے خدا کے لیے ضروری تھا کہ وہ اُس راستباز نسل کو محفوظ رکھے جس کے ذریعہ نجات دہندہ آنا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ اُسے زمین سے اُس بدعنوانی کو ہٹانا پڑے جو بالآخر نوح کو بھی متاثر کر سکتی تھی، جو شیث کی نسل میں بچا ہوا واحد راستباز شخص تھا۔

جب بہت سے لوگ طوفان کی کہانی پڑھتے ہیں تو اُن کے ذہن میں ایک غضبناک اور بے قابو خدا کی تصویر بنتی ہے جس نے جھنجھلاہٹ میں آ کر انسانیت کو مٹا دینے کا فیصلہ کیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ خدا کو اس حالت پر رنج ہوا۔ اُس نے انسان کو اس دردناک انجام کے لیے پیدا نہیں کیا تھا۔ “اور خداوند نے دیکھا کہ زمین پر انسان کی بدی بہت بڑھ گئی ہے اور اُس کے دل کے خیالات کا تصور ہمیشہ بُرا ہی رہتا ہے، تب خداوند کو افسوس ہوا کہ اُس نے انسان کو زمین پر بنایا اور وہ دل ہی دل میں غمگین ہوا” (پیدائش باب 6 آیات 5 اور 6)۔

جب ہم طوفان کی تفصیل کو غور سے دیکھتے ہیں تو ہمیں خدا کا عظیم صبر نظر آتا ہے۔ اُس نے پوری دنیا کی آبادی کو اپنے پاس لوٹ آنے کے لیے ایک سو بیس سال دیے۔ ”میرا روح انسان سے ہمیشہ جھگڑا نہ کرے گا کیونکہ وہ جسم ہی ہے؛ اُس کی عمر ایک سو بیس برس ہوگی“ (پیدائش باب 6 آیت 3)۔ اُس مدت کے دوران خدا نے لوگوں کو توبہ کی طرف بلانے کے لیے نبی بھیجے جو انہیں نصیحت کرتے اور خبردار کرتے تھے کہ وہ گناہ سے پھر کر اُس کی طرف رجوع کریں۔ ایک نبی حنوک نے اُس دور میں خداوند کے آنے اور گناہ کے خلاف عدالت کرنے کی منادی کی، جیسا کہ یہوداہ آیت 14 میں بیان ہے۔ حنوک نے اپنے بیٹے کا نام متوسلح رکھا، جس کا مفہوم ہے ”اُس کے بعد طوفان“، جو آنے والی آفت کے بارے میں ایک اور تنبیہ تھی اگر لوگ توبہ نہ کریں۔

متوسلح 969 برس تک زندہ رہا—بائبل میں کسی بھی شخص سے زیادہ—جو اس بات کا ثبوت ہے کہ خدا لوگوں کو بدی سے باز آ کر اُس کی طرف آنے کا بھرپور موقع دینا چاہتا تھا۔ لوگوں نے نوح کو ایک سو بیس سال تک کشتی بناتے دیکھا، اور اُس پورے عرصہ میں نوح انہیں خدا کے ساتھ درست تعلق میں آنے کی منادی کرتا رہا، جیسا کہ 2 پطرس باب 2 آیت 5 میں درج ہے۔ نوح کے زمانہ میں ایسے لوگ بھی زندہ تھے جنہوں نے درحقیقت آدم اور حوا کو جانا تھا۔ نوح کے دادا متوسلح آدم کی زندگی کے آخری 243 برسوں تک زندہ رہے۔ نوح کے باپ لمک آدم کی زندگی کے آخری 50 برسوں تک زندہ رہے۔ آدم کا پوتا انوش اُس وقت مرا جب نوح 98 برس کا تھا۔ ان سب نے آدم سے خود خدا اور عدن کے باغ کے بارے میں باتیں سنی ہوں گی۔ اس کا مطلب ہے کہ طوفان سے پہلے کے لوگوں کے پاس اُن دو انسانوں، آدم اور حوا، کی زندہ گواہی موجود تھی جنہوں نے زمین پر خدا کے ساتھ حقیقی رفاقت کا تجربہ کیا تھا۔

جب ہم طوفان کا بغور مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں صاف دکھائی دیتا ہے کہ خدا کے مقاصد نجات بخش تھے۔ اُس نے حتیٰ الامکان زیادہ سے زیادہ لوگوں کو بچانے کی کوشش کی۔

راحب کی نجات۔

آئیے اب خدا کے نجات بخش مقاصد کی ایک اور حیرت انگیز مثال پر غور کریں—اس بار یریحو شہر کی تباہی کے درمیان۔ یریحو وہ پہلا شہر تھا جہاں بنی اسرائیل وعدہ کی ہوئی سرزمین میں داخل ہونے کے بعد پہنچے۔ اسرائیل کے یریحو پر حملہ کرنے سے پہلے عبرانیوں کے نئے راہنما یشوع نے ملک کی حالت معلوم کرنے کے لیے دو جاسوس شہر میں بھیجے۔ کسی نے یریحو کے بادشاہ کو خبر دے دی کہ وہ آدمی شہر میں آئے ہوئے ہیں۔

خدا نے ایک بت پرست کسبی، راحب، کو استعمال کیا تاکہ وہ اُن جاسوسوں کو چھپائے اور انہیں بحفاظت نکل جانے میں مدد دے۔ جب عبرانی جاسوسوں نے راحب سے بات کی تو اُس نے بتایا کہ وہ اُن کی مدد کرنے پر کیوں آمادہ ہوئی۔ اُس نے کہا: ”میں جانتی ہوں کہ خداوند نے یہ ملک تمہیں دے دیا ہے اور تمہارا رعب ہم پر طاری ہو گیا ہے اور اس ملک کے سب باشندے تمہارے سبب سے گھل گئے ہیں۔ کیونکہ ہم نے سنا ہے کہ جب تم مصر سے نکلے تو خداوند نے تمہارے لیے بحر قلزم کا پانی کیسے خشک کر دیا... یہ سن کر ہمارے دل پگھل گئے اور کسی میں ہمت نہ رہی، کیونکہ خداوند تمہارا خدا اوپر آسمان میں اور نیچے زمین پر خدا ہے“ (یشوع باب 2 آیات 9 اور 11)۔

راحب نے یہ الفاظ اُس وقت کہے جب خدا اسرائیل کو مصر کی غلامی سے چھڑائے ہوئے پورے چالیس برس گزر چکے تھے—جب اُس نے بحر قلزم کو چیر کر اُن کے لیے نجات کا راستہ بنایا تھا۔ جیسا کہ آپ کو یاد ہوگا، وہ نسل جو پہلے مصر سے نکلی تھی اُس نے وعدہ کی ہوئی سرزمین میں داخل ہونے سے انکار کیا اور چالیس برس تک

بیابان میں بھٹکتی رہی۔ اُس مدت کے اختتام پر یسوع اگلی نسل کے اسرائیلیوں کو وعدہ کی ہوئی سرزمین میں لے گیا۔ چالیس سال گزر جانے کے بعد بھی لوگ اس بات کا ذکر کر رہے تھے کہ خدا نے مصر کے ساتھ کیا کیا تھا، اور راحب جیسے لوگ یہ اقرار کر رہے تھے کہ خداوند ہی قادر مطلق خدا ہے۔

مصر میں خدا کی قدرت کے مظاہروں نے وہی اثر پیدا کیا جس کا مقصد تھا۔ اُنہوں نے غیر قوموں کی دنیا کو دکھا دیا کہ وہی واحد خدا ہے۔ راحب نے جاسوسوں سے رحم کی درخواست کی۔ اُنہوں نے اُسے بچانے کا وعدہ کیا اور ایک سرخ ڈوری دی جسے اُسے اپنی کھڑکی میں باندھنا تھا۔ جاسوسوں نے راحب سے عہد کیا کہ جب اسرائیلی یریحو پر قبضہ کریں گے تو اُس کا گھر اور اُس کے ساتھ گھر میں موجود ہر شخص محفوظ رکھا جائے گا۔ اپنے وعدہ کے مطابق اسرائیلیوں نے راحب اور اُس کے خاندان کو بچا لیا، جیسا کہ یسوع باب 2 آیات 18 اور 21 اور باب 6 آیات 22 اور 23 میں بیان ہے۔

آپ سوال کر سکتے ہیں: ”صرف راحب اور اُس کا خاندان ہی کیوں بچایا گیا؟ یریحو کے باقی لوگوں کا کیا ہوا؟“ اس بات پر غور کیجیے کہ یریحو کی تباہی سے پہلے اسرائیلی سات دن تک شہر کے گرد گھومتے رہے۔ کوئی بھی شخص شہر سے نکل کر خداوند سے رحم کی درخواست کر سکتا تھا۔ شہر کے اندر رہتے ہوئے بھی کوئی اُس سے فریاد کر سکتا تھا۔ خدا ہمیشہ اُن لوگوں کو قبول کرتا ہے جو سچے دل سے توبہ اور ایمان کے ساتھ اُس کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

ایک آخری خیال۔

جیسا کہ میں نے اس باب کے آغاز میں کہا تھا، اس مختصر سی کتاب میں ہم عہد قدیم کے ہر پیچیدہ واقعہ پر تفصیل سے گفتگو نہیں کر سکتے۔ تاہم ہم نے چند ایسے بنیادی اصولوں پر ضرور غور کیا ہے جو آپ کو عہد قدیم کو زیادہ وضاحت، گہرائی اور درست نقطہ نظر کے ساتھ سمجھنے میں مدد دیں گے۔ سیاق و سباق اور تاریخی پس منظر درست فہم کے لیے نہایت ضروری ہیں۔ جب کسی آیت میں لکھا ہوتا ہے کہ ”خدا نے کیا“، تو ابتدائی قارئین اسے اکثر اس مفہوم میں سمجھتے تھے کہ ”خدا نے اجازت دی۔“ اور عہد قدیم میں خدا کے مرکزی مقاصد میں سے ایک یہ تھا کہ وہ بت پرست دنیا پر ظاہر کرے کہ وہی واحد خدا ہے—قادر مطلق خدا۔

اگر عہد قدیم میں آپ کو کوئی ایسا واقعہ ملے جو آپ کو پریشان کرے تو یسوع کے وسیلہ سے ظاہر ہونے والی خدا کی بھلائی کے بارے میں جو کچھ آپ جانتے ہیں اُسے فوراً ترک نہ کریں۔ یہ زیادہ مناسب ہے کہ آپ یہ تسلیم کریں کہ شاید آپ ابھی اُس مخصوص واقعہ کو پوری طرح نہیں سمجھ پائے۔ روح القدس سے دعا کیجیے کہ وہ آپ کو اُس حصے کو پوری بائبل کے نور میں اور خدا کی بھلائی کے نور میں سمجھنے میں مدد دے۔

خدا کے مقاصد ہمیشہ نجات بخش ہوتے ہیں۔ جو خدا ہمیں عہد قدیم میں ظاہر ہوتا ہے، وہی خدا ہمیں عہد جدید میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔ اس میں کوئی تضاد نہیں۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ ہمیں عہد قدیم کو پڑھنے اور سمجھنے کا صحیح طریقہ سیکھنا ہے۔

خدا بھلا ہے... اور بھلے کا مطلب واقعی بھلا ہی ہوتا ہے... عہد قدیم میں بھی اور عہد جدید میں بھی۔



ہاں، لیکن ایوب کے بارے میں کیا؟

“ہاں، لیکن ایوب کا کیا؟” یہ ایک اور عام سوال ہے جو لوگ مجھ سے اس وقت پوچھتے ہیں جب وہ یہ سنتے ہیں کہ خدا اپنے بچوں کو نقصان نہیں پہنچاتا۔ لوگ یہ جاننا چاہتے ہیں: “اگر خدا بھلا ہے اور بھلا ہونے کا مطلب واقعی بھلا ہی ہے، تو پھر ایوب کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کی وضاحت کیسے کی جائے؟”

وہ آگے کہتے ہیں: “ممکن ہے کہ خدا نے ایوب کو براہ راست نہ چھوا ہو، لیکن یہ تو واضح ہے کہ اُس نے شیطان کو ایوب پر حملہ کرنے کی اجازت دی۔ لیکن ایوب کی کتاب یہ بھی نہیں کہہ سکتی کہ خدا نے براہ راست یا بالواسطہ طور پر ایوب کو دکھ دیا، کیونکہ یہ اُس طریقے کے خلاف ہے جس طرح یسوع نے زمین پر رہتے ہوئے انسانوں کے ساتھ برتاؤ کیا۔ تو پھر اس بظاہر تضاد کو ہم کیسے حل کریں؟”

چونکہ ایوب کی کتاب عہد قدیم میں واقع ہے، اس لیے ہمیں اُن اصولوں کو استعمال کرنا ہوگا جن کا ذکر پچھلے باب میں کیا گیا تھا۔ ہمیں ایوب کو عہد جدید کی روشنی میں اور اس حقیقت کی روشنی میں پڑھنا ہوگا کہ یسوع ہمیں خدا کے بارے میں کیا ظاہر کرتے ہیں۔ ہمیں یہ بھی غور کرنا ہوگا کہ ایوب کی کتاب کس نے لکھی، مصنف نے اسے کیوں لکھا، اور یہ کتاب کن لوگوں کے لیے لکھی گئی تھی۔

اگر ہم ان اصولوں کو استعمال کریں تو ہم واضح طور پر دیکھ سکتے ہیں کہ ایوب کی کتاب اس سچائی کی تردید نہیں کرتی کہ خدا بھلا ہے اور بھلا ہونے کا مطلب واقعی بھلا ہی ہے۔ درحقیقت یہ کتاب خدا کی بھلائی کو نہایت واضح طور پر ظاہر کرتی ہے۔

اُئیے مختصراً ایوب کی کہانی پر نظر ڈالیں۔

کتاب کے آغاز میں ایوب کا تعارف ایک کامل اور راستباز انسان کے طور پر کرایا جاتا ہے جو خدا سے ڈرتا تھا اور بدی سے دور رہتا تھا۔ اس کا ایک بڑا خاندان تھا اور اس کے پاس بے شمار مادی دولت تھی۔ ایوب اور اس کے بچوں کا مختصر ذکر کرنے کے بعد بائبل خدا اور شیطان کے درمیان ایوب کے بارے میں ہونے والی دو گفتگوؤں کو بیان کرتی ہے۔ ان گفتگوؤں کے بعد شیطان نے ایوب کی دولت کو تباہ کر دیا، اس کے بچوں کو ہلاک کر دیا اور اسے ایک ہولناک جلدی بیماری میں مبتلا کر دیا۔ متن ہمیں بتاتا ہے کہ شیطان کا مقصد یہ ثابت کرنا تھا کہ ایوب صرف اس لیے خدا کی خدمت کرتا ہے کیونکہ اس کی زندگی میں سب کچھ اچھا ہے، اور اگر اُس سے وہ اچھی چیزیں چھین لی جائیں تو وہ خدا کو ترک کر دے گا۔

ایوب کے تین دوست اسے تسلی دینے کے لیے آئے۔ کتاب کا زیادہ تر حصہ ایوب اور اس کے دوستوں کے درمیان ہونے والی گفتگو پر مشتمل ہے، جس میں وہ یہ سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ ایوب پر اتنی بڑی مصیبت کیوں آئی۔ اس کے دوستوں کا خیال تھا کہ اُس نے یقیناً کوئی ہولناک گناہ کیا ہوگا، تبھی اُس پر ایسا دکھ آیا ہے۔ لیکن ایوب اس بات پر قائم رہا کہ اُس نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس کے باعث وہ ان سانحات کا مستحق ٹھہرے۔

آخر کار ایلہو نامی ایک شخص ظاہر ہوتا ہے اور خدا کے انصاف اور اس کی رحمت کے بارے میں بات کرتا ہے۔ اس کے بعد خود خدا آندھی میں سے ایوب سے کلام کرتا ہے اور ایوب اور اس کے دوستوں کو ملامت کرتا ہے۔

آخر میں ایوب اُن باتوں سے توبہ کرتا ہے جو اُس نے بغیر سمجھے کہہ دی تھیں۔ وہ اپنے دوستوں کے لیے دعا کرتا ہے اور خدا اسے وہ سب کچھ واپس لوٹا دیتا ہے۔ بلکہ اُس سے بھی دوگنا جو اس کے دکھوں کے شروع ہونے سے پہلے اس کے پاس تھا۔

ایوب کا مقصد

لوگ اکثر ایوب کی کتاب کے مقصد کو درست طور پر نہیں سمجھتے، اور اسی وجہ سے وہ ایوب کی کہانی کی غلط تشریح کر بیٹھتے ہیں۔ عام طور پر ایوب کی کتاب کی یہ تشریح کی جاتی ہے کہ اسے اس لیے لکھا گیا تھا تاکہ یہ سمجھایا جا سکے کہ زندگی میں اتنا زیادہ ناانصافی پر مبنی یا بظاہر بے قصور دکھ کیوں پایا جاتا ہے۔ لوگ یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ پردے کے پیچھے خدا اور شیطان دونوں کام کر رہے ہوتے ہیں—کہ بعض اوقات خدا اپنے حاکمانہ مقاصد کے لیے شیطان کو انسانوں کو دکھ دینے کی اجازت دیتا ہے، اور ہمیں بس اُس کی حکمت پر بھروسا کرنا چاہیے۔

لیکن ایوب کی کتاب انسانوں کے دکھ اٹھانے کی وجہ بیان کرنے کے لیے نہیں لکھی گئی تھی۔ ایوب اور اُس کے تینوں دوست مسلسل یہ اندازہ لگاتے رہے کہ ایوب کو اتنا دکھ کیوں سہنا پڑا۔ خود ایوب نے کم از کم بیس مرتبہ ”کیوں“ کا سوال کیا۔ ان تمام آدمیوں کے نتیجے غلط تھے، اور ان سب کو خدا کی طرف سے ملامت کا سامنا کرنا پڑا۔ یہ کتاب اس بات کی وضاحت نہیں کرتی کہ ایوب کی زندگی میں مصیبتیں کیوں آئیں—سوائے اس عمومی حقیقت کے کہ اُس کے دکھوں کا منبع شیطان تھا۔

تو پھر ایوب کی کتاب کا مقصد کیا ہے؟ اس سوال کا جواب دینے کے لیے ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ ایوب کی کہانی اُن لوگوں کے لیے کیا معنی رکھتی تھی جن کے لیے یہ پہلی بار لکھی گئی تھی۔ یاد رکھیے، بائبل میں جو کچھ بھی لکھا گیا ہے وہ کسی کے ذریعے، کسی کے لیے اور کسی خاص موضوع کے بارے میں لکھا گیا ہے۔ ایوب کی کتاب کا ہمارے لیے کوئی ایسا مطلب نہیں ہو سکتا جو اُن لوگوں کے لیے ہے معنی رہا ہو جنہوں نے اسے سب سے پہلے سنا تھا۔

زیادہ تر بائبل کے علما کا خیال ہے کہ ایوب بائبل کی سب سے پہلی لکھی جانے والی کتاب ہے۔ اسے موسیٰ نے اُن چالیس برسوں کے دوران لکھا جب وہ مدیان کے بیابان میں رہتا تھا—وہاں جہاں وہ مصر سے فرار ہو گیا تھا، اس وقت جب اُس نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکالنے سے پہلے ایک مصری کو قتل کر دیا تھا۔ مدیان، اُوص کی سرزمین کے قریب تھا، جو ایوب کا رہنے کا مقام تھا۔

اگرچہ ایوب کی کہانی کے واقعات موسیٰ کی زندگی سے بہت پہلے پیش آئے تھے (ممکن ہے کہ ابراہام کے زمانے میں)، پھر بھی موسیٰ نے ایوب کی کہانی سنی اور روح القدس کی تحریک سے اسے تحریری شکل دی۔ جب موسیٰ نے ایوب کی کتاب لکھی اُس وقت بنی اسرائیل مصر میں غلامی کی حالت میں تھے—چار سو برس سے زیادہ عرصہ سے اسیری میں جکڑے ہوئے—اور انہیں نکلنے کا کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ موسیٰ نے ایوب کی کہانی بنی اسرائیل کو امید دینے کے لیے لکھی، تاکہ انہیں یہ حوصلہ ملے کہ خدا اُن لوگوں کو چھڑاتا ہے جو تکلیف دہ غلامی کے بوجھ تلے دبے ہوئے ہیں۔

یہ تشریح نئے عہد نامہ کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ رومیوں باب 15 آیت 4 کے مطابق، عہد قدیم کو جزوی طور پر اس مقصد کے لیے لکھا گیا کہ وہ انسانوں کو امید—یعنی آنے والی بھلائی کی توقع—عطا کرے۔ “کیونکہ جو باتیں پہلے لکھی گئیں وہ ہماری تعلیم کے لیے لکھی گئیں تاکہ ہم صبر اور کتاب مقدس کی تسلی کے وسیلہ سے امید رکھیں۔”

یعقوب باب 5 آیت 11—نئے عہد نامہ کی وہ واحد آیت جس میں ایوب کا براہِ راست ذکر ملتا ہے—ایوب کے صبر کی تعریف کرتی ہے اور ہماری توجہ اُس کی کہانی کے انجام کی طرف لے جاتی ہے: “تم نے ایوب کے صبر کا حال سنا ہے اور یہ بھی دیکھا ہے کہ خداوند نے آخرکار اُس کے ساتھ کیا کیا، کیونکہ خداوند نہایت رحم دل اور مہربان ہے۔”

ہم ایوب کی کتاب پڑھتے ہیں اور پوچھتے ہیں، “یہ کیوں ہوا؟” لیکن روح القدس، یعقوب کے ذریعے، اس بات پر توجہ مرکوز کرتا ہے کہ ایوب کی کہانی کا نتیجہ کیا نکلا۔

“اور خداوند نے ایوب کی حالت بدل دی جب اُس نے اپنے دوستوں کے لیے دعا کی؛ اور خداوند نے ایوب کو اُس کے پہلے سے دوگنا عطا کیا” (ایوب باب 42 آیت 10)۔

ایوب کی کتاب میں ہم دیکھتے ہیں کہ خدا نے ایک ایسے انسان کو اسیری سے آزاد کیا جو نہایت سخت حالات کے باوجود اُس کے ساتھ وفادار رہا۔ خدا کی طرف سے اپنے لوگوں کو دی گئی پہلی تحریری مکاشفہ کا مقصد یہی تھا کہ انہیں امید دی جائے، اور یہ دکھایا جائے کہ خدا کس طرح اپنی بھلائی اور رحمت کے وسیلہ سے وفادار ایوب کو بچاتا اور نجات دیتا ہے۔ ایوب کی کتاب اس لیے بھی لکھی گئی تھی کہ اسرائیل پر یہ حقیقت ظاہر کی جائے کہ زمین

پر ایک مخالف (دشمن) کام کر رہا ہے جو خدا کو چیلنج کرتا ہے اور انسانوں کو خدا کے خلاف بغاوت میں پھنسانے کی کوشش کرتا ہے۔

عہدِ قدیم میں ”شیطان“ کا نام مجموعی طور پر انیس مرتبہ ذکر ہوا ہے، جن میں سے چودہ مرتبہ صرف ایوب کی کتاب میں پایا جاتا ہے۔ یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ ایوب کی کتاب میں خدا کو ”قادر مطلق“ یا ”شدّای“ اکتیس مرتبہ کہا گیا ہے—جو عہدِ قدیم کے باقی تمام حصوں میں اس نام کے استعمال سے بھی زیادہ ہے۔ ”شدّای“ کا مطلب ہے طاقتور یا زبردست قوت رکھنے والا، اور یہ خدا کی قدرت اور اُس کے حاکمانہ اختیار پر زور دیتا ہے۔

بعض لوگ غلطی سے یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ ایوب کے حالات اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ چونکہ خدا حاکم مطلق ہے، اس لیے وہ کبھی کبھی خاص مقاصد کے لیے شیطان کو استعمال کرتے ہوئے لوگوں کو دکھ دیتا ہے۔ لیکن یہ تشریح درست نہیں ہے، کیونکہ جن لوگوں نے ایوب کی کتاب کو سب سے پہلے سنا تھا وہ اس کے پیغام کو اس طرح نہیں سمجھتے تھے۔

آئیے اُس پس منظر پر غور کریں جس میں اسرائیل نے پہلی مرتبہ ایوب کی کتاب کو حاصل کیا۔ ایوب کی کتاب کے لکھے جانے تک خدا کی مکاشفات اُس کے لوگوں تک براہِ راست کلام اور نسل در نسل منتقل ہونے والی زبانی روایتوں کے ذریعے پہنچتی تھیں۔

جب خدا نے پہلی بار ابراہام کو کنعان کے ملک میں جانے کے لیے بلایا تو اُس نے براہِ راست ابراہام سے بات کی اور اُس سرزمین کو اُسے اور اُس کی نسل کو دینے کا وعدہ کیا۔ خدا نے ابراہام سے کہا: ”یہ یقین جان کہ تیری نسل ایک غیر ملک میں پردیسی ہو کر رہے گی، اور وہاں اُنہیں غلام بنایا جائے گا، اور وہ چار سو برس تک دکھ اٹھائیں گے۔ لیکن جس قوم کی وہ غلامی کریں گے میں اُس کا انصاف کروں گا، اور اس کے بعد وہ بڑی دولت کے ساتھ وہاں سے نکلیں گے“ (پیدائش باب 15 آیات 13 اور 14)۔

ابراہام نے یہ باتیں اپنی اولاد کو بتائیں۔ کئی برس بعد جب ابراہام کا پوتا یعقوب اپنے خاندان کے ساتھ مصر میں رہنے کے لیے گیا تو خدا نے یعقوب سے کہا کہ وہ اُسے دوبارہ کنعان کی سرزمین میں واپس لے آئے گا (پیدائش باب 46 آیات 2 اور 4)۔ یعقوب نے یہ پیغام اپنے بیٹے یوسف کو دیا، اور یوسف نے اپنے بیٹوں کو ہدایت کی کہ جب وہ کنعان واپس جائیں تو اُس کی ہڈیاں بھی اپنے ساتھ لے جائیں (پیدائش باب 48 آیت 21؛ باب 50 آیات 24 اور 26)۔

لیکن یوسف کی موت کے بعد مصر نے اسرائیل کو غلام بنا لیا۔ جیسے جیسے غلامی کے سال طویل ہوتے گئے، عبرانی لوگوں نے یقیناً یہ سوچا ہوگا کہ وہ غلامی میں کیسے پھنس گئے اور کیا وہ کبھی اُس سرزمین میں آزاد ہو کر واپس جا سکیں گے جس کا وعدہ خدا نے ابراہام سے کیا تھا۔ ایوب کی کہانی نے یہ ظاہر کیا کہ ایک دشمن ہے جو حقیقت میں انسانوں کو اسیری میں لے جاتا ہے۔ اسرائیل کے معاملے میں بت پرستی کرنے والے، شیطان سے متاثر غیر قوم کے لوگ—جو حسد اور خوف سے چلائے جاتے تھے—انہیں غلام بنا رہے تھے۔ لیکن ایوب کی کہانی نے انہیں یہ حوصلہ بھی دیا کہ خدا کے پاس انہیں آزاد کرنے کا ایک منصوبہ ہے، بالکل اسی طرح جیسے اُس نے ایوب کو نجات دی تھی۔

خدا کی قدرت اور شیطان کے کام کے بارے میں اس مکاشفہ کا مقصد یہ نہیں تھا کہ اسرائیل کو یہ بتایا جائے کہ خدا کبھی کبھی ایسے اسباب سے جو صرف اُسی کو معلوم ہیں۔ اپنے لوگوں کو دکھ دینے کے لیے شیطان کو استعمال کرتا ہے۔ بلکہ اس کا مقصد اسرائیل کو یہ یقین دلانا تھا: ”شیطان ایسا کچھ نہیں کر سکتا جو مجھے حیران کر دے، اور وہ ایسا کچھ بھی نہیں کر سکتا جو میرے اختیار سے باہر ہو۔ شیطان کے کاموں کے باعث تمہاری زندگی میں جو کچھ بھی آئے، اس کے باوجود میں تمہیں اُس غلامی سے آزاد کروں گا جس میں تمہیں ڈالا گیا ہے، اور جو کچھ تم نے کھو دیا ہے اسے میں تمہیں واپس لوٹا دوں گا۔“

اسی طرح اسرائیل نے ایوب کی کتاب میں دیے گئے خدا کے پیغام کو سمجھا ہوگا۔ ایوب کی کتاب خدا کی حاکمیت کو اس وجہ سے ظاہر نہیں کرتی کہ اُس نے ”شیطان کو اجازت دی“ کہ وہ ایوب کو دکھ دے، بلکہ اس وجہ سے ظاہر کرتی ہے کہ خدا نے اُس تمام بدی پر فتح حاصل کی جو ایوب کے خلاف آئی تھی۔ شیطان کے سب سے بڑے ہتھیار—چوری، تباہی اور موت (جو سب گناہ سے لعنت زدہ زمین پر زندگی کا حصہ ہیں)—ایوب کی حالت میں خدا کے ہاتھوں مکمل طور پر الٹ دیے گئے۔ یہی وہ زاویہ نگاہ ہے جس کے ساتھ ایوب کی کہانی کو اُس کے ابتدائی قارئین نے سمجھا ہوگا۔

ایوب: نجات کی ایک کہانی

بائبل مختلف اور غیر متعلقہ آیات کا محض ایک مجموعہ نہیں ہے۔ یہ ایک ہی مرکزی موضوع پر مبنی کتاب ہے—خدا کی اس خواہش کی کہ وہ ایک خاندان حاصل کرے، اور اس خاندان کو یسوع کے وسیلہ سے پانے کے لیے اُس نے کتنی دور تک جانے کا فیصلہ کیا۔ بائبل کی ہر بات، ایوب کی کتاب سمیت، اسی کہانی کے دھاگے سے جڑی ہوئی ہے اور اُسی کو آگے بڑھاتی ہے۔ ایوب کی درست تشریح کرنے اور یہ سمجھنے کے لیے کہ وہ ہمیں خدا کے بارے میں کیا دکھاتی ہے، ضروری ہے کہ ہم اس کتاب کو بائبل کے بنیادی موضوع کے پس منظر میں دیکھیں۔

بائبل کی ابتدا خدا کے زمین کو تخلیق کرنے سے ہوتی ہے—ایک ایسے گھر کے طور پر جو اُس کے خاندان کے لیے تیار کیا گیا تھا۔ جب خدا نے آدم کو پیدا کیا تو اُس نے آدم میں ایک بیٹا اور بیٹیوں کی پوری نسل کو وجود میں لایا (یسعیاہ باب 45 آیت 18؛ لوقا باب 3 آیت 38؛ پیدائش باب 5 آیت 1)۔

لیکن جب آدم نے گناہ کیا تو پوری انسانیت اور خود زمین گناہ، موت اور شیطان کے قبضے میں اسیری کی حالت میں چلی گئی۔ اس کے باوجود خدا نے فوراً ایک وعدہ دیا—ایک ایسے شخص (یسوع مسیح) کے آنے کا وعدہ جو آدم کے گناہ سے ہونے والے نقصان کو درست کرے گا اور انسانوں کو اسیری سے آزاد کر کے نجات دے گا، تاکہ خدا کو اپنا خاندان دوبارہ حاصل ہو سکے (پیدائش باب 3 آیت 15)۔

نجات کا یہ وعدہ موسیٰ کے زمانے تک نسل در نسل زبانی روایت کے طور پر منتقل ہوتا رہا، اور پھر موسیٰ نے اسے تحریری شکل دی—جو بعد میں عہد قدیم کا حصہ بن گئی—اُس وقت جب اسرائیل چالیس سال تک بیابان میں بھٹکتا رہا۔ عہد قدیم میں خدا بار بار ایک نجات دہندہ کا وعدہ کرتا ہے جو انسانوں کو گناہ اور اس کے نتائج کی غلامی سے آزاد کرے گا۔ عہد قدیم کے واقعات اور شخصیات دونوں ہی مسیح کی ذات (نجات دہندہ) اور مسیح کے کام (نجات) کی جھلک اور پیشگی تصویر پیش کرتے ہیں۔

خدا کا اسرائیل کو مصر کی غلامی سے آزاد کر کے وعدہ کی ہوئی سرزمین کی برکتوں تک پہنچانا صحیفوں میں بار بار ”نجات“ کہلاتا ہے، کیونکہ یہ مسیح میں ہماری نجات کی تصویر پیش کرتا ہے (خروج باب 6 آیت 6؛ باب 15 آیت 13؛ زبور باب 106 آیت 10)۔

ایوب کی کتاب بائبل کے نجات کے موضوع کے ساتھ مکمل طور پر ہم آہنگ ہے، کیونکہ یہ نجات کی ایک ”چھوٹی“ کہانی ہے—خدا نے ایک ایسے انسان کو آزاد کیا جو شیطان کے کاموں کے تحت اسیری میں چلا گیا تھا۔ ایوب کی کتاب آنے والی عظیم نجات کی کہانی کو بھی آگے بڑھاتی ہے۔ یہی بائبل میں پہلا مقام ہے جہاں ”نجات دہندہ“ کا لفظ استعمال ہوا ہے: ”لیکن مجھے یقین ہے کہ میرا نجات دہندہ زندہ ہے، اور وہ آخر کار زمین پر کھڑا ہوگا۔ اور اگرچہ میری یہ کھال تباہ ہو جائے، پھر بھی میں اپنے جسم میں خدا کو دیکھوں گا“ (ایوب باب 19 آیات 25 اور 26)۔

کتاب کے بیشتر حصے میں ایوب اس بات پر قائم رہتا ہے کہ اُس نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس کی وجہ سے اُس کی زندگی میں اتنی خوفناک مصیبتیں آئیں۔ اگرچہ ایوب بار بار خود کو بے قصور قرار دیتا رہا، پھر بھی وہ اس حقیقت سے واقف تھا کہ گناہ اور اس کے تباہ کن نتائج کے سامنے وہ خود بے بس ہے۔ ایوب ایسے کسی شخص کے لیے فریاد کرتا ہے جو اُس کے گناہ کے مسئلے کا حل فراہم کر سکے۔ اس طرح ایوب یسوع اور اُس کے نجات بخش کام کی ایک تصویر پیش کرتا ہے۔

ان آیات پر غور کیجیے۔

”اے تمام انسانوں کو دیکھنے والے، میں نے تیرا کیا بگاڑا ہے؟

تو نے مجھے اپنا نشانہ کیوں بنا لیا ہے؟ ...

تو میرا گناہ کیوں نہیں معاف کر دیتا،

اور میرا قصور کیوں نہیں اٹھا لیتا؟“

(ایوب باب 7 آیات 20 اور 21)

”لیکن انسان خدا کے سامنے راستباز کیسے ٹھہر سکتا ہے؟

کاش ہمارے درمیان کوئی ثالث ہوتا

جو ہم دونوں پر ہاتھ رکھ کر ہمیں ملا دیتا۔

لیکن ایسا کوئی نہیں ہے۔

اگر کوئی ثالث ہوتا تو وہ خدا کو مجھے مارنے سے روک سکتا،

اور تب میں اُس کے عذاب سے خوفزدہ نہ رہتا۔

تب میں اُس سے بغیر خوف کے بات کر سکتا،

لیکن اپنی طاقت سے میں ایسا نہیں کر سکتا۔”

(ایوب باب 9 آیات 2، 33 اور 35)

”اب بھی میرا گواہ آسمان میں ہے،

اور میرا حامی بلندی پر ہے۔

میرا ثالث میرا دوست ہے،

جب میری آنکھیں خدا کے سامنے آنسو بہاتی ہیں؛

وہ انسان کی طرف سے خدا سے فریاد کرتا ہے،

جیسے کوئی انسان اپنے دوست کے لیے فریاد کرتا ہے۔”

(ایوب باب 16 آیات 19 اور 21)

ایوب یہ نہ سمجھ سکا کہ اُس کے دکھ کے پیچھے خدا نہیں تھا، لیکن اُس نے یہ ضرور پہچان لیا کہ ایک مقدس خدا کے سامنے وہ ایک گنہگار کے طور پر مکمل طور پر بے بس ہے۔ ایوب جانتا تھا کہ اپنے گناہ کے باعث اُس کے پاس خدا تک پہنچنے کا کوئی براہ راست راستہ نہیں ہے۔ اپنی مدد کے لیے پکار میں ایوب نے یسوع مسیح کا پیشگی اشارہ دیا، جو خدا اور انسان کے درمیان ثالث ہے۔ یسوع صلیب پر گیا تاکہ وہ گناہ کی سزا اپنے اوپر لے، گناہ کو دور کرے، اور خدا اور انسان کو دوبارہ ایک کر دے (1 تیمتھیس باب 2 آیت 5؛ عبرانیوں باب 9 آیت 26؛ 1 پطرس باب 3 آیت 18)۔

آج یسوع آسمان میں ہمارا وکیل ہے، اور وہ ہمیشہ زندہ ہے تاکہ ہمارے لیے شفاعت کرتا رہے (1 یوحنا باب 2 آیت 1؛ عبرانیوں باب 7 آیت 25)۔

کتاب کے اختتام کے قریب ایلہو بولنا شروع کرتا ہے۔ اُس وقت تک وہ خاموشی سے سنتا رہا تھا جب ایوب کسی ایسے شخص کے لیے پکار رہا تھا جو اُس کی طرف سے خدا کے پاس جا سکے۔

ایلہو نے ایوب سے کہا—اگرچہ میں بھی تیری ہی طرح مٹی سے بنا ہوا انسان ہوں—“دیکھ، میں ہی وہ شخص ہوں جس کی تو خواہش کر رہا تھا—ایسا شخص جو تیرے اور خدا کے درمیان کھڑا ہو سکے، اور تیرا بھی نمائندہ ہو اور اُس کا بھی” (ایوب باب 33 آیت 6)۔

ایلہو آگے کہتا ہے کہ جب کوئی انسان بیماری اور تکلیف میں ہوتا ہے، اگر اُس کے پاس کوئی ثالث ہو تو وہ چھڑایا جا سکتا ہے: “اگر اُس کے پاس ایک فرشتہ ہو، ہزاروں میں سے ایک ثالث، جو انسان کو بتائے کہ اُس کے لیے کیا درست ہے، اور اُس پر مہربانی کر کے کہے: ‘اسے گڑھے میں اترنے سے بچا لے؛ مجھے اس کے لیے فدیہ مل

گیا ہے، ’ تو اُس کا جسم بچے کی مانند تازہ ہو جائے گا؛ وہ اپنی جوانی کے دنوں کی مانند پھر بحال ہو جائے گا۔۔۔ وہ خدا کے وسیلہ سے اپنی راستبازی کی حالت میں لوٹایا جائے گا۔۔۔ اور گڑھے میں جانے سے بچا لیا جائے گا۔“ (ایوب باب 33 آیات 23 تا 26 اور 28)۔

ایمپلی فائیڈ بائبل اسے اس طرح بیان کرتی ہے: ”تب [خدا] اُس پر فضل کرتا ہے اور کہتا ہے: اِسے ہلاکت کے گڑھے میں جانے سے بچا لو؛ مجھے اس کے لیے فدیہ مل گیا ہے—ایک نجات کی قیمت، ایک کفارہ!“ (آیت 24)۔

اپنے الفاظ کے ذریعے ایلیہو نے بھی مسیح—ہمارے نجات دہندہ—کی ذات اور اُس کے کام کی پیشگی تصویر پیش کی۔

ایوب کی کتاب ایک ایسے انسان کی کہانی بیان کرتی ہے جسے خدا نے مصیبتوں سے نجات دی—اور اسی کے ساتھ وہ اُس عظیم نجات کی تصویر پیش کرتی ہے جو مسیح کی صلیب کے وسیلہ سے گناہ سے حاصل ہونے والی تھی۔ اس طرح ایوب کی کتاب خدا کی بھلائی کو نمایاں طور پر ظاہر کرتی ہے۔

ایوب کے پاس کم روشنی (کم مکاشفہ) تھی۔

ایوب کے ساتھ جو کچھ ہوا اُس کے بارے میں ہماری بہت سی غلط فہمیاں خود ایوب کے کہے ہوئے الفاظ سے پیدا ہوتی ہیں۔ مثال کے طور پر: ”خداوند نے دیا اور خداوند نے لے لیا؛ خداوند کا نام مبارک ہو“ (ایوب باب 1 آیت 21)۔ ”کیا ہم خدا کے ہاتھ سے بھلائی لیں اور برائی نہ لیں؟“ (ایوب باب 2 آیت 10)۔

ان اور ایوب کے دوسرے اقوال کی بنیاد پر بہت سے لوگ یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ خدا کبھی اپنے لوگوں کو قیمتی چیزیں دیتا ہے اور پھر کسی بلند مقصد کے لیے اُن سے واپس بھی لے لیتا ہے۔ اگرچہ ایوب کے یہ الفاظ درست معلوم ہوتے ہیں—کیونکہ ہم انہیں بار بار سنتے آئے ہیں—لیکن حقیقت میں یہ درست نہیں ہیں۔

یہ بات سمجھنا بہت ضروری ہے کہ اگرچہ بائبل میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ صحیح طور پر درج کیا گیا ہے، لیکن بائبل میں لکھی ہوئی ہر بات لازماً ایک سچا بیان نہیں ہوتی۔ مثال کے طور پر فریسیوں نے یسوع کے بارے میں کہا کہ وہ گنہگار ہے: ”وہ اُس شخص کو جو اندھا تھا فریسیوں کے پاس لے گئے۔ جس دن یسوع نے کیچڑ بنایا اور اُس کی آنکھیں کھولیں وہ سبت کا دن تھا۔ اس لیے فریسیوں نے بھی اُس سے پوچھا کہ اُسے کیسے بینائی ملی۔ اُس نے کہا، ’اُس نے میری آنکھوں پر کیچڑ لگایا اور میں نے دھویا، اور اب میں دیکھتا ہوں۔‘ اس پر بعض فریسی کہنے لگے، ’یہ آدمی خدا کی طرف سے نہیں ہے کیونکہ وہ سبت کو نہیں مانتا۔‘ لیکن دوسروں نے کہا، ’جو آدمی گنہگار ہو وہ ایسے معجزے کیسے دکھا سکتا ہے؟‘... پھر انہوں نے اُس شخص کو جو اندھا تھا دوبارہ بلایا اور اُس سے کہا، ’خدا کی تمجید کر؛ ہم جانتے ہیں کہ یہ آدمی گنہگار ہے‘“ (یوحنا باب 9 آیات 13، 16 تا 24)۔

کیا یسوع گنہگار تھا؟ ہرگز نہیں۔ ہاں، فریسیوں نے واقعی یسوع کے بارے میں یہ باتیں کہیں، لیکن اُن کے بیانات سچ نہیں تھے۔ اسی طرح ایوب نے جو الفاظ اپنی کتاب میں کہے وہ واقعی اُس کے منہ سے نکلے ہوئے تھے، مگر اُس کے بہت سے بیانات درست نہیں تھے۔ وہ درست نہیں ہو سکتے، کیونکہ وہ اُس مکاشفہ کے خلاف جاتے ہیں جو یسوع نے ہمیں خدا کے بارے میں دیا ہے۔

آپ یہ سوچ سکتے ہیں: اگر ایوب کی باتیں غلط تھیں تو پھر بائبل یہ کیوں کہتی ہے: ”ان سب باتوں میں ایوب نے نہ گناہ کیا اور نہ خدا پر الزام لگایا“ (ایوب باب 1 آیت 22)، اور ”ان سب میں بھی ایوب نے اپنے ہونٹوں سے گناہ نہ کیا“ (ایوب باب 2 آیت 10)؟

ان آیات کا یہ مطلب نہیں کہ ایوب جو کچھ کہہ رہا تھا وہ سب درست تھا۔ ان کا صرف یہ مطلب ہے کہ جب اُس پر مصیبت آئی تو ایوب نے خدا کو لعنت دے کر گناہ نہیں کیا۔ ”خداوند دیتا ہے اور خداوند لے لیتا ہے“ یہ کوئی گناہ آلودہ بیان نہیں ہے؛ بلکہ یہ جہالت پر مبنی ایک اعلان ہے۔ آپ یہ بھی پوچھ سکتے ہیں: بائبل میں ایسی کتاب کیوں شامل کی گئی ہے جس میں اتنی ”غلط معلومات“ موجود ہیں؟ ”غلط معلومات“ کہنے کے بجائے ”کم معلومات“ یا ”کم روشنی“ کہنا زیادہ درست ہوگا۔

ایوب پدران کے زمانے میں زندہ تھا—یعنی ابراہام، اسحاق اور یعقوب کے زمانے میں۔ خدا کے بارے میں اُس کی سمجھ ادھوری تھی۔ اُسے یہ معلوم نہیں تھا کہ پردے کے پیچھے شیطان کام کر رہا ہے۔ ایوب یہ نہیں جانتا تھا کہ ہر اچھی نعمت خدا کی طرف سے آتی ہے، اور یہ کہ شیطان چوری کرنے، قتل کرنے اور تباہ کرنے کے لیے آتا ہے (یعقوب باب 1 آیت 17؛ یوحنا باب 10 آیت 10)۔

ایوب کی کہانی بائبل میں لکھی جانے والی پہلی کتاب ہے۔ چونکہ خدا نے صحائف کے صفحات کے ذریعے اپنے آپ کو بتدریج ظاہر کیا ہے، اس لیے ایوب کی کتاب میں کم روشنی ہے—اہم روشنی ضرور، لیکن وہ روشنی نہیں جو آج ہمارے پاس یسوع اور نئے عہد نامہ کے ذریعے موجود ہے۔

ایوب کی درست تشریح کے لیے اس اہم نکتے پر غور کیجیے: اگرچہ ایوب کی ”کم معلومات“ ہمارے لیے ”کم روشنی“ ہے، لیکن اسرائیل کے لیے—جن کے لیے ایوب کی کتاب پہلی مرتبہ لکھی گئی تھی—وہ ”زیادہ روشنی“ تھی۔ عبرانی لوگوں کے لیے ایوب کی کہانی خدا، شیطان اور گناہ سے لعنت زدہ زمین پر زندگی کی حقیقت کے بارے میں زیادہ سمجھ فراہم کرتی تھی۔

مسئلہ اُس وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم—جن کے پاس یسوع میں خدا کا مکمل نور موجود ہے—اپنے حالات کی تشریح ایوب کی کم روشنی کے ذریعے کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم ایوب کی طرف دیکھتے ہیں تاکہ اُن سوالوں کے جواب حاصل کریں جن کا جواب یہ کتاب دیتی ہی نہیں۔

ہم ایوب کو اس زاویے سے پڑھتے ہیں: ”اس کا میرے لیے کیا مطلب ہے؟ میری خاص حالت میں یہ مجھے کیا کہتا ہے؟ میری ملازمت کیوں چلی گئی؟ میرے گھر کو طوفان نے کیوں نقصان پہنچایا؟ میرا پیارا شخص کیوں مر گیا؟“

چونکہ ایوب کی کتاب ان سوالوں کا جواب نہیں دیتی، اس لیے ہم غلط نتائج اخذ کر لیتے ہیں۔ ایوب کی کتاب اسرائیل کو غلامی سے نجات کی امید دینے کے لیے لکھی گئی تھی اور انہیں یہ حوصلہ دینے کے لیے کہ وہ خدا کے ساتھ وفادار رہیں۔ ایوب کی کتاب کے ابتدائی قارئین یعنی بنی اسرائیل—وہ سوال کبھی نہیں پوچھتے تھے جو ہم اکیسویں صدی میں اٹھاتے ہیں۔

ایوب کے ساتھ جو کچھ ہوا اُس کے بارے میں بہت سی غلط فہمیاں اس وجہ سے بھی پیدا ہوتی ہیں کہ اُس کے الفاظ کو سیاق و سباق سے الگ کر کے پڑھ لیا جاتا ہے۔ ایوب باب 23 آیت 10 اس کی ایک مثال ہے: “وہ تو جانتا ہے کہ میں کس راہ پر چلتا ہوں؛ جب وہ مجھے آزمائے گا تو میں سونے کی طرح نکل آؤں گا۔”

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا ایوب کو مصیبتوں کے ذریعے پاک اور خالص بنا رہا تھا۔ لیکن جب ہم اس آیت کو اس کے پورے سیاق میں پڑھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ایوب یہاں خدا کے سامنے اپنی بے گناہی کا اعلان کر رہا ہے۔ جب ایوب اپنے دوستوں کے ساتھ اپنی بدقسمتی کے بارے میں بات کرتا ہے تو وہ بار بار یہ کہتا ہے کہ اُس نے ایسا کچھ بھی غلط نہیں کیا جس کی وجہ سے اُس پر اس طرح کی آفتیں آئیں۔ ایوب پُر زور طور پر اعلان کرتا ہے کہ اگر خدا اُس کی جانچ کرے تو خدا خود دیکھ لے گا کہ یہ بات سچ ہے۔

باب 23 کے آغاز میں ایوب پھر یہ خواہش ظاہر کرتا ہے کہ کاش وہ خدا کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کر سکے: “کاش میں جان سکتا کہ خدا کہاں مل سکتا ہے! میں اُس کے تخت کے پاس جاتا اور اُس سے بات کرتا۔ میں اپنا مقدمہ پیش کرتا اور اپنے دلائل بیان کرتا۔... (لیکن)... میں اُسے کہیں نہیں پاتا۔... مگر وہ جانتا ہے کہ میں کہاں جا رہا ہوں۔ اور جب وہ مجھے آگ میں سونے کی طرح آزمائے گا تو وہ مجھے بے گناہ ٹھہرائے گا۔ کیونکہ میں خدا کے راستوں پر چلتا رہا ہوں؛ میں نے اُس کی راہوں کی پیروی کی ہے اور ان سے نہیں ہٹا۔ میں اُس کے حکموں سے نہیں ہٹا بلکہ اُس کے کلام کو اپنے دل میں سنبھال کر رکھا ہے۔”

یہ کسی ایسے شخص کا بیان نہیں ہے جو یہ کہہ رہا ہو کہ خدا اُسے پاک کرنے کے لیے آزمائش میں ڈال رہا ہے۔ یہ ایک ایسے انسان کی بات ہے جو اپنے کردار کا ذکر کر رہا ہے اور یہ وضاحت کر رہا ہے کہ جو کچھ اُس کے ساتھ ہوا ہے وہ اُس کا مستحق نہیں تھا۔ “وہ جانتا ہے کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے؛ اور جب وہ میری جانچ کرے گا تو مجھے مکمل طور پر بے گناہ قرار دے گا۔ ٹھوس سونے کی طرح خالص!” (آیت 10)

“وہ جانتا ہے کہ میں کہاں ہوں اور میں نے کیا کیا ہے۔ وہ جتنا چاہے مجھ سے سوال کرے—میں پوری عزت کے ساتھ اس امتحان میں کامیاب ہو جاؤں گا۔” (آیت 10)

ایوب باب 13 آیت 15 بھی ایسی ہی ایک مثال ہے جسے سیاق سے ہٹا کر غلط سمجھ لیا جاتا ہے: “اگرچہ وہ مجھے قتل ہی کر ڈالے، پھر بھی میں اُسی پر بھروسا رکھوں گا۔”

لوگ اس سے یہ مطلب نکال لیتے ہیں کہ خدا کسی حاکمانہ مقصد کے لیے آپ کو مار سکتا ہے یا شیطان کو آپ کو مارنے کی اجازت دے سکتا ہے۔ لیکن یہ آیت ایسا کچھ نہیں کہتی۔

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں، ایوب بار بار اس بات پر زور دیتا ہے کہ اگر وہ خدا سے بات کر سکے تو خدا سمجھ جائے گا کہ اُسے ناحق دکھ دیا گیا ہے۔ جب ہم اس آیت کو اس کے سیاق میں پڑھتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ ایوب کے پاس خدا کے بارے میں واضح سمجھ نہیں تھی، اس لیے وہ اس بات سے خوفزدہ تھا کہ اگر اُس نے خدا سے بے خوف ہو کر بات کی تو شاید خدا اُسے مار ڈالے۔ پھر بھی ایوب اپنے مقدمے کے بارے میں اتنا پُر اعتماد تھا کہ وہ یہ خطرہ مول لینے کے لیے تیار تھا۔

“پس مجھے بولنے دو، پھر جو ہونا ہے ہو جائے۔ میں اپنی جان کو خطرے میں کیوں ڈال رہا ہوں؟ اس لیے کہ اگرچہ وہ مجھے مار بھی ڈالے، پھر بھی میں امید رکھوں گا۔ میں آخر تک اپنی بے گناہی کا دفاع کروں گا۔” (ایوب باب 13 آیات 13 تا 15)

“ہاں، میں اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر وہی کہوں گا جو حقیقت میں سوچتا ہوں۔ ممکن ہے خدا اس کے لیے مجھے مار ڈالے—درحقیقت مجھے ایسا ہی ہونے کی توقع ہے۔ پھر بھی میں اُس کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کروں گا۔” (ایوب باب 13 آیات 14 اور 15)

جب ہم ان آیات کو اُن کے سیاق میں پڑھتے ہیں تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ایوب یہ نہیں کہہ رہا تھا کہ خدا اُسے مارنا چاہتا ہے یا اُسے پاک کرنے کے لیے دکھ دے رہا ہے۔ وہ صرف یہ بیان کر رہا تھا کہ اپنی محدود سمجھ کی وجہ سے وہ خدا سے ڈرتا تھا، مگر اس کے باوجود وہ اپنی بے گناہی کے بارے میں اتنا یقین رکھتا تھا کہ خدا کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرنے کے لیے تیار تھا۔

خدا اور شیطان کے درمیان مکالمہ

سیاق و سباق سے ہٹ کر آیات کو پڑھنے کے علاوہ، ہم ایوب کی کتاب کی غلط تشریح اس لیے بھی کرتے ہیں کہ کتاب کے آغاز میں درج خدا اور شیطان کے درمیان ہونے والی دو گفتگوؤں کو صحیح طور پر نہیں سمجھتے۔ انہی گفتگوؤں کی بنیاد پر بہت سے لوگ یہ نتیجہ نکال لیتے ہیں کہ خدا نے ایوب پر شیطان کے حملوں کو مقرر یا حکم دیا تھا۔ لیکن یہ تشریح اُس مکاشفہ کے بالکل برخلاف ہے جو یسوع نے ہمیں خدا کے بارے میں دیا ہے۔

نئے عہد نامہ میں کہیں بھی یہ اشارہ نہیں ملتا کہ یسوع اور شیطان نے کبھی مل کر کام کیا ہو۔ اس کے برعکس، جہاں جہاں یسوع گیا اُس نے شیطان کے کاموں کو تباہ کیا۔ بائبل کبھی بھی شیطان کو خدا کا ساتھی یا آلہ قرار نہیں دیتی۔ شیطان کو ہمیشہ دشمن کہا گیا ہے۔ “شیطان” نام ہی کا مطلب ہے—مخالف۔ جیسا کہ اسٹرونک کی کونکورڈنس شیطان کے بارے میں بیان کرتی ہے، وہ “خدا اور ہر بھلائی کا سب سے بڑا دشمن” ہے۔ تو ایسا دشمن خدا کے لوگوں کو ثابت کرنے میں خدا کی مدد کیوں کرنا چاہے گا؟

جیسا کہ ہم نے باب 3 میں ذکر کیا تھا، یعقوب باب 4 آیت 7 ہمیں بتاتی ہے کہ ہمیں خدا کے تابع ہونا ہے اور شیطان کا مقابلہ کرنا ہے۔ اگر خدا ہی شیطان کو ہمیں دکھ دینے، سکھانے، پاک کرنے یا تادیب کرنے کے لیے بھیجتا یا

اجازت دیتا ہو، تو پھر ہم اس حکم کی اطاعت کیسے کر سکتے ہیں؟ ہم ایک ہی وقت میں شیطان کا مقابلہ بھی کریں اور شیطان کے ذریعے آنے والی ”خدا کی تعلیم، تادیب اور پاکیزگی“ کو قبول بھی کریں—یہ کیسے ممکن ہے؟

کچھ لوگ سوال کرتے ہیں: ”پھر 1 کرنتھیوں باب 5 آیات 1 اور 13 کا کیا مطلب ہے؟“ کرنتھس کی کلیسیا میں ایک ایسا شخص تھا جو اپنے باپ کی بیوی کے ساتھ بدکاری کر رہا تھا۔ پولس نے اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے کلیسیا کو ہدایات دیں۔ اُس نے لکھا: ”کیا تمہیں ماتم نہیں کرنا چاہیے تھا؟ جس شخص نے ایسا کام کیا ہے اسے تمہاری جماعت سے نکال دیا جانا چاہیے تھا... ایسے آدمی کو شیطان کے حوالے کر دو تاکہ اُس کا جسم گناہ کے تباہ کن اثرات کا شکار ہو، مگر خداوند کے دن اُس کی روح بچائی جائے“ (آیات 2 اور 5)۔

بعض لوگ دلیل دیتے ہیں کہ جس طرح خدا نے ایوب کے معاملے میں شیطان کو کام کرنے کی اجازت دی، اسی طرح یہاں بھی خدا نے پولس کے ذریعے اُس شخص کو شیطان کے حوالے کیا۔ لیکن اس واقعے کو ایوب کی حالت کے برابر قرار دینا خدا کے کلام کی غلط تشریح کی ایک مثال ہے۔

جب پولس نے کہا، ”اس آدمی کو شیطان کے حوالے کر دو“، تو اُس کا سادہ مطلب یہ تھا: ”اُسے کلیسیا سے خارج کر دو۔“ پولس نے کرنتھیوں کو اُس شخص کو نکال دینے کے کئی اسباب بتائے۔ پہلا، تاکہ کلیسیا خود اُس کے گناہ سے متاثر نہ ہو (آیت 7)۔ دوسرا، کیونکہ پولس پہلے ہی کرنتھیوں سے کہہ چکا تھا کہ وہ ”ایسے کسی شخص کے ساتھ میل جول نہ رکھیں جو اپنے آپ کو بھائی کہتا ہو مگر جنسی گناہ میں مبتلا ہو۔“ تیسرا، کیونکہ گناہ ہماری زندگی میں موت کو عمل میں لاتا ہے، اور جسم کے لیے بونا جسم میں فساد پیدا کرتا ہے (رومیوں باب 6 آیت 23؛ گلتیوں باب 6 آیات 7 اور 8)۔

پولس دراصل کرنتھیوں کو یہ سمجھا رہا تھا: ”اس بے توبہ شخص کو کلیسیا کی حفاظت، رفاقت اور برکتوں سے باہر کر دو۔ اُسے اپنے گناہ کے جسمانی نتائج بھگتنے دو۔ ممکن ہے یہی اُسے توبہ کی طرف لے آئے۔“

یہ معاملہ کلیسیائی نظم و ضبط اور انتظام سے متعلق تھا۔ اس کا ایوب کی حالت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ایوب نے کوئی سنگین گناہ نہیں کیا تھا۔ وہ کسی جماعت سے نکالا نہیں گیا تھا۔ اور اُسے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ اُس کی زندگی میں مصیبتیں کیوں آئیں۔ اس کے برعکس، کرنتھس کا وہ شخص اچھی طرح جانتا تھا کہ اُس نے کیا غلطی کی ہے، اُسے کلیسیا سے کیوں نکالا گیا ہے، اور وہ منفی نتائج کیوں بھگت رہا ہے۔

اس لیے ایوب کی کتاب میں خدا اور شیطان کے درمیان ہونے والی گفتگوؤں کو اس بات کا ثبوت بنانے کے لیے استعمال کرنا کہ خدا اپنے لوگوں کو دکھ دینے کے لیے شیطان کو استعمال کرتا ہے—نہ تو بائبل کے مکمل مکاشفہ کے مطابق ہے اور نہ ہی اُس خدا کے کردار کے مطابق ہے جو یسوع میں ظاہر ہوا۔

اس سے پہلے کہ ہم خدا اور شیطان کے درمیان ہونے والی گفتگو پر مزید غور کریں، آئیے پہلے اُن گفتگوؤں کو پڑھ لیں۔ پہلی گفتگو ایوب باب 1 میں ملتی ہے:

”ایک دن خدا کے بیٹے (فرشتے) خداوند کے سامنے حاضر ہوئے آئے، اور اُن کے درمیان شیطان بھی آیا” (آیت 6)۔

”خداوند نے شیطان سے کہا، ”تو کہاں سے آیا ہے؟“

شیطان نے خداوند کو جواب دیا، ”زمین پر ادھر ادھر گھومنے اور اُس میں چاروں طرف پھرنے سے“ (آیت 7)۔

”خداوند نے شیطان سے کہا، ”کیا تو نے میرے بندے ایوب پر غور کیا ہے؟ زمین پر اُس جیسا کوئی نہیں—وہ راست اور کامل آدمی ہے، جو خدا سے ڈرتا ہے اور بدی سے دور رہتا ہے“ (آیت 8)۔

تب شیطان نے خداوند کو جواب دیا اور کہا: ”کیا ایوب بے سبب خدا سے ڈرتا ہے؟ کیا تو نے اُس کے گرد، اُس کے گھر کے گرد، اور اُس کی تمام ملکیت کے گرد باڑ نہیں لگا رکھی؟ تو نے اُس کے ہاتھوں کے کام کو برکت دی ہے، اور اُس کی دولت ملک میں بہت بڑھ گئی ہے۔ لیکن اب اگر تو اپنا ہاتھ بڑھا کر اُس کی سب ملکیت کو چھو لے، تو وہ تیرے منہ پر تجھے لعنت دے گا“ (آیات 9 اور 11)۔

دوسری گفتگو ایوب باب 2 میں درج ہے:

”پھر ایک دن ایسا ہوا کہ خدا کے بیٹے (فرشتے) خداوند کے سامنے حاضر ہوئے آئے، اور اُن کے درمیان شیطان بھی خداوند کے سامنے حاضر ہوا“ (آیت 1)۔

”خداوند نے شیطان سے کہا، ”تو کہاں سے آیا ہے؟“

شیطان نے خداوند کو جواب دیا، ”زمین پر ادھر ادھر گھومنے اور اُس میں چاروں طرف پھرنے سے“ (آیت 2)۔

”خداوند نے شیطان سے کہا، ”کیا تو نے میرے بندے ایوب پر غور کیا ہے؟ زمین پر اُس جیسا کوئی نہیں—وہ راست اور کامل آدمی ہے، جو خدا سے ڈرتا ہے اور بدی سے دور رہتا ہے؛ اور اب بھی وہ اپنی راستی پر قائم ہے، حالانکہ تو نے مجھے اُس کے خلاف اکسایا کہ میں اُسے بے سبب تباہ کروں“ (آیت 3)۔

تب شیطان نے خداوند کو جواب دیا اور کہا: ”انسان اپنی جان کے لیے سب کچھ دے دیتا ہے۔ لیکن اب اگر تو اپنا ہاتھ بڑھا کر اُس کی ہڈیوں اور اُس کے گوشت کو چھو لے، تو وہ تیرے منہ پر تجھے لعنت دے گا“ (آیات 4 اور 5)۔

تب خداوند نے شیطان سے کہا: ”دیکھ، وہ تیرے ہاتھ میں ہے؛ فقط اُس کی جان بچائے رکھنا“ (آیت 6)۔

پہلی نظر میں یہ دونوں گفتگوئیں بہت پریشان کن معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن ان گفتگوؤں کا جو بھی مطلب ہو، وہ یہ نہیں کہہ سکتیں کہ خدا نے اپنے بندے ایوب کے ساتھ خوفناک باتیں کرنے کی اجازت شیطان کو دی۔ ایسا مطلب نکالنا پوری بائبل کے پیغام اور اُس خدا کے کردار کے خلاف ہے جو یسوع میں ظاہر ہوا۔ اگر ہم ان دونوں گفتگوؤں کو غور سے اور گہرائی سے دیکھیں تو ہم واضح طور پر سمجھ سکتے ہیں کہ ایوب کے ساتھ جو کچھ ہوا اُس کے لیے خدا ذمہ دار نہیں تھا۔

پہلا مکالمہ

بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے خود ایوب کی طرف اشارہ کر کے شیطان کے حملے کی ابتدا کی۔ ”کیا تُو نے میرے بندے ایوب پر غور کیا ہے کہ زمین پر اُس جیسا کوئی نہیں—وہ راست اور کامل انسان ہے، جو خدا سے ڈرتا ہے اور بدی سے دور رہتا ہے؟“ (ایوب باب 1 آیت 8)

غور کیجیے کہ یہاں خدا نے ایوب کی روحانی خوبیوں کی تعریف کی، لیکن اُس کی مادی خوشحالی کے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا۔ پھر بھی شیطان جانتا تھا کہ ایوب دولت مند ہے (ایوب باب 1 آیات 9 اور 10)۔ شیطان کو یہ کیسے معلوم تھا؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان ابھی ابھی زمین پر گھوم پھر کر آیا تھا، اور وہ ایوب سے اچھی طرح واقف تھا اور پہلے ہی اُس پر حملہ کرنے کی منصوبہ بندی کر رہا تھا۔ عبرانی زبان میں ”غور کرنا“ یا ”توجہ دینا“ کے لیے جو لفظ استعمال ہوا ہے اُس کا مفہوم ہے—کسی کے خلاف دل لگانا یا ارادہ کرنا۔ ینگس لٹرل ٹرانسلیشن اسے اس طرح بیان کرتی ہے: ”اور خداوند نے مخالف سے کہا، کیا تُو نے میرے بندے ایوب کے خلاف اپنا دل لگایا ہے؟“ (ایوب باب 1 آیت 8)

یہ بات پوری طرح اُس تعلیم کے مطابق ہے جو نیا عہد نامہ شیطان کے بارے میں دیتا ہے: ”ہوشیار رہو، بیدار رہو؛ کیونکہ تمہارا دشمن شیطان گرجتے ہوئے شیر کی مانند گھومتا پھرتا ہے اور تلاش کرتا ہے کہ کس کو پہاڑ کھائے“ (1 پطرس باب 5 آیت 8)۔

جب خدا نے ایوب کی راست زندگی کی تعریف کی تو شیطان نے تمسخر کے انداز میں جواب دیا: ”جب تُو اُسے اتنی اچھی مزدوری دیتا ہے تو وہ بھلا زندگی کیوں نہ گزارے؟“ (ایوب باب 1 آیت 9)

شیطان نے یہ بھی کہا کہ اگر ایوب سے سب کچھ چھین لیا جائے تو وہ خدا کے منہ پر اُسے لعنت دے گا۔ اس پر خدا نے جواب دیا: ”اچھا، اُس کی تمام ملکیت تیرے ہاتھ میں ہے؛ لیکن اُس شخص پر ہاتھ نہ بڑھانا“ (ایوب باب 1 آیت 12)

بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ یہاں خدا نے شیطان کو ایوب پر حملہ کرنے کی اجازت دی اور ساتھ ہی اُس کی حد بھی مقرر کر دی۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ اُس مکاشفہ کے بالکل خلاف ہے جو یسوع نے ہمیں خدا کے بارے میں دیا ہے۔

خداوند یہاں کسی اجازت کا اعلان نہیں کر رہا تھا بلکہ ایک حقیقت بیان کر رہا تھا: ایوب، ہماری ہی طرح، پہلے ہی شیطان کے اختیار کے دائرے میں تھا، کیونکہ وہ گرے ہوئے انسانوں کی نسل میں پیدا ہوا تھا اور گناہ سے لعنت زدہ زمین پر رہ رہا تھا۔

یہ تشریح نئے عہد نامہ کی تعلیم کے ساتھ پوری طرح ہم آہنگ ہے۔ عدن کے باغ میں آدم نے اپنی نافرمانی کے ذریعے وہ اختیار جو خدا نے اُسے زمین پر دیا تھا شیطان کے حوالے کر دیا۔ اسی لیے یسوع نے شیطان کو ”اس دنیا کا حاکم“ کہا، اور رسول پولس نے اُسے ”اس دنیا کا خدا“ اور ”ہوا کے اختیار کا سردار“ کہا ہے (لوقا باب 4 آیت 6؛ یوحنا باب 12 آیت 31؛ 2 کرنتھیوں باب 4 آیت 4؛ افسیوں باب 2 آیت 2)۔

دوسرا مکالمہ

پہلے مکالمے کے بعد ایوب نے اپنی دولت اور اپنے بچوں کو کھو دیا (ایوب باب 1 آیات 13 تا 19)۔ اس کے بعد شیطان دوسری مرتبہ خدا کے حضور آیا اور اُن کے درمیان دوبارہ گفتگو ہوئی۔

ایوب باب 2 آیت 3 بنیادی طور پر ایوب باب 1 آیت 8 کی تکرار ہے، لیکن اس میں ایک اضافی جملہ شامل کیا گیا ہے:

”اور اب بھی وہ اپنی راستبازی پر قائم ہے، حالانکہ تُو نے مجھے اُس کے خلاف اُکسایا کہ میں اُسے بے سبب تباہ کروں۔“

واضح ہے کہ شیطان کے پاس خدا کو کسی بھی طرح متاثر کرنے یا اُس سے کچھ کروانے کی کوئی طاقت نہیں ہے۔ سیپٹواجنٹ (یونانی) ترجمہ اس آیت کو اس طرح بیان کرتا ہے:

”پھر بھی اُس نے اپنی بے گناہی برقرار رکھی، حالانکہ تُو نے اُس کی دولت کے تباہ ہونے کا حکم دیا، اور تُو اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا۔“

ایوب پر آنے والی تمام مصیبتوں کے باوجود وہ خدا کے ساتھ وفادار رہا۔

اس کے بعد لکھا ہے:

”تب شیطان نے خداوند کو جواب دیا: انسان اپنی جان کے بدلے سب کچھ دے دیتا ہے۔ لیکن اب اگر تُو اپنا ہاتھ بڑھا کر اُس کی ہڈیوں اور اُس کے گوشت کو چھو لے، تو وہ تیرے منہ پر تجھے لعنت دے گا اور تجھ سے منکر ہو جائے گا۔ تب خداوند نے شیطان سے کہا، ”دیکھ، وہ تیرے ہاتھ میں ہے؛ فقط اُس کی جان بچائے رکھنا“ (ایوب باب 2 آیات 4 تا 6)۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت ظاہر کرتی ہے کہ خدا نے شیطان کو ”رسی سے باندھ رکھا ہے“ اور وہ اُس کی حدود مقرر کرتا ہے—یعنی شیطان صرف اتنا ہی کر سکتا ہے جتنا خدا اجازت دے۔ اور اگر شیطان کی پہلی کوشش سے مطلوبہ نتیجہ حاصل نہ ہو تو خدا اُسے مزید تباہی کی اجازت دے دیتا ہے۔ ایوب کے معاملے میں لوگ کہتے ہیں کہ خدا نے بس یہی حد مقرر کی:

”بس اُسے مارنا نہیں!“

لیکن یہ تشریح درست نہیں ہو سکتی، کیونکہ یسوع—جو خود خدا ہے اور ہمیں خدا کو ظاہر کرتا ہے—نے کبھی کسی کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا۔

اس حصے میں خدا جسمانی موت کے بارے میں بات نہیں کر رہا تھا۔ عبرانی زبان میں ”جان“ یا ”زندگی“ کے لیے استعمال ہونے والا لفظ انسان کے اندرونی وجود کو ظاہر کرتا ہے، جس میں اُس کے خیالات اور جذبات شامل ہوتے ہیں۔ جب یہ لفظ کسی انسان کے لیے استعمال ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے—پورا شخص یا مکمل شخصیت۔

اس آیت میں خدا ایک مرتبہ پھر اُس حقیقت کو دہرا رہا تھا کہ ایوب، چونکہ وہ ایک گرے ہوئے دنیا میں پیدا ہوا تھا، پہلے ہی شیطان کے اختیار کے دائرے میں تھا۔ لیکن خدا اصل قارئین کے لیے یہ بات واضح کر رہا تھا کہ اگرچہ آدم کے گناہ کے سبب انسان شیطان کے دائرے میں ہے، پھر بھی:

”اگر تم میرے ساتھ وفادار رہو گے تو شیطان تمہیں مجھ سے چھین نہیں سکتا، اور نہ ہی وہ تمہارے لیے میرے آخری منصوبے کو ناکام بنا سکتا ہے۔“



پہلی نظر میں خدا اور شیطان کے درمیان یہ منظر ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے خدا نے شیطان کو ایوب کو دکھ دینے کا حکم دیا ہو اور ساتھ ہی یہ بھی طے کر دیا ہو کہ شیطان ایوب کے ساتھ کیا کر سکتا ہے اور کیا نہیں کر سکتا۔ لیکن جیسا کہ ہم نے پچھلے باب میں بیان کیا تھا، روح القدس نے عہدِ قدیم کے مصنفین کو اس طرح لکھنے

کی تحریک دی کہ وہ تباہ کن واقعات کو خدا کے ساتھ منسوب کریں—اس لیے نہیں کہ خدا اُن کا سبب تھا، بلکہ اس لیے کہ لوگ یہ سمجھ سکیں کہ خدا کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے اور کوئی بھی قدرت خدا کے برابر نہیں ہے۔

اسرائیل ایک ایسی دنیا میں رہتا تھا جو بت پرستی سے بھری ہوئی تھی۔ مصر میں رہتے ہوئے بہت سے اسرائیلی خود مصریوں کے دیوتاؤں کی پرستش کرنے لگے تھے۔ اگر انہیں اچانک ایک طاقتور مخالف (شیطان) کے بارے میں نئی معلومات دی جاتیں تو ممکن تھا کہ عبرانی لوگ یہ سوچنے لگتے کہ شیطان بھی کوئی دوسرا دیوتا ہے جس کی وہ عبادت کر سکتے ہیں۔

اسی لیے خدا اور شیطان کے درمیان ہونے والے ان مکالموں کو اس انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ حقیقت پوری طرح واضح ہو جائے: ”میں قادر مطلق خدا ہوں—واحد خدا۔ سب کچھ، یہاں تک کہ شیطان بھی، میرے تابع ہے۔ کائنات میں میری آخری حاکمیت اور اختیار کے باہر کچھ بھی واقع نہیں ہوتا۔“

اس کا یہ مطلب نہیں کہ خدا اس دنیا میں ہونے والی برائی کو پیدا کرتا ہے، اس کا حکم دیتا ہے یا اسے منظور کرتا ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ کوئی بھی واقعہ اُسے حیران نہیں کرتا، اور ایسا کچھ بھی نہیں ہوتا جسے وہ اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے—جب وہ اپنے خاندان کو جمع کر رہا ہے—استعمال نہ کر سکے۔

اسرائیل کے لیے یہ زیادہ روشنی تھی... ایک تسلی بخش روشنی۔

ایوب کا انجام

جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، نئے عہد نامہ میں ایوب کا جو واحد ذکر ملتا ہے وہ ہمیں اُس کی کہانی کے انجام کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ یہ خیال کہ خدا نے کسی پوشیدہ یا حاکمانہ مقصد کے لیے شیطان کو ایوب کو دکھ دینے کی اجازت دی—کہانی کے اختتام کے ساتھ مطابقت نہیں رکھتا۔

ایوب کی آزمائش کے آخر میں خدا آندھی میں سے ایوب سے کلام کرتا ہے اور اُس کی لاعلمی اور بے بسی کو چیلنج کرتا ہے (ایوب باب 38 آیت 1؛ باب 40 آیت 2؛ باب 40 آیت 7؛ باب 41 آیت 34)۔ لیکن غور کرنے کی بات یہ ہے کہ خدا کہیں بھی ایوب کی تکلیفوں کا ذکر نہیں کرتا، اور نہ ہی یہ بتاتا ہے کہ ایوب پر مصیبت کیوں آئی۔

اگر ایوب کی کتاب کی عام تشریح درست ہوتی—یعنی یہ کہ خدا نے کسی مقصد کے لیے شیطان کو ایوب کو دکھ دینے دیا—تو پھر خدا کے کلام میں ایوب کے دکھ کا کوئی ذکر کیوں نہیں ملتا؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ ایوب کی کتاب اصل میں ایوب کے دکھ کے بارے میں نہیں ہے۔ بائبل کے دوسرے حوالوں کے مطابق ایوب کی کتاب ایوب کی راستبازی، اُس کے صبر، اور ایک محبت کرنے والے خدا کے ہاتھوں اُس کی نجات کے بارے میں ہے (حزقی ایل باب 14 آیات 14 اور 20؛ یعقوب باب 5 آیت 11)۔

آئیے اُن الفاظ کے چند اہم حصوں پر غور کریں جو خدا نے ایوب سے کہے۔

خدا نے فرمایا:

”تو باتوں کو کیوں الجھاتا ہے؟

تو بغیر سمجھ کے کیوں بولتا ہے؟

اپنے آپ کو تیار کر، اے ایوب!

کھڑا ہو جا!

سیدھا کھڑا ہو!“

(ایوب باب 38 آیات 2 اور 3)

اس کے بعد خدا نے ایوب سے مادی تخلیق کے حیرت انگیز کاموں کے بارے میں سوال کیے:

”جب میں نے زمین کی بنیاد ڈالی تو تُو کہاں تھا؟

کیا تُو اُس کے نظام یا اُس کی مخلوقات کو سمجھ سکتا ہے یا اُن پر قابو پا سکتا ہے؟“

”اگر تُو قادر مطلق کے حکمرانی کے طریقوں پر سوال اٹھاتا ہے، تو اب تُو خود کو جلال اور عظمت سے آراستہ کر، ایک اعلیٰ حکمران کی طرح اپنے آپ کو پیش کر، اور اگر تُو اتنا ہی دانا ہے تو دنیا کی حکومت خود سنبھال لے“

(ایوب باب 40 آیت 10)

”میں تو خوشی سے ایک طرف ہو جاؤں اور سب کچھ تیرے حوالے کر دوں—تو یقیناً میری مدد کے بغیر خود کو بچا لے گا!“

(ایوب باب 40 آیت 14)

خدا نے ایوب کو اس بات پر ملامت کی کہ وہ اُس کے کام کرنے کے طریقوں پر سوال اٹھا رہا تھا۔ لیکن جن “باتوں” کے بارے میں خدا نے اُس سے گفتگو کی وہ ایوب کی حالت کے مخصوص حالات نہیں تھے۔ اس کے بجائے خدا نے ایوب سے اپنی تخلیق کے حیرت انگیز جلال کے بارے میں بات کی—جو اُس کی قدرت اور حکمت کو ظاہر کرتا ہے۔

کیوں؟

کیونکہ ایوب، ہماری طرح، گناہ سے لعنت زدہ دنیا میں زندگی کی غیر یقینی اور ناانصافی سے نبرد آزما تھا۔ اگرچہ ایوب خدا کی فرمانبرداری اور اُس کے خوف میں زندگی بسر کرتا تھا، پھر بھی اُس نے اپنی دولت آسمانی بجلی اور ڈاکوؤں کی وجہ سے کھو دی، اپنے بچوں کو ایک خوفناک طوفان میں کھو دیا، اور اپنی صحت ایک شدید بیماری کے باعث گنوا دی۔

اپنی ذاتی حالت کے بارے میں سوال کرنے اور شکایت کرنے کے علاوہ ایوب نے اپنے اردگرد بے گناہ لوگوں کی تکلیف بھی دیکھی۔

اُس نے کہا:

“نیک لوگ کیوں بے فائدہ اُس کا انتظار کرتے رہتے ہیں؟

بدی کی لہر ہر طرف پھیل گئی ہے...

غریبوں اور یتیموں کے گدھے چھین لیے جاتے ہیں...

محتاجوں کو راستے سے دھکیل دیا جاتا ہے...

بدکار ماں کی چھاتی سے یتیم بچوں کو چھین لیتے ہیں...

شہر میں مرنے والوں کی ہڈیاں کراہتی ہیں؛

زخمی مدد کے لیے پکارتے ہیں؛

لیکن خدا اُن کی فریاد نہیں سنتا”

(ایوب باب 24 آیات 1 تا 13)۔

ایوب کو ایسا محسوس ہونے لگا تھا کہ خدا نہ صرف اُس کی زندگی کو بلکہ پوری زندگی کو بھی صحیح طور پر نہیں سنبھال رہا۔ جب خدا نے ایوب کو ملامت کی اور اُس کے دکھوں کا ذکر نہیں کیا بلکہ تخلیق کے ذریعے ظاہر ہونے والی اپنی قدرت اور حکمت پر زور دیا، تو یہ بات اُس وقت سمجھ میں آتی ہے جب ہم ایوب کی کہانی کو بائبل کے مکمل موضوع کے تناظر میں دیکھتے ہیں۔

خدا نے انسان کو اپنے بیٹوں کے طور پر پیدا کیا اور زمین کو اپنے خاندان کے لیے ایک گھر کے طور پر بنایا۔ گناہ کے باعث اُس کا اصل منصوبہ بظاہر بکھر گیا۔ لیکن خدا اب بھی اپنے منصوبے پر کام کر رہا ہے—اپنے خاندان اور اُن کے گھر کو غلامی سے آزاد کرنے کے منصوبے پر۔

یہ ایسا محسوس ہو سکتا ہے کہ خدا معاملات کو درست طریقے سے نہیں سنبھال رہا، کیونکہ دکھ اور مصیبت کے مخصوص واقعات کا فوری حل نظر نہیں آتا۔ لیکن اس وقت خدا کا بنیادی مقصد یہ نہیں ہے کہ وہ ہر دکھ کو فوراً روک دے اور زندگی کو آسان بنا دے۔ اُس کا اصل مقصد یہ ہے کہ مردوں اور عورتوں کو اپنے نجات بخش علم تک پہنچائے۔

خدا کے الفاظ نے ایوب کو چیلنج کیا:

”تو کون ہے جو یہ سوال کرتا ہے کہ انسانیت اور زمین کی نجات کے لیے میرا منصوبہ کیسے پورا ہو رہا ہے؟ میں قادرِ مطلق خدا ہوں۔

میں تجھے بھی بچاؤں گا اور اپنے پورے خاندان کو بھی بچاؤں گا۔“

ایوب کی کتاب یہ باتیں انہی الفاظ میں بیان نہیں کرتی، لیکن بائبل کی دوسری کتابوں میں ایسے مقامات ضرور ہیں جو ان سچائیوں کو واضح کرتے ہیں۔ جب آپ ایوب کی کتاب کو اُس بڑے نور میں—یعنی پورے کلامِ مقدس اور یسوع میں ظاہر ہونے والے خدا کے نور میں—سمجھتے ہیں، تو وہ پوری طرح اُس حقیقت کے ساتھ ہم آہنگ نظر آتی ہے جو یسوع ہمیں خدا کے بارے میں دکھاتے ہیں، اور اُس مقصد کے ساتھ بھی جس کے لیے ایوب کی کتاب اصل میں لکھی گئی تھی—یعنی اسرائیل کی مدد کے لیے۔

مصر سے نکلنے کے بعد وعدہ کی ہوئی سرزمین کی طرف سفر میں اسرائیل کو بھی ویسی ہی جدوجہدوں کا سامنا کرنا تھا جیسا ایوب نے کیا تھا۔ اسرائیل بھی خدا پر سوال اٹھانے والا تھا، شکایت کرنے والا تھا اور اُس کی دیکھ بھال پر شک کرنے والا تھا (خروج باب 16 آیات 2 تا 7؛ گنتی باب 14 آیات 1 تا 3)۔

خدا کی طرف سے اسرائیل کو دی گئی پہلی تحریری مکاشفہ کا پیغام یہ تھا:

”ایسا لگ سکتا ہے کہ میں نے معاملات کو صحیح طرح نہیں سنبھالا، لیکن میں جانتا ہوں کہ میں کیا کر رہا ہوں۔ میں سب کچھ درست کر دوں گا!“

ایوب نے اپنی لاعلمی اور اپنے اندازوں کو تسلیم کیا اور توبہ کی۔ لیکن غور کیجیے—ایوب میں تبدیلی اُس کے دکھوں کی وجہ سے نہیں آئی۔ اُس کی زندگی کی غلط فہمیاں اور مسائل اُس وقت ظاہر ہوئے اور تبدیل ہوئے جب خدا نے اُس سے کلام کیا۔

ایسا اس لیے ہے کیونکہ خدا انسانوں کو اپنے کلام کے ذریعے درست کرتا اور پاک کرتا ہے، نہ کہ تکلیف دہ حالات کے ذریعے۔ (اس نکتے پر ہم آگے مزید تفصیل سے بات کریں گے۔)

قدرتی چیزیں—جیسے سخت حالات—روحانی نتائج پیدا نہیں کرتیں۔ مصیبتیں لوگوں کو پاک نہیں کرتیں، بالکل اسی طرح جیسے صرف کلیسیا میں بیٹھ جانے سے لوگ نئی مخلوق نہیں بن جاتے۔ ایوب کی آزمائش کے اختتام پر خدا نے اپنے آپ کو ایوب پر ویسے ظاہر کیا جیسا وہ حقیقت میں ہے۔ ایسا کر کے خدا نے ایوب کو ایسی ذہنی اور قلبی سلامتی عطا کی جو اُس کی زندگی کے آخری ایک سو چالیس برس تک اُس کے ساتھ رہی۔

”تو پوچھتا ہے کہ وہ کون ہے جس نے تیری تدبیر کو نادانی میں رد کیا۔

وہ میں ہی تھا۔

میں اُن باتوں کے بارے میں بول رہا تھا جنہیں میں جانتا نہ تھا اور جنہیں میں سمجھتا نہ تھا—وہ باتیں جو میرے لیے بہت ہی عجیب تھیں... میں نے تیرے بارے میں صرف سنا ہی تھا، لیکن اب میری آنکھوں نے تجھے دیکھ لیا ہے... اور آخرکار وہ بہت بوڑھا ہو کر مرا، ایک لمبی اور اچھی زندگی گزار کر”

(ایوب باب 42 آیات 3، 5 تا 17)

یہ سمجھ لینے کے بعد بھی کہ ایوب کی زندگی کی دردناک حالتوں کے پیچھے خدا نہیں تھا، لوگ پھر بھی یہ سوال کر سکتے ہیں:

”اگر یہ ساری بری باتیں ایوب کے ساتھ ہو سکتی ہیں—جسے بے عیب اور راست کہا گیا—تو کیا میرے ساتھ بھی خوفناک باتیں ہو سکتی ہیں؟”

کسی کو بھی ایسی زندگی کی ضمانت نہیں دی گئی جو مکمل طور پر مسائل سے خالی ہو۔ درحقیقت یسوع نے کہا: ”دنیا میں تمہیں مصیبت ہوگی؛ لیکن حوصلہ رکھو، میں دنیا پر غالب آ گیا ہوں“ (یوحنا باب 16 آیت 33)۔

ہمارے دکھوں اور مشکلات کے باوجود بائبل یہ وعدہ کرتی ہے کہ مسیح کے وسیلہ سے ہم اُن سب چیزوں کے درمیان بھی فتح مند ہو کر کھڑے رہ سکتے ہیں جو شیطان اور زندگی ہمارے راستے میں لاتے ہیں۔ خدا ہمیں اُس وقت تک سنبھالے رکھے گا جب تک وہ ہمیں مکمل طور پر نجات نہ دے۔

کبھی کبھی لوگ یہ جاننے کی کوشش کرتے ہیں کہ ایوب نے ”کیا غلط کیا“ یا اُس نے ”شیطان کو اپنے تک کیسے پہنچنے دیا۔“ لیکن ایوب کی کتاب ان سوالوں کو حل کرنے کے لیے لکھی ہی نہیں گئی تھی۔

جو باتیں ایوب کی کتاب نہیں کہتی انہیں تلاش کرتے ہوئے اُن سچائیوں سے محروم نہ ہو جائیے جو وہ حقیقت میں بیان کرتی ہے۔

نتیجہ

آخر میں،

ایوب کی کتاب کے بارے میں ہم اور بھی بہت کچھ کہہ سکتے ہیں، لیکن ان آخری خیالات پر غور کیجیے۔

ایوب کی کتاب اُن لوگوں کے لیے، جن کے لیے وہ اصل میں لکھی گئی تھی، حیرت اور امید سے بھری ہوئی کتاب تھی۔ اگر ہم اسے اس پس منظر میں پڑھیں کہ اس کا مطلب اسرائیل کے لیے کیا تھا، اور پھر اسے نئے عہد نامہ کے عظیم نور میں دیکھیں، تو ایوب کی کتاب ہمارے لیے بھی امید اور حیرت سے بھرپور کتاب بن جاتی ہے۔ گناہ سے لعنت زدہ اس زمین پر ہم—ایوب کی طرح—ایسی باتیں دیکھیں گے اور تجربہ کریں گے جنہیں ہم پوری طرح سمجھ نہیں پائیں گے۔ ایسے حالات آئیں گے جن کے بارے میں ہمارے دل میں ”کیوں“ کے سوال اٹھیں گے۔ لیکن ایوب سے کہے گئے خدا کے الفاظ ہمیں یہ یقین دلاتے ہیں:

”دیکھو، میں کتنا عظیم ہوں۔

میری حکمت کو دیکھو۔

یہ سب میرے لیے اچانک نہیں ہوا۔

میں اسے درست کر دوں گا۔

میری نجات کی منصوبہ بندی ضرور پوری ہوگی۔

شیطان میری اُس منصوبہ بندی کو ناکام نہیں کر سکتا

جس کے ذریعے میں تمہیں اپنے بیٹے بنانا چاہتا ہوں

اور تمہارے ساتھ ایک کامل زمین پر رہنا چاہتا ہوں—

ایسی زمین جو ہر قسم کی خرابی اور موت سے

مکمل طور پر آزاد کر دی جائے گی۔”

ایوب کی کہانی اس بات کی ایک ”چھوٹی تصویر“ ہے کہ خدا نے ایوب کے لیے سب کچھ درست کر دیا—اور یہ ایک وعدہ بھی ہے کہ آخر کار وہ اپنے پورے خاندان کے لیے بھی سب کچھ درست کر دے گا۔



ایوب کی کتاب کو بغیر پہلے سے قائم شدہ خیالات کے پڑھنا آسان نہیں ہے۔

لیکن اگر ہم ان خیالات کو ایک طرف رکھ دیں اور اس کتاب کو پوری بائبل کے نور میں پڑھیں، تو ہم ایوب کی کہانی کو صحیح طور پر سمجھ سکتے ہیں۔

اور پھر ایک مرتبہ پھر ہم یہ واضح طور پر دیکھتے ہیں کہ

خدا اچھا ہے...

اور اچھا ہونے کا مطلب واقعی اچھا ہی ہوتا ہے۔



ہاں، لیکن مسیحی دکھوں کے بارے میں کیا؟

اس مقام تک پہنچتے پہنچتے ممکن ہے کہ آپ یہ سوچ رہے ہوں: ”ٹھیک ہے، میں سمجھتا ہوں کہ خدا نے ایوب کی آزمائشیں نہیں بھیجیں۔ لیکن دکھ کا کیا؟ کیا خداوند کے لیے دکھ اٹھانا مسیحی زندگی کا حصہ نہیں ہے؟ کیا ہمیں اُس کے نام کے لیے دکھ سہنے کے لیے نہیں بلایا گیا؟“

ہاں، دکھ مسیحی زندگی کا ایک حصہ ہے، لیکن اُس طرح نہیں جیسا شاید آپ سوچ رہے ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس زندگی میں ہر شخص دکھ اٹھاتا ہے—چاہے وہ مسیحی ہو یا نہ ہو۔ دکھ زمین پر اس لیے موجود ہے کیونکہ آدم اور حوا نے گناہ کیا۔ اُن کے گناہ کا انسانیت پر اور پوری زمین پر تباہ کن اثر پڑا۔ نتیجتاً ایسی کوئی زندگی نہیں ہے جس میں دکھ نہ ہو۔ گناہ سے لعنت زدہ اس زمین پر دکھ زندگی کا ہی ایک حصہ ہے۔

نیا عہد نامہ خداوند کے لیے دکھ اٹھانے کی تعریف اس طرح کرتا ہے کہ ہم مسیح میں اپنے ایمان کے سبب ستائے جائیں، اور جب ہم اُس کے لیے زندگی گزارتے ہیں تو جو بھی ذاتی قربانی یا تکلیف ہمیں برداشت کرنی پڑتی ہے وہی دکھ ہے۔ بائبل مسیحیوں کے بارے میں دکھ کی دو اقسام کا ذکر کرتی ہے: پہلی وہ باتیں جو یسوع نے ہمارے لیے برداشت کیں؛ اور دوسری وہ باتیں جو ہم اُس کے لیے برداشت کرتے ہیں۔

جب نیا عہد نامہ خداوند کے لیے دکھ اٹھانے کی بات کرتا ہے تو وہ کبھی بھی بیماری سہنے، خراب ازدواجی زندگی، کار کے حادثے، یا کاروبار میں ناکامی کو اس دکھ کے طور پر بیان نہیں کرتا۔

ہمیں ہمیشہ صحیفہ کو ہی صحیفہ کی تشریح کرنے دینا چاہیے۔ اگر بائبل خداوند کے لیے دکھ اٹھانے کو بیماری برداشت کرنا یا مشکل تعلقات جھیلنا نہیں کہتی، تو ہمیں ”دکھ“ کے لفظ پر ایسی تعریفیں مسلط کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

یسوع نے ہمارے لیے دکھ اٹھایا

یسوع مسیح نے صلیب پر ہمارے لیے کچھ خاص چیزیں برداشت کیں تاکہ ہمیں انہیں برداشت نہ کرنا پڑے۔ یسعیاہ باب 53 آیات 4 تا 6 میں لکھا ہے: ”یقیناً اُس نے ہماری کمزوریاں اپنے اوپر لے لیں اور ہمارے دکھوں کا بوجھ اٹھا لیا؛ پھر بھی ہم نے اُسے خدا کا مارا ہوا، کوٹا ہوا اور ڈکھی سمجھا۔ لیکن وہ ہمارے گناہوں کے سبب زخمی کیا گیا، وہ ہماری بدکاریوں کے باعث کچلا گیا؛ ہماری سلامتی کے لیے جو سزا تھی وہ اُس پر پڑی، اور اُس کے کوڑے کھانے سے ہم شفا پاتے ہیں۔ ہم سب بھیڑوں کی مانند بھٹک گئے تھے، ہم میں سے ہر ایک اپنی اپنی راہ پر چل پڑا تھا؛ اور خداوند نے ہم سب کی بدکاری اُس پر لاد دی۔“

یہ آیات ہمیں واضح طور پر بتاتی ہیں کہ خدا نے صلیب پر ہمارے گناہ یسوع پر ڈال دیے۔ عبرانی زبان میں ”بدکاری“ کے لیے جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ **عَوْن (Avon)** ہے، اور اس کا مطلب صرف گناہ ہی نہیں بلکہ وہ سزا اور وہ بُرے نتائج بھی ہیں جو گناہ کے سبب پیدا ہوتے ہیں۔ صلیب پر خدا نے نہ صرف ہمارے گناہ بلکہ ہمارے گناہوں کے نتائج بھی یسوع پر ڈال دیے۔

گلتیوں باب 3 آیت 13 میں لکھا ہے: ”مسیح نے ہمیں شریعت کی لعنت سے مول لے کر چھڑا لیا اور ہمارے لیے خود لعنت بنا، کیونکہ لکھا ہے: ”جو کوئی درخت پر لٹکایا جاتا ہے وہ ملعون ہے۔“

شریعت کی لعنت میں وہ تمام نتائج شامل ہیں جو استثنائاً باب 28 میں بیان کیے گئے ہیں—ذلت، بانجھ پن، بے برکتی، ذہنی اور جسمانی بیماریاں، خاندان کا ٹوٹ جانا، جسمانی اور روحانی غربت، مخالفت، ناکامی اور شکست، اور بہت سی دوسری باتیں۔ ان تمام لعنتوں کا بوجھ صلیب پر یسوع پر آ پڑا تاکہ ہم ان سے آزاد ہو سکیں۔

صلیب پر ایک حیرت انگیز تبادلہ ہوا۔ ہمارے گناہوں اور نافرمانی کے سبب جو تمام برائیاں ہمارے حصے میں آنے والی تھیں وہ یسوع پر آ گئیں، تاکہ اُس کی فرمانبرداری کے باعث جو تمام برکتیں اُس کے لائق تھیں وہ ہمارے پاس آ سکیں۔ ”وہ اس لیے پیٹا گیا کہ ہمیں سلامتی ملے۔ اُسے کوڑے مارے گئے اور ہم شفا پا گئے!“ (یسعیاہ باب 53 آیت 5)

بہت سے مسیحی بیماری، درد، خاندان کے ٹوٹنے اور شکست کو برداشت کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ اس عمل میں خداوند کے لیے دکھ اٹھا رہے ہیں۔ لیکن بائبل ہمیں سکھاتی ہے کہ یسوع نے یہ تمام لعنتیں صلیب پر برداشت کر لیں تاکہ ہمیں انہیں اٹھانا نہ پڑے۔

ہم اُس کے لیے دکھ اٹھاتے ہیں

خداوند کے لیے دکھ اٹھانے میں وہ ایذارسانی اور وہ ذاتی قربانیاں شامل ہیں جن کا ہم اس وقت تجربہ کرتے ہیں جب ہم انجیل کی منادی کرتے ہیں اور یسوع مسیح کے لیے زندگی گزارتے ہیں۔ ایذارسانی مسیحی زندگی کا ایک حصہ ہے۔

یسوع نے فرمایا: ”جو بات میں نے تم سے کہی تھی اسے یاد رکھو—نوکر اپنے مالک سے بڑا نہیں ہوتا۔ اگر انہوں نے مجھے ستایا تو تمہیں بھی ستائیں گے“ (یوحنا باب 15 آیت 20)۔

رسول پولس نے لکھا: ”اور جتنے مسیح یسوع میں دینداری کے ساتھ زندگی گزارنا چاہتے ہیں وہ سب ستائے جائیں گے“ (2 تیمتھیس باب 3 آیت 12)۔

پولس نے فلپیوں باب 1 آیت 29 میں یہ الفاظ بھی لکھے: ”کیونکہ مسیح کی خاطر تمہیں یہ فضل بخشا گیا ہے کہ نہ صرف اُس پر ایمان لاؤ بلکہ اُس کے لیے دکھ بھی اٹھاؤ۔“

میں نے اس آیت کو کئی مرتبہ اس بات کے ثبوت کے طور پر پیش ہوتے سنا ہے کہ مسیحیوں کو بیماری، درد اور مصیبتیں برداشت کرنی ہی چاہئیں۔ لیکن اگلی آیت سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ پولس یہاں بیماری یا حادثات کی نہیں بلکہ ایذا رسانی کی بات کر رہا تھا۔ وہ آگے کہتا ہے: ”اور تمہیں ویسا ہی مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے جیسا تم نے مجھ میں دیکھا تھا اور اب میرے بارے میں سنتے ہو۔“

فلپیوں باب 1 آیت 30 میں پولس واضح کرتا ہے کہ فلپی کے ایماندار وہی جدوجہد لڑ رہے تھے جو انہوں نے اسے لڑتے ہوئے دیکھی تھی اور جس کے بارے میں وہ اب سن رہے تھے کہ وہ ابھی بھی اسے لڑ رہا ہے۔ جب پولس نے یہ الفاظ لکھے تو وہ روم کی قید میں تھا کیونکہ وہ یسوع مسیح کے جی اٹھنے کی خوشخبری کی منادی کر رہا تھا۔ اس وقت وہ نہیں جانتا تھا کہ اسے رہا کیا جائے گا یا قتل کر دیا جائے گا۔

غور کیجیے کہ پولس صرف اُس جدوجہد کا ذکر نہیں کرتا جس کے بارے میں فلپیوں نے سنا تھا بلکہ اُس جدوجہد کا بھی ذکر کرتا ہے جو انہوں نے خود اس میں دیکھی تھی۔ انہوں نے کیا دیکھا تھا؟ کئی سال پہلے پولس فلپی کے شہر میں آیا تھا اور ایک لونڈی میں سے بدروح نکالنے کے سبب اسے قید میں ڈال دیا گیا تھا (اعمال باب 16 آیات 12 تا 34)۔

فلپیوں نے پولس کو انجیل کی منادی کے سبب قید میں جاتے دیکھا تھا اور اب وہ سن رہے تھے کہ وہ اسی منادی کے سبب روم کی قید میں ہے۔ یہی وہ معنی ہے جسے پولس ”خداوند کے لیے دکھ اٹھانا“ کہتا ہے۔

رومیوں باب 8 آیت 17 میں پولس مسیح کے ساتھ دکھ اٹھانے کی بات کرتا ہے: ”اور اگر ہم اُس کی اولاد ہیں تو وارث بھی ہیں—خدا کے وارث اور مسیح کے ساتھ شریک وارث؛ بشرطیکہ ہم اُس کے ساتھ دکھ اٹھائیں تاکہ اُس کے ساتھ جلال بھی پائیں۔“

وہ واحد دکھ جو ہم یسوع کے ساتھ شریک ہو کر برداشت کر سکتے ہیں وہ ہے—ایذارسانی۔ جب یسوع دمشق کے راستے پر شاؤل کو ظاہر ہوا (جو بعد میں پولس کہلایا) تو شاؤل مسیحیوں کو گرفتار کرنے جا رہا تھا۔ یسوع نے شاؤل سے کہا کہ مسیحیوں کو ستانا دراصل اُسے ستانے کے برابر ہے۔ “اور جب وہ سفر کرتے کرتے دمشق کے نزدیک پہنچا تو اچانک آسمان سے ایک نور اُس کے چاروں طرف چمکا اور وہ زمین پر گر پڑا۔ تب اُس نے ایک آواز سنی جو اُس سے کہہ رہی تھی: ‘اے شاؤل، اے شاؤل، تو مجھے کیوں ستاتا ہے؟’ اُس نے کہا: ‘اے خداوند، آپ کون ہیں؟’ جواب ملا: ‘میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے’” (اعمال باب 9 آیات 4 اور 5)۔

مسیحی لوگ مسیح کی بدن ہیں اور ہم سر—خداوند یسوع مسیح—سے جڑے ہوئے ہیں۔ جب بدن ستایا جاتا ہے تو سر بھی ستایا جاتا ہے۔

اعمال کی کتاب میں ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع کے پہلے پیروکاروں نے دو طرح کے دکھوں کا سامنا کیا۔ انہوں نے انجیل کی منادی کے سبب مار کھائی، قید ہوئے، بدنامی سہی اور یہاں تک کہ موت کا سامنا بھی کیا۔

اسی کے ساتھ انہوں نے جسمانی تکلیفیں بھی برداشت کیں—سفر کی سختیوں کے باعث، پیش آنے والی رکاوٹوں کے باعث، اور اُن چیزوں کے سبب جنہیں انہوں نے ترک کر دیا جب وہ یسوع کی موت، دفن ہونے اور جی اٹھنے کا پیغام دنیا بھر میں لے کر جانے لگے۔

ہم یہ اعمال باب 5 میں دیکھتے ہیں جب یروشلم کے یہودی سرداروں نے یسوع کے نام سے معجزے کرنے کے سبب رسولوں کو گرفتار کر لیا۔ اُس رات ایک فرشتہ نے رسولوں کو آزاد کیا اور اُن سے کہا کہ ہیکل میں جا کر یسوع کا پیغام سنائیں۔ جب مذہبی رہنماؤں نے سنا کہ رسول ہیکل میں منادی کر رہے ہیں تو انہوں نے انہیں دوبارہ گرفتار کیا اور مجلس کے سامنے لایا۔ “اور جب انہوں نے رسولوں کو بلا کر انہیں کوڑے لگوائے تو حکم دیا کہ یسوع کے نام سے نہ بولیں اور انہیں چھوڑ دیا۔ تب وہ مجلس کے سامنے سے اس بات پر خوش ہوتے ہوئے چلے گئے کہ وہ اُس کے نام کے لیے بے عزتی سہنے کے لائق ٹھہرے” (اعمال باب 5 آیات 40 اور 41)۔

اس واقعہ میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ خداوند کے لیے دکھ اٹھانے کا مطلب کیا ہے—یعنی انجیل کی منادی کے سبب ایذارسانی برداشت کرنا۔



اعمال کی کتاب میں ہمیں ایسا کوئی واقعہ نہیں ملتا جہاں ابتدائی مسیحیوں نے بیماری، جسمانی کمزوری، رشتوں کے مسائل، یا اس طرح کی دوسری مشکلات کو “خداوند کے لیے دکھ اٹھانا” کہا ہو۔

جب رسولوں نے اعمال کی کتاب اور خطوط میں خداوند کے لیے دکھ اٹھانے کا ذکر کیا یا اس کے بارے میں لکھا، تو اُن کا حوالہ ہمیشہ ایذارسانی اور اُن مشکلات سے تھا جو انجیل کی منادی کے سبب پیش آتی تھیں—بالکل ویسے ہی دکھ جن کا انہوں نے خود تجربہ کیا تھا۔

ایک چنا ہوا برتن

کبھی کبھی لوگ کہتے ہیں کہ رسول پولس ایک چنا ہوا برتن تھا جسے خداوند نے خاص طور پر دکھ اٹھانے کے لیے چن لیا تھا، اور یہ کہ مسیحیوں کو بھی اسی طرح کے دکھ کے لیے چنا جا سکتا ہے۔ لیکن بائبل اس عقیدے کی تائید نہیں کرتی۔ صحیفہ بتاتا ہے کہ پولس ایک چنا ہوا برتن تھا جسے انجیل کی منادی کے لیے بلایا گیا تھا۔

“لیکن خداوند نے اُس سے کہا، تو جا، کیونکہ وہ میرا ایک چنا ہوا برتن ہے کہ میرا نام غیر قوموں اور بادشاہوں اور بنی اسرائیل کے سامنے ظاہر کرے؛ کیونکہ میں اُسے دکھاؤں گا کہ میرے نام کے لیے اُسے کتنے بڑے دکھ اٹھانے پڑیں گے”

(اعمال باب 9 آیات 15 اور 16)۔

اعمال باب 9 میں پولس کی توبہ سے لے کر اعمال کی کتاب کے اختتام تک ہمیں اُن تمام دکھوں کی تفصیل ملتی ہے جو پولس نے برداشت کیے۔ پولس کی زندگی میں آنے والے دکھ دراصل ایذارسانی تھے اور وہ مشکلات تھیں جو انجیل کی منادی اور اس کے پھیلانے سے وابستہ تھیں۔

پولس کو یہ سب اس لیے برداشت کرنا پڑا—نہ اس لیے کہ اُسے آزمایا جائے، یا سزا دی جائے، یا اُسے فروتن بنایا جائے—بلکہ اس لیے کہ وہ لوگوں تک نجات، شفا اور آزادی پہنچا سکے۔

پولس نے خود بتایا کہ اُس کی زندگی میں اتنا زیادہ دکھ کیوں آیا۔ اُس نے کہا:

“اگر ہم مصیبت میں پڑتے ہیں تو یہ تمہاری تسلی اور نجات کے لیے ہے”

(2 کرنتھیوں باب 1 آیت 6)۔

اس کے بعد اُس نے ایشیا میں (خاص طور پر افسس کے شہر میں—اعمال باب 19 آیات 21 تا 41) اُس پر آنے والی ایذارسانیوں کا ذکر کیا:

“کیونکہ اے بھائیو، ہم نہیں چاہتے کہ تم اُس مصیبت سے ناواقف رہو جو ایشیا میں ہم پر پڑی، کہ ہم حد سے زیادہ دبائے گئے یہاں تک کہ زندگی سے بھی ہاتھ دھونے کی امید نہ رہی”

(2 کرنتھیوں باب 1 آیت 8)۔

اپنی شہادت سے کچھ عرصہ پہلے پولس نے قید خانے سے اپنے ایمانی بیٹے تیمتھیس کے نام ایک خط لکھا۔ اُس نے تیمتھیس سے کہا:

”یہی میری انجیل ہے جس کے سبب میں یہاں تک دکھ اٹھاتا ہوں کہ مجرم کی طرح زنجیروں میں بندھا ہوں؛ لیکن خدا کا کلام بندھا نہیں ہے۔ اسی وجہ سے میں چنے ہوئے لوگوں کے لیے سب کچھ برداشت کرتا ہوں تاکہ وہ بھی وہ نجات حاصل کریں جو مسیح یسوع میں ہے اور اُس کے ساتھ ابدی جلال بھی“

(2 تیمتھیس باب 2 آیات 8 تا 10)۔

پولس دکھ اٹھا رہا تھا کیونکہ وہ انجیل کی منادی کر رہا تھا، اور وہ ان مشکلات کو برداشت کرنے کے لیے تیار تھا تاکہ لوگ یسوع مسیح کے ذریعے ملنے والی نجات کے بارے میں سن سکیں۔

پولس کی زندگی میں آنے والے دکھ خود اپنے آپ میں کوئی مقصد نہیں تھے بلکہ ایک مقصد تک پہنچنے کا ذریعہ تھے۔ پولس نے ایسا دکھ برداشت نہیں کیا جو صرف خدا کو معلوم کسی پوشیدہ منصوبے کے لیے ہو۔ اُس نے دکھ اس لیے برداشت کیا کیونکہ وہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک نجات کی خوشخبری پہنچانا چاہتا تھا۔

کچھ لوگوں کی زندگی میں ایسی بلا بٹ ہو سکتی ہے کہ انہیں پولس کی طرح انجیل کی منادی کے لیے غیر معمولی حالات سے گزرنا پڑے۔ لیکن وہ دکھ خدا کی طرف سے تخلیق یا منصوبہ بند نہیں ہوتا۔

پولس نے کلسیوں کو بھی لکھا:

”اب میں تمہارے لیے اپنے دکھوں میں خوشی کرتا ہوں اور مسیح کے دکھوں میں سے جو میری طرف سے باقی ہیں انہیں اُس کی بدن یعنی کلسیا کے لیے اپنے جسم میں پورا کرتا ہوں“

(کلسیوں باب 1 آیت 24)۔

پولس کے اس بیان میں چند اہم باتوں پر غور کیجیے۔ پولس نے کہا کہ وہ کلسیوں کے لیے دکھ اٹھاتا ہے۔ اُس نے اُن کے لیے کون سے دکھ برداشت کیے؟ وہ ایذا رسانی اور وہ مشکلات جو اسے یسوع کے پیغام کی منادی کرتے وقت برداشت کرنی پڑیں۔

پولس نے کہا کہ وہ مسیح کے اُن دکھوں کو برداشت کر رہا ہے جو ابھی باقی تھے۔ مسیح کے وہ دکھ جو اُس نے صلیب پر ہمارے گناہوں، ہماری بیماریوں اور ہماری سزا کو اپنے اوپر لے کر برداشت کیے—وہ صرف اُسی کے لیے تھے، اور وہ اُس وقت مکمل ہو گئے جب وہ مُردوں میں سے جی اُٹھا۔

مسیح کے جن دکھوں میں پولس یا ہم میں سے کوئی بھی شریک ہو سکتا ہے، وہ صرف ایذارسانی اور وہ مشکلات ہیں جو انجیل کی منادی کرتے وقت پیش آتی ہیں۔

یاد رکھیں، یسوع نے فرمایا تھا کہ وہ مسیحیوں پر ہونے والی ایذارسانی کو اپنے اوپر ہونے والی ایذارسانی سمجھتا ہے، کیونکہ ہم اُس کا بدن ہیں۔

پولس کے جسم میں کانٹا

پولس کے دکھوں پر ہماری گفتگو ہمیں بائبل کے سب سے زیادہ زیر بحث موضوعات میں سے ایک تک لے جاتی ہے—پولس کے جسم میں کانٹا:

“اور اس لیے کہ ان مکاشفات کی کثرت کے باعث میں حد سے زیادہ فخر نہ کروں، میرے جسم میں ایک کانٹا دیا گیا، یعنی شیطان کا ایک فرشتہ، جو مجھے مکے مارتا رہے تاکہ میں حد سے زیادہ فخر نہ کروں”

(2 کرنتھیوں باب 12 آیت 7)۔

بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ پولس کے جسم میں یہ کانٹا خدا کی طرف سے بھیجی گئی کوئی بیماری تھی جس کا مقصد پولس کو فروتن رکھنا تھا۔ لیکن یہ آیت خود واضح طور پر بتاتی ہے کہ پولس کے جسم میں کانٹا شیطان کا ایک فرشتہ تھا۔ نئے عہد نامہ کی اصل زبان یونانی میں “فرشتہ” کے لیے جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ اگیلوس ہے۔ یہ لفظ صحیفہ میں 188 مرتبہ آیا ہے اور ہر بار کسی “ہستی” یا “شخصیت” کے لیے استعمال ہوا ہے۔ اس کا مطلب کبھی بھی “بیماری” نہیں ہوتا۔

“کانٹا” کا لفظ عہد قدیم اور نئے عہد نامہ دونوں میں لفظی اور تمثیلی دونوں معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ بعض جگہ یہ حقیقی کانٹے کے لیے استعمال ہوا ہے اور بعض جگہ اُن لوگوں کے لیے جو مشکلات پیدا کرتے ہیں (گنتی باب 33 آیت 55؛ یسوع باب 23 آیت 13؛ قضاۃ باب 2 آیت 3)۔ پولس نے واضح طور پر کہا کہ یہ “فرشتہ” خدا کی طرف سے نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے تھا۔ سیاق و سباق سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کانٹا شیطان کی طرف سے بھیجا گیا ایک پریشان کرنے والا وجود تھا جو پولس کو ستانے آیا تھا۔

پولس ہمیں بتاتا ہے کہ اُس نے تین مرتبہ خداوند سے درخواست کی کہ وہ اس کانٹے کو اُس سے دور کر دے۔ خداوند کا جواب تھا:

“میرا فضل تیرے لیے کافی ہے، کیونکہ میری قدرت کمزوری میں کامل ہوتی ہے۔”

اس کے جواب میں پولس نے کہا:

“اس لیے میں بہت خوشی سے اپنی کمزوریوں پر فخر کروں گا تاکہ مسیح کی قدرت مجھ پر قائم رہے”

(2 کرنتھیوں باب 12 آیت 9)۔

پولس نے اس فرشتے کی مخالفت کو ”کمزوری“ کہا۔ اب سوال یہ ہے کہ کمزوری حقیقت میں کیا ہے؟ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ یہ آنکھوں کی کوئی بیماری تھی جسے خدا نے شفا دینے سے انکار کر دیا۔ لیکن ہمیں بائبل پڑھنے کا ایک بنیادی اصول نہیں بھولنا چاہیے—صحیفہ کو خود صحیفہ کی تشریح کرنے دینا چاہیے۔

”جسم میں کانٹا“ والی آیت سے چند آیات پہلے پولس خود تفصیل سے اُن کمزوریوں کی فہرست دیتا ہے جو اُس نے برداشت کیں:

”کیا وہ مسیح کے خادم ہیں؟ (میں دیوانے کی طرح کہتا ہوں) میں اُن سے بڑھ کر ہوں—زیادہ محنتوں میں، بے شمار کوڑوں میں، بار بار قید میں، بار بار موت کے خطرات میں۔ یہودیوں سے پانچ مرتبہ انتالیس انتالیس کوڑے کھائے۔ تین بار لاٹھیوں سے پیٹا گیا، ایک بار سنگسار کیا گیا، تین بار جہاز ٹوٹے، ایک رات اور ایک دن سمندر میں گزارا۔ بار بار سفر میں، دریاؤں کے خطرات میں، ڈاکوؤں کے خطرات میں، اپنی قوم کے لوگوں سے خطرات میں، غیر قوموں سے خطرات میں، شہروں میں خطرات میں، بیابان میں خطرات میں، سمندر میں خطرات میں، جھوٹے بھائیوں کے درمیان خطرات میں؛ محنت اور مشقت میں، بار بار جاگنے میں، بھوک اور پیاس میں، بار بار روزہ میں، سردی اور ننگے پن میں۔

ان سب کے علاوہ روزانہ سب کلیسیاؤں کی فکر کا بوجھ مجھ پر رہتا ہے۔ کون کمزور ہے اور میں کمزور نہیں؟ کون ٹھوکر کھاتا ہے اور میں جلتا نہیں؟ اگر مجھے فخر کرنا ہی ہے تو میں اپنی کمزوریوں پر فخر کروں گا”

(2 کرنتھیوں باب 11 آیات 23 تا 30)۔

غور کیجیے—

پولس نے اپنی کمزوریوں کی فہرست میں کہیں بھی بیماری یا مرض کا ذکر نہیں کیا۔

جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ پولس کا کانٹا آنکھوں کی بیماری تھا، وہ اکثر **گلتیوں باب 4 آیت 15** کا حوالہ دیتے ہیں:

”پھر وہ مبارک حالت کہاں رہی جس کا تم ذکر کرتے تھے؟ میں تمہاری گواہی دیتا ہوں کہ اگر ممکن ہوتا تو تم اپنی آنکھیں نکال کر مجھے دے دیتے۔“

وہ کہتے ہیں کہ پولس نے یہ اس لیے کہا کیونکہ گلتیہ کے لوگ اُس کی شدید آنکھوں کی بیماری سے اُسے بچانے کے لیے اتنی دور تک جانے کو تیار تھے۔ گلتیہ ایشیائے کوچک کا ایک صوبہ تھا۔ گلتیہ کے شہر اُستِره میں پولس کو انجیل کی منادی کرنے کی وجہ سے **سنگسار** کیا گیا اور مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا گیا۔ اس خوفناک سنگساری کے باوجود پولس اُٹھ کھڑا ہوا، اپنے ساتھی برنباس کے ساتھ گیا، اور اگلے دن تقریباً پندرہ میل پیدل چل کر **دریہ** پہنچا۔ اس کے بعد وہ دوبارہ اُستِره اور دو دیگر شہروں میں جا کر انجیل کی منادی کرنے لگا

(اعمال باب 14 آیات 19 تا 21)۔

جب پولس ان شہروں میں منادی کر رہا تھا تو وہ ابھی ابھی ایک شدید سنگساری سے گزرا تھا۔ اگرچہ وہ زندہ بچ گیا تھا، لیکن اُس کے جسم پر نیل، زخم اور کٹاؤ کے واضح نشان موجود تھے۔ پولس نے خود کہا:

”اب سے کوئی مجھے تکلیف نہ دے، کیونکہ میں اپنے جسم پر خداوند یسوع کے نشان لیے پھرتا ہوں۔ وہ زخم، وہ نشان، اور ایذا رسانی کے بیرونی ثبوت جو ظاہر کرتے ہیں کہ میں اُس کا ہوں“

(گلٹیوں باب 6 آیت 17)۔

پولس کو جو آنکھوں کی تکلیف ہوئی وہ کسی بیماری کے سبب نہیں بلکہ حال ہی میں ہونے والی اسی خوفناک سنگساری کا نتیجہ تھی۔

اب تک شاید آپ یہ سوچ رہے ہوں:

”ٹھیک ہے، کانٹا چاہے جو بھی تھا، مگر خدا نے ہی پولس کو فروتن رکھنے کے لیے اسے دیا ہوگا۔“

اس خیال میں کئی مسائل ہیں۔

پہلی بات—بائبل واضح طور پر کہتی ہے کہ وہ کانٹا خدا کی طرف سے نہیں بلکہ شیطان کی طرف سے آیا تھا۔

دوسری بات— **2 کرنتھیوں باب 12 آیت 7** کہتی ہے کہ وہ کانٹا اس لیے تھا کہ پولس کو **حد سے زیادہ بلند نہ کیا جائے**، نہ کہ صرف اسے غرور سے روکنے کے لیے۔

اب اس بات کو کچھ گہرائی سے سمجھتے ہیں۔ پولس کو خدا کی طرف سے نہایت حیرت انگیز اور عظیم مکاشفات حاصل ہوئے تھے

(2 کرنتھیوں باب 12 آیات 1 تا 4)۔

شیطان نہیں چاہتا تھا کہ پولس کو ملنے والے یہ مکاشفات لوگوں کے درمیان قبول کیے جائیں۔ اس لیے اُس نے ایک بدروحو فرشتہ—ایک گرا ہوا فرشتہ، ایک شیطانی وجود—پولس کو ستانے کے لیے بھیجا۔ یہ بات بالکل اُس بیان سے مطابقت رکھتی ہے جو ہمیں **اعمال کی کتاب** میں ملتا ہے۔ پولس کسی شہر میں جاتا، انجیل کی منادی کرتا، پھر کوئی شخص یا طاقت ہجوم کو بھڑکا دیتی، اور نتیجے میں پولس پر حملہ ہوتا، اسے قید کیا جاتا یا شہر سے نکال دیا جاتا

(اعمال باب 13 آیت 45؛ باب 14 آیات 2 تا 6؛ باب 19 آیات 21 تا 41)۔

شیطان ہمیشہ زندگی کی مشکلات کے ذریعے خدا کے کلام کو چرانے کی کوشش کرتا ہے۔

(ہم نے باب 3 میں شیطان کے کام کرنے کے طریقے پر گفتگو کی ہے۔)

پولس نے کہا کہ وہ کانٹا شیطان کی طرف سے آیا “تاکہ میں حد سے زیادہ بلند نہ کیا جاؤں۔”

یونانی زبان میں “بلند” کے لیے جو لفظ ہے وہ دو الفاظ سے مل کر بنا ہے — ہوپر جس کا مطلب ہے “اوپر”، اور ایرو جس کا مطلب ہے “اٹھانا”۔

خدا کے کلام سے حاصل ہونے والا علم کسی کو بھی — یہاں تک کہ پولس کو بھی — زندگی کی مشکلات اور چیلنجوں سے اوپر اٹھا سکتا ہے۔ شیطان نے پولس کو اوپر اٹھنے سے روکنے کے لیے، اسے فتح یاب ہونے سے روکنے کے لیے، جسم کے کانٹے کے ذریعے خدا کے کلام کو چرانے کی کوشش کی۔

لیکن شیطان کی یہ کوشش ناکام رہی۔ پولس نے جن بے شمار مشکلات کا سامنا کیا، انہیں اُس نے “ہلکی اور وقتی مصیبت” کہا۔ وہ اسے دبانے میں کامیاب نہ ہو سکیں۔ اُس نے کہا کہ وہ دیکھی جانے والی چیزوں پر نہیں بلکہ نہ دیکھی جانے والی چیزوں پر نگاہ رکھتا ہے

(2 کرنتھیوں باب 4 آیات 17 اور 18)۔

خدا کے کلام پر توجہ مرکوز کر کے — جو خدا کی پوشیدہ قدرت اور اس کی بادشاہی کو ظاہر کرتا ہے — پولس اپنی زندگی کی بہت سی آزمائشوں سے بلند ہو گیا۔

پولس کی اپنی گواہی یہ تھی:

“میرا خدا کا فضل میرے لیے کافی ہے۔

اُس کی قدرت میری کمزوری میں کامل ہوتی ہے”

(2 کرنتھیوں باب 12 آیت 9)۔

بہت سے لوگوں نے مجھ سے پوچھا ہے:

“اگر پولس کا کانٹا شیطان کا فرشتہ تھا تو جب پولس نے اسے ہٹانے کے لیے دعا کی تو خدا نے اسے کیوں نہیں ہٹایا؟”

جب پولس نے خدا سے کانٹا بٹانے کی درخواست کی تو وہ خدا سے ایسی چیز مانگ رہا تھا جس کا خدا نے کبھی وعدہ نہیں کیا تھا۔ خدا نے اس وقت شیطان کو ختم کر دینے کا کوئی وعدہ نہیں کیا ہے۔ بائبل کہتی ہے کہ شیطان اس دنیا کا خدا ہے اور یسوع کے دوبارہ آنے تک وہ اپنی سرگرمیاں جاری رکھے گا۔ اُس وقت تک خدا ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ہمارا دفاع کیا ہے — شیطان کا مقابلہ کرنا۔

”پس خدا کے تابع ہو جاؤ؛ اور شیطان کا مقابلہ کرو تو وہ تمہارے پاس سے بھاگ جائے گا“

(یعقوب باب 4 آیت 7)۔

خدا ہمیں یہ بھی بتاتا ہے کہ اُس کا فضل ہمارے لیے اور ہماری خاطر کافی ہے تاکہ شیطان جو کچھ بھی ہمارے راستے میں لائے ہم اُس کا مقابلہ کر سکیں۔

کیا دکھوں کے ذریعے کامل اور پاک کیا جانا؟

مسیحی دکھ کے تصور کو اکثر غلط سمجھ لیا جاتا ہے، کیونکہ بہت سے لوگ یہ مانتے ہیں کہ خدا ہمیں سکھانے، کامل کرنے اور پاک کرنے کے لیے مشکلات برداشت کرنے دیتا ہے۔ بعض اوقات مسیحی لوگ بنی اسرائیل کے بیابان کے تجربے کو مثال کے طور پر پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دکھ خداوند کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا تاکہ اُس کی قوم بڑھے اور بالغ ہو۔ لیکن جب ہم اُن کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل نے موعودہ ملک میں داخل ہونے سے انکار کر دیا تھا، اور اپنے بغاوت اور بے ایمانی کے باعث انہیں چالیس سال تک بیابان میں بھٹکنا پڑا

(گنتی باب 14 آیات 22 تا 35)۔

ان کا بیابان کا سفر کسی خاص مقصد کے لیے خدا کی طرف سے وہاں لے جانے کا نتیجہ نہیں تھا۔ درحقیقت بائبل بنی اسرائیل کے اس تجربے کی تعریف نہیں کرتی بلکہ ہمیں خبردار کرتی ہے کہ نہ ہم اُن کی مثال کی پیروی کریں اور نہ ہی اُن کے تجربے کو دہرائیں

(عبرانیوں باب 3 آیات 17 تا 19؛ باب 4 آیات 1 اور 2 تا 11)۔

خدا ہمیں اپنے روح کے وسیلہ سے، اپنے کلام کے ذریعے سکھاتا اور کامل کرتا ہے، نہ کہ دکھ یا مصیبتیں بھیج کر یا انہیں برداشت کروانے سے۔ روح القدس کلیسیا کا استاد ہے

(یوحنا باب 14 آیت 26)،

اور اُس کی تعلیم دینے کا ذریعہ خدا کا کلام ہے

(افسیوں باب 6 آیت 17)۔

”ہر ایک صحیفہ جو خدا کے الہام سے ہے تعلیم دینے اور الزام دینے اور اصلاح کرنے اور راستبازی میں تربیت کرنے کے لیے فائدہ مند بھی ہے، تاکہ خدا کا آدمی کامل بنے اور ہر ایک نیک کام کے لیے پوری طرح تیار ہو“
(2 تیمتھیس باب 3 آیات 16 اور 17)۔

خدا نے کلیسیا کو خدمت کے عطیے بھی دیے ہیں—رسول، نبی، مبشر، پاسبان اور استاد—
”تاکہ مقدس لوگ کامل کیے جائیں“
(افسیوں باب 4 آیات 11 تا 12)۔

جب یہ خدمت کے عطیے کلام کی منادی اور تعلیم دیتے ہیں تو روح القدس اُسی کلام کے ذریعے مقدسین کو کامل یا بالغ کرتا ہے۔

خدا ہمیں اپنے کلام کے ذریعے پاک کرتا ہے۔

”اے شوہرو! اپنی بیویوں سے محبت رکھو، جیسے مسیح نے بھی کلیسیا سے محبت کر کے اپنے آپ کو اُس کے لیے دے دیا، تاکہ وہ اُسے کلام کے وسیلہ سے پانی کے غسل کے ذریعے پاک اور مقدس کرے، اور اُسے اپنے لیے ایسی جلالی کلیسیا بنا کر پیش کرے جس میں نہ داغ ہو نہ شکن نہ کوئی ایسی بات، بلکہ وہ پاک اور بے عیب ہو“
(افسیوں باب 5 آیات 25 تا 27)۔

یسوع نے اپنے شاگردوں سے کہا:

”اب تم اُس کلام کے سبب سے جو میں نے تم سے کہا ہے پاک ہو“
(یوحنا باب 15 آیت 3)۔

غور کیجیے کہ آیت 2 کیا کہتی ہے:

”جو شاخ مجھ میں ہو کر پھل نہیں لاتی اُسے وہ کاٹ دیتا ہے؛ اور جو پھل لاتی ہے اُسے وہ چھانٹتا ہے تاکہ وہ اور بھی پھل لائے۔“

کچھ مسیحی سمجھتے ہیں کہ خدا ہمیں دکھوں کے ذریعے چھانٹتا یا پاک کرتا ہے تاکہ ہم اُس کے لیے زیادہ پھلدار ہوں۔ لیکن یسوع آیت 3 میں واضح کرتا ہے کہ اُس کے پیروکار اُس کے کلام کے ذریعے پاک کیے جاتے ہیں۔

”چھانٹنا“ اور ”پاک کرنا“—یہ دونوں الفاظ یونانی زبان میں دراصل ایک ہی لفظ سے ہیں۔ یسوع ہمیں اپنے کلام کے ذریعے پاک کرتا ہے۔

عبرانیوں باب 5 آیت 8 کا بھی کبھی کبھی حوالہ دیا جاتا ہے تاکہ یہ ثابت کیا جائے کہ یسوع نے دکھوں کے ذریعے فرمانبرداری سیکھی اور اس لیے ہمیں بھی دکھوں کے ذریعے سیکھنے کی توقع رکھنی چاہیے۔ وہاں لکھا ہے:

”اگرچہ وہ بیٹا تھا تو بھی اُس نے دکھ اٹھا کر فرمانبرداری سیکھی۔“

اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ یسوع باپ کی فرمانبرداری نہیں کرتا تھا اور اُسے فرمانبردار بننے کے لیے دکھ سہنے پڑے۔ بائبل کہتی ہے کہ یسوع ہر بات میں باپ کا کامل فرمانبردار تھا

(یوحنا باب 8 آیت 29)۔

تو پھر اس آیت کا مطلب کیا ہے؟

عبرانیوں باب 5 آیت 7 اس کا پس منظر بیان کرتی ہے:

”وہ اپنے جسمانی زندگی کے دنوں میں بلند آواز اور آنسوؤں کے ساتھ اُس سے دعائیں اور منتیں کرتا رہا جو اُسے موت سے بچا سکتا تھا، اور اُس کی خدا ترسی کے سبب اُس کی سنی گئی۔“

یہ آیت **گتسمنی کے باغ** میں یسوع کے تجربے کی طرف اشارہ کرتی ہے، جہاں اُس نے بڑی تکلیف کے ساتھ باپ سے دعا کی:

”اے میرے باپ، اگر ممکن ہو تو یہ پیالہ مجھ سے ہٹ جائے؛ تو بھی جیسے میں چاہتا ہوں ویسا نہیں بلکہ جیسے تو چاہتا ہے ویسا ہی ہو“

(متی باب 26 آیت 39)۔

بائبل کہتی ہے کہ یسوع نے اپنی انسانیت میں ہر بات میں ہماری طرح آزمائش جھیلی، پھر بھی وہ بے گناہ رہا۔ جیسے جیسے اُس کی صلیب کا وقت قریب آتا گیا اور وہ آنے والے شدید دکھوں سے پوری طرح واقف تھا، اُس کے سامنے یہ آزمائش تھی کہ وہ خدا کی مرضی چھوڑ دے اور صلیب پر جانے سے انکار کر دے۔ لیکن اُس نے باپ کی مرضی کے تابع ہو کر اس آزمائش پر فتح پائی۔

اسی تناظر میں بائبل کہتی ہے کہ یسوع نے جو دکھ سہے اُن کے ذریعے اُس نے فرمانبرداری سیکھی۔ یعنی یسوع نے ایک انسان کے طور پر یہ تجربہ کیا کہ بڑی قیمت ادا کر کے، یہاں تک کہ خود کو عظیم دکھ میں ڈال کر بھی، خدا کی فرمانبرداری کرنا کیا ہوتا ہے۔

عبرانیوں باب 5 آیت 8 کے بعض دیگر تراجم اس بات کو اور واضح کرتے ہیں:

”اگرچہ وہ بیٹا تھا، پھر بھی اُس نے جو کچھ سہا اُس کے ذریعے فرمانبرداری کا مطلب ثابت کیا۔“

بیسک انگلش نیو ٹیسٹامنٹ یوں کہتا ہے:

”جس تکلیف سے وہ گزرا اُس کے ذریعے اُسے یہ علم ہوا کہ خدا کے تابع ہونا کیا ہے۔“

یسوع کی زندگی ہمارے لیے ایک مثال ہے کہ ہمیں دکھ کو کیسے دیکھنا اور اُس کا سامنا کیسے کرنا ہے۔ جیسے یسوع نے بڑی قیمت ادا کر کے باپ کی فرمانبرداری کی، ویسے ہی ہمیں بھی اپنے آسمانی باپ کی فرمانبرداری کرنی ہے—چاہے اس کے لیے ہمیں اپنی خواہشات کا انکار ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

جب یسوع اپنے ستانے والوں کے ہاتھوں دکھ سہتا رہا تو اُس نے محبت سے جواب دیا اور اپنے آپ کو باپ کے حوالے کر دیا۔

”اسی کے لیے تو تم بلائے گئے ہو، کیونکہ مسیح نے بھی تمہارے لیے دکھ اٹھایا اور تمہیں ایک نمونہ چھوڑ گیا تاکہ تم اُس کے نقش قدم پر چلو۔ اُس نے نہ گناہ کیا اور نہ اُس کے منہ سے فریب کی بات نکلی۔ جب لوگ اُسے گالیاں دیتے تھے تو وہ بدلے میں گالی نہیں دیتا تھا؛ اور دکھ اٹھاتے وقت وہ دھمکی نہیں دیتا تھا بلکہ اپنے آپ کو اُس کے سپرد کرتا تھا جو راست انصاف کرتا ہے“

(1 پطرس باب 2 آیات 21 تا 23)۔

جب ہم ایذا رسانی برداشت کرتے ہیں تو ہمیں بھی یسوع کی طرح روح القدس کی مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے جواب دینا چاہیے۔

ممکن ہے آپ نے لوگوں کو یہ کہتے سنا ہو کہ جب ہم بیماری، درد، خراب ازدواجی زندگی، کمی اور زندگی کی دیگر منفی حالتیں برداشت کرتے ہیں تو یہی ہمارے ”اٹھانے کے صلیب“ ہیں۔ لیکن انسان کو بیماری، درد اور گناہ سے تباہ شدہ دنیا کے مختلف اثرات کو صلیب کے طور پر اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یسوع نے بیماری، درد اور گناہ کے تمام لعنتوں کو اپنی صلیب پر اٹھا لیا تاکہ ہمیں انہیں نہ اٹھانا پڑے۔

بائبل ضرور کہتی ہے کہ ہمیں اپنی صلیب اٹھانی ہے:

”اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو وہ اپنے آپ سے انکار کرے اور روزانہ اپنی صلیب اٹھا کر میرے پیچھے ہو لے“

(لوقا باب 9 آیت 23)۔

لیکن وہ صلیب کیا ہے جسے ہمیں اٹھانے کو کہا گیا ہے؟

یسوع کے لیے اُس کی صلیب دیگر باتوں کے ساتھ باپ کی مرضی کے لیے مکمل سپردگی کی جگہ تھی۔ اسی طرح آپ کی صلیب آپ کی زندگی کے لیے خدا کی مرضی کے سامنے مکمل سپردگی اور فرمانبرداری کی جگہ ہے۔

جب یسوع نے کہا، ”روزانہ اپنی صلیب اٹھاؤ“، تو وہ بیماری، درد اور مصیبت کی بات نہیں کر رہا تھا۔ وہ اپنے شاگردوں سے کہہ رہا تھا:

”اگر تم میرے پیچھے چلنا چاہتے ہو تو اپنی مرضی اور اپنے راستے سے انکار کرو اور اپنی زندگی کے ہر حصے میں روزانہ باپ کی مرضی کے لیے مکمل سپردگی کو چنو۔“

ہم دکھ اٹھائیں گے

تو پھر کیوں سچے، فرمانبردار اور مکمل طور پر سپرد شدہ مسیحی اکثر اپنے آپ کو مشکل حالات میں پاتے ہیں؟ اس سوال کے کئی جواب ہو سکتے ہیں، لیکن ان باتوں پر غور کیجیے۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ گناہ سے ملعون اس زمین پر زندگی مشکل ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی اس زندگی میں اپنے مقصد تک پہنچنے کے لیے آسان راستہ نہیں پاتا۔ اس لیے نہیں کہ خدا دکھ بھیج رہا ہے یا جان بوجھ کر انہیں ہونے دے رہا ہے، بلکہ اس لیے کہ ہم ایک ایسی دنیا میں رہتے ہیں جو گناہ کے باعث گہرائی سے متاثر ہو چکی ہے۔

راستہ مشکل ہو سکتا ہے کیونکہ اپنے مقصد تک پہنچنے کے لیے صرف ایک ہی راستہ ہوتا ہے، اور اس راستے میں زندگی کی غیر متوقع مشکلات بھی شامل ہوتی ہیں۔ بنی اسرائیل کے لیے مصر سے موعودہ سرزمین تک پہنچنے کا واحد راستہ **جزیرہ نما سینا** سے ہو کر جاتا تھا—ایک خشک اور پہاڑی علاقہ۔ اسرائیل کو اس سرزمین کی تمام مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔

راستہ ایذا رسانی کے باعث بھی مشکل ہو سکتا ہے۔ **شدرک، میسک اور عبدنگو** کو ایک ظالم بادشاہ نے آگ کی بھٹی میں اس لیے نہیں ڈلوا یا کہ خدا آگ کے ذریعے انہیں پاک کرنا چاہتا تھا، بلکہ اس لیے کہ انہوں نے جھوٹے دیوتا کی عبادت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔

راستہ اس لیے بھی مشکل ہو سکتا ہے کیونکہ بیابان میں ایسے لوگ ہوتے ہیں جنہیں ہماری مدد کی ضرورت ہوتی ہے، اور ہمیں ان کے پاس جا کر ان کی مدد کرنی پڑتی ہے۔ پولس بہت سی ایسی جگہوں پر گیا جہاں اسے سخت دکھ اٹھانا پڑا، مگر اس نے یہ اس لیے کیا تاکہ لوگوں کو تاریکی سے نکال کر مسیح کی روشنی میں لے آئے۔

راستہ ہماری اپنی غلطیوں کے باعث بھی مشکل ہو سکتا ہے۔ بنی اسرائیل اپنے بُرے فیصلوں، بے ایمانی اور نافرمانی کی وجہ سے بیابان میں تھے۔ اگر آپ بے ایمانی اور نافرمانی کے سبب کسی بیابانی تجربے میں ہیں تو توبہ کرنا اور وہاں سے نکلنا اپنی ترجیح بنا لیجیے۔ برسوں کے غلط فیصلے عموماً ایک اچھے فیصلے سے راتوں رات ختم نہیں ہو جاتے۔ حالات کو بدلنے کے لیے وقت درکار ہوتا ہے اور اچھے فیصلوں کی ایک مسلسل زنجیر کی ضرورت ہوتی ہے، مگر یہ کوشش یقیناً فائدہ مند ہوگی۔

جب آپ اپنے بیابانی تجربے سے باہر نکلیں تو اس بات کو یاد رکھیں: اسرائیل کے غلط فیصلوں نے انہیں بیابان میں پہنچا دیا، پھر بھی اُن کے فیصلوں کے باوجود خدا نے اپنی بھلائی اُن پر ظاہر کی۔ اُس نے باپ کی طرح اُن کی دیکھ بھال کی اور مسلسل اُن کی ضروریات پوری کرتا رہا۔

”بیابان میں... تُو نے دیکھا کہ خداوند تیرا خدا تجھے ویسے ہی اٹھائے پھرتا رہا جیسے کوئی باپ اپنے بیٹے کو اٹھائے پھرتا ہے، اُس سارے راستے میں جب تک تُو اس مقام تک نہ پہنچ گیا۔ خداوند تیرا خدا تیرے ہاتھوں کے سب کاموں میں تجھے برکت دیتا رہا؛ اس بڑے بیابان میں تیری مسافت پر اُس کی نظر رہی۔ ان چالیس برسوں میں خداوند تیرا خدا تیرے ساتھ رہا اور تجھے کسی چیز کی کمی نہ ہوئی“

(استثنا باب 1 آیت 31؛ باب 2 آیت 7)۔

ہاں، ہم مسیح کے لیے دکھ اٹھاتے ہیں—نیا عہد نامہ اس حقیقت کو واضح طور پر سکھاتا ہے۔ لیکن مسیحیوں کے سامنے آنے والے دکھ وہ ایذارسانی اور ذاتی قربانیاں ہیں جو خداوند کے لیے زندگی گزارنے کے فیصلے کے نتیجے میں آتی ہیں۔

زندگی کے منفی حالات—جیسے بیماری، مشکل تعلقات، درد، نقصان اور دیگر مشکلات—گناہ سے متاثر اس زمین پر زندگی کا حصہ ہیں، اور یہ چیلنج تمام لوگوں کو متاثر کرتے ہیں۔ مشکلات اور مصیبتیں گناہ سے ملعون زمین کی زندگی کا حصہ ہیں، لیکن ان میں سے کوئی بھی دکھ خدا کے ہاتھ سے نہیں آتا۔

جب ہم مسیح کے لیے زندگی گزارتے ہوئے اور انجیل کی منادی کرتے ہوئے دکھ کا سامنا کرتے ہیں، تو بائبل وعدہ کرتی ہے کہ ان وقتوں میں خدا قوت، طاقت اور نجات فراہم کرے گا۔ رسول پولس نے—ہر حالت میں—خدا کی مدد اور حفاظت کے اس وعدے کو رومیوں کے مسیحیوں کو لکھے گئے اپنے الفاظ میں یوں بیان کیا:

”کون ہمیں مسیح کی محبت سے جدا کرے گا؟ کیا مصیبت، یا تنگی، یا ایذارسانی، یا قحط، یا ننگائی، یا خطرہ، یا تلوار؟ جیسا لکھا ہے: تیری خاطر ہم دن بھر قتل کیے جاتے ہیں؛ ہم ذبح ہونے والی بھیڑوں کے برابر سمجھے جاتے ہیں۔ مگر ان سب باتوں میں ہم اُس کے وسیلہ سے جس نے ہم سے محبت کی، فتح مندوں سے بھی بڑھ کر ہیں“

(رومیوں باب 8 آیات 35 اور 37)۔

پولس نے یہ بھی لکھا:

”مگر تُو نے میری تعلیم، چال چلن، مقصد، ایمان، صبر، محبت، ثابت قدمی، اور وہ ایذارسانی اور مصیبتیں اچھی طرح جان لی ہیں جو انطاکیہ، اِکونیوم اور اُستِره میں مجھ پر آئیں؛ میں نے کیسی کیسی ایذارسانیاں برداشت کیں، مگر خداوند نے مجھے اُن سب سے چھڑا لیا“

(2 تیمتھیس باب 3 آیات 10 اور 11)۔



ہاں، لیکن تادیب، نظم و ضبط یا اصلاح کے بارے میں کیا؟

”اچھا، مان لیتے ہیں کہ خداوند ہمیں کامل بنانے کے لیے نہ تو ہمارے کندھوں پر صلیب رکھتا ہے اور نہ ہمیں دکھ سہنے پر مجبور کرتا ہے، لیکن اُس کی اصلاح اور نظم و ضبط کا کیا؟ کیا وہ کبھی ہمارے غلط کاموں کے سبب ہمیں سزا دینے کے لیے مشکلات نہیں بھیجتا تاکہ ہم بار بار وہی غلطیاں نہ کریں؟“ ان سوالات کا جواب ہم کیسے دیں؟

جی ہاں، بائبل یقیناً یہ کہتی ہے کہ خداوند اپنے بچوں کی خبرگیری کرتا ہے اور انہیں نظم و ضبط میں رکھتا ہے۔ پاک کلام میں اس کے لیے جو لفظ استعمال کیا گیا ہے وہ ہے ”تادیب“ —ایک ایسا لفظ اور تصور جسے اکثر غلط سمجھ لیا جاتا ہے۔ بہت سے لوگ یہ مانتے ہیں کہ خداوند کی تادیب کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہماری زندگی میں نظم و ضبط اور اصلاح پیدا کرنے کے لیے حادثات، کینسر جیسی بیماریاں یا دیگر دکھ بھری حالتیں بھیجتا ہے۔ لوگ اس طرح کی باتیں کہتے اور یقین کرتے ہیں: ”میرا ایکسیڈنٹ ہو گیا، یقیناً خداوند مجھے تادیب دے رہا ہے،“ یا ”میرے عزیز کو کینسر ہو گیا ہے، شاید خداوند اُسے تادیب دے رہا ہے۔“ لیکن نئے عہدنامہ میں تادیب کا مطلب یہ نہیں ہے۔

نئے عہدنامہ میں ”تادیب“ کے لیے جو یونانی لفظ استعمال ہوا ہے وہ پائیدیا ہے۔ درج ذیل آیات میں جہاں جہاں اصل زبان میں پائیدیا کا لفظ آیا ہے وہاں اس کے حقیقی مفہوم کو واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اعمال کی کتاب باب 7 آیت 22 میں لکھا ہے کہ ”موسیٰ مصریوں کی ساری حکمت میں تعلیم یافتہ ہوا۔“ افسیوں باب 6 آیت 4 میں کہا گیا ہے کہ باپ اپنے بچوں کو ”خداوند کی تعلیم اور نصیحت میں“ پرورش دیں۔ دوم تیمتھیس باب 3 آیت 16 میں لکھا ہے کہ تمام پاک نوشتہ تعلیم دینے، سمجھانے، اصلاح کرنے اور راستبازی میں تربیت دینے کے لیے فائدہ مند ہے۔ ططس باب 2 آیت 12 کہتا ہے کہ فضل ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ ہم بے دینی اور دنیوی خواہشوں سے انکار کریں اور اس زمانہ میں پرہیزگاری، راستبازی اور دینداری کے ساتھ زندگی بسر کریں۔ ان حوالوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تادیب کا مطلب ہے —تعلیم دینا، سکھانا، پرورش کرنا اور تربیت دینا— نہ کہ حادثات، بیماریاں یا سانحات بھیجنا۔ خداوند مشکل حالات بھیج کر ہمیں نظم و ضبط میں نہیں لاتا؛ بلکہ وہ اپنے کلام کے ذریعے ہمیں نظم و ضبط میں لاتا اور تادیب کرتا ہے۔

یہ بات یاد رکھیں کہ یسوع ہی خداوند ہے اور وہی ہمیں خداوند کو ظاہر کرتا ہے۔ یسوع خداوند کی مرضی کا زندہ اور عملی اظہار تھا، اس لیے ہم اُس کی زندگی کو دیکھ کر سمجھ سکتے ہیں کہ خداوند کس طرح نظم و ضبط کرتا

ہے۔ جب ہم یسوع کی زمینی خدمت کو دیکھتے ہیں تو ہمیں ایک بھی مثال ایسی نہیں ملتی جہاں اُس نے لوگوں کو سکھانے کے لیے انہیں بیمار کیا ہو یا اُن کی زندگی میں آفات آنے دی ہوں۔ جب یسوع کسی کے روئے سے ناخوش ہوتا تھا تو وہ فوراً اپنے الفاظ کے ذریعے انہیں بتا دیتا تھا۔ یسوع نے لوگوں کو اپنے کلام کے ذریعے تادیب دی، نظم و ضبط میں رکھا اور اصلاح کی۔ اگر یسوع نے اسی طرح لوگوں کو نظم و ضبط میں رکھا—اور یسوع کے کام ہمارے آسمانی باپ کے کاموں کو ظاہر کرتے ہیں—تو ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ باپ بھی اسی طرح لوگوں کو نظم و ضبط میں لاتا اور تادیب کرتا ہے۔ یسوع نے خود فرمایا کہ وہ وہی کرتا ہے جو وہ باپ کو کرتے ہوئے دیکھتا ہے۔

یسوع کے اس زمین سے آسمان پر اٹھانے جانے کے تقریباً ساٹھ برس بعد، وہ پتْمُس کے جزیرے پر جلاوطن اپنے شاگرد یوحنا کو رویا میں دکھائی دیا۔ اُس وقت یسوع نے یوحنا کو جو باتیں بتائیں وہی مکاشفہ کی کتاب بن گئیں۔ مکاشفہ میں یسوع نے ایشیائے کوچک میں موجود سات کلیسیاؤں کے لیے خاص ہدایات دیں۔ ان ہدایات—جنہیں عموماً ”خطوط“ کہا جاتا ہے—میں یسوع کی تعریف بھی تھی اور اصلاح بھی۔ جب آپ ان خطوط کو پڑھتے ہیں تو آپ دیکھتے ہیں کہ یسوع نے کلیسیاؤں اور اُن کے ارکان کی خبرگیری اپنے الفاظ کے ذریعے کی۔

یسوع نے ساتوں کلیسیاؤں کو دیے گئے اپنے پیغامات کا اختتام ان الفاظ کے ساتھ کیا: ”جن سے میں محبت رکھتا ہوں انہیں ملامت کرتا اور تادیب دیتا ہوں؛ پس سرگرم ہو اور توبہ کر“ (مکاشفہ باب 3 آیت 19)۔ ملامت کرنا اور تادیب دینا—یہ دونوں زبانی ہدایات ہیں۔ ملامت کرنے کا مطلب ہے غلطی کو ظاہر کرنا، سرزنش کرنا یا ناپسندیدگی ظاہر کرنا؛ اور تادیب دینے کا مطلب ہے تربیت دینا، تعلیم دینا، یا ہدایت کے ذریعے اصلاح اور نظم و ضبط قائم کرنا۔ جب یسوع نے یہ کہا تو وہ پہلے ہی ان کلیسیاؤں کو اپنے کلام کے ذریعے ملامت اور تادیب کر چکا تھا۔ باپ بھی ہمیں اپنے کلام کے ذریعے ملامت کرتا اور تادیب دیتا ہے۔ داؤد نے زبور باب 39 آیت 11 میں کہا: ”جب تُو کسی انسان کو بدی کے سبب ملامت کر کے اصلاح کرتا ہے۔“ زبور باب 94 آیت 12 کہتا ہے: ”مبارک ہے وہ انسان جسے تُو، اے یہوواہ، تادیب دیتا ہے اور اپنی شریعت سے سکھاتا ہے۔“

جب یسوع نے کہا، ”جن سے میں محبت رکھتا ہوں انہیں ملامت کرتا اور تادیب دیتا ہوں،“ تو اُس نے ملامت اور تادیب کو ساتھ ساتھ رکھا، کیونکہ یہ ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ ملامت اور تادیب کا مقصد ناقابل قبول رویوں کی نشاندہی کرنا اور انہیں ظاہر کرنا ہے تاکہ اُن کی اصلاح کی جا سکے۔ خداوند کی تادیب کا بُرے حالات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تادیب کا مطلب ہے تعلیم کے مقصد سے دیا گیا نظم و ضبط، اور یہ الفاظ کے ذریعے دیا جاتا ہے۔ جہاں تعلیم ہوتی ہے وہاں الفاظ کا ہونا ضروری ہے۔

اس بات کو اپنی روزمرہ زندگی میں سوچیں۔ اگر آپ کا کوئی بچہ غلط رویہ اختیار کرے اور آپ اسے تھپڑ مار دیں مگر یہ نہ بتائیں کہ اُس نے ایسا کیا کیا تھا جس کی وجہ سے آپ نے اسے مارا، تو کیا وہ کچھ سیکھے گا؟ کیا یہ مؤثر پرورش ہوگی؟ برگز نہیں۔ پھر بھی بہت سے لوگ خداوند پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ ایسے والدین کی طرح برتاؤ کرتا ہے جو بغیر کسی واضح وجہ کے اپنے بچوں کو سزا دیتے ہیں۔ جب کوئی مشکل آتی ہے تو وہ یہ سمجھ لیتے ہیں کہ خداوند انہیں تادیب دے رہا ہے۔ اکثر انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے کیا غلط کیا یا انہیں کیا بدلنا چاہیے، مگر وہ یقین کر لیتے ہیں کہ خداوند کسی ایسے عمومی سبب سے—جو صرف اُسی کو معلوم ہے—انہیں نظم و ضبط میں لا رہا ہے۔ اچھے زمینی والدین جب اپنے بچوں کو تادیب یا نظم و ضبط دیتے ہیں تو وہ انہیں بتاتے ہیں کہ انہوں نے کیا غلط کیا اور اسے کیسے درست کرنا ہے۔ دوسرے الفاظ میں، وہ انہیں تربیت دیتے اور تعلیم دیتے ہیں۔ بالکل اسی طرح خداوند، ہمارا باپ، ہمارے ساتھ سلوک کرتا ہے۔

کیا خداوند ہمیں سزا دیتا ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں، ”ہاں، لیکن کبھی کبھی خداوند کو ہمیں سزا دینا پڑتی ہے، جیسے کوئی انسانی باپ اپنے نافرمان بچے کو مارتا ہے۔“ اس عقیدہ کو ماننے والے لوگ اکثر عبرانیوں باب 12 آیات 5 سے 7 کا حوالہ دیتے ہیں: ”اور تم اس نصیحت کو بھول گئے ہو جو تم سے بیٹوں کی طرح کہی جاتی ہے۔ اے میرے بیٹے، خداوند کی تادیب کو حقیر نہ جان، اور جب وہ تجھے ملامت کرے تو ہمت نہ ہار؛ کیونکہ جس سے خداوند محبت رکھتا ہے اُس کی تادیب کرتا ہے، اور جس بیٹے کو وہ قبول کرتا ہے اُسے کوڑے بھی لگاتا ہے۔ اگر تم تادیب برداشت کرتے ہو تو خداوند تمہیں بیٹوں کی طرح سمجھتا ہے؛ کیونکہ کون سا بیٹا ہے جس کی تادیب باپ نہیں کرتا؟“ لیکن کسی بچے کو پیچھے سے تھپڑ مارنا اور کسی کو کینسر ہو جانا یا اُس کا گھر جل جانا—ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ کوئی بھی سمجھدار زمینی باپ اپنے بچے کو سبق سکھانے کے لیے ”کینسر“ یا ”کار حادثہ“ کے ذریعے سزا نہیں دے گا۔ یسوع نے ہمیں سکھایا کہ ہمارا آسمانی باپ سب سے بہترین زمینی باپ سے بھی کہیں زیادہ بہتر ہے۔

بائبل کی ہر آیت کی طرح، تادیب سے متعلق اس حوالے کو بھی ہمیں اُس کے سیاق و سباق میں پڑھنا چاہیے۔ یہ عبرانیوں کے خط کا حصہ ہے—ایک ایسا خط جو اُن یہودی مسیحیوں کو لکھا گیا تھا جو اپنے ایمان کے سبب ایذا رسانی برداشت کر رہے تھے اور دباؤ کی وجہ سے تھک چکے تھے۔ اُن میں سے بعض یہودیت کی طرف واپس لوٹ گئے تھے اور مسیح اور اُس کی قربانی کو رد کر چکے تھے، اور کچھ دوسرے لوگ بھی ایسا کرنے پر غور کر رہے تھے۔ یہ خط قارئین کو اصلاح اور تعلیم دینے اور انہیں یسوع کے ساتھ وفادار رہنے کی ترغیب دینے کے مقصد سے لکھا گیا تھا۔ مصنف بار بار یہ کہتا ہے، ”جو خداوند تم سے کہہ رہا ہے اُسے سنو۔ پیچھے نہ ہٹو۔“ خط کے آخر میں مصنف لکھتا ہے: ”اے بھائیو، میں تم سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے اس نصیحت کے کلام کو برداشت کرو، کیونکہ میں نے تمہیں مختصر طور پر لکھا ہے“ (عبرانیوں باب 13 آیت 22)۔ ”نصیحت کرنا“ کا مطلب ہے تنبیہ کرنا، غلطی کو ظاہر کرنا یا اصلاح کرنا—اور یہ سب کام الفاظ کے ذریعے ہوتے ہیں، نہ کہ حادثات اور سانحات کے ذریعے۔ دوسرے لفظوں میں، مصنف قارئین سے درخواست کرتا ہے کہ وہ خط میں دی گئی نظم و ضبط، اصلاح اور تعلیم—یعنی تادیب—کو قبول کریں۔

اب عبرانیوں باب 12 آیات 5 سے 7 کے چند اہم نکات پر غور کریں۔ آیت 5 کہتی ہے کہ قارئین خداوند کی تادیب کو حقیر نہ جانیں۔ یاد رکھیں، ”تادیب“ کے لیے جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ پائیدیا ہے، جسے نئے عہدنامہ میں دیگر مقامات پر ”تعلیم“ یا ”تربیت“ کے طور پر ترجمہ کیا گیا ہے۔ اگر ہم پوری آیت پڑھیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ یہی آیت تادیب کی تعریف بھی کرتی ہے: ”اے میرے بیٹے، خداوند کی تادیب کو حقیر نہ جان، اور جب وہ تجھے ملامت کرے تو ہمت نہ ہار۔“ ملامت الفاظ کے ذریعے کی جاتی ہے۔ اصل یونانی میں ”حقیر جاننا“ کا مطلب ہے ”ہلکا سمجھنا“—یعنی ”اے میرے بیٹے، خداوند کے نظم و ضبط کو ہلکا نہ سمجھ“ آپ اصلاح اور تعلیم کے الفاظ کو ہلکا لے سکتے ہیں یا نظر انداز کر سکتے ہیں، لیکن کوئی شخص کار حادثہ یا کینسر کو کیسے ”نظر انداز“ کر سکتا ہے؟

آیت 6 کہتی ہے کہ خداوند اپنے بیٹوں کی تادیب کرتا ہے اور انہیں کوڑے بھی لگاتا ہے۔ ”کوڑے لگانا“ کے لفظ کا مطلب ہے ”مارنا“ یا ”کوڑے سے پیٹنا“، اور نئے عہدنامہ میں اس کا استعمال لفظی اور علامتی دونوں معنوں میں ہوا ہے۔ یہاں یہ لفظ علامتی طور پر استعمال ہوا ہے۔ خداوند ہمیں اپنے کلام کے ذریعے ”کوڑے لگاتا“، ”مارتا“ یا ”جھنجھوڑتا“ ہے۔ یرمیاہ باب 23 آیت 29 میں لکھا ہے: ”خداوند فرماتا ہے، کیا میرا کلام آگ کی مانند نہیں ہے؟ اور کیا وہ اُس بٹھوڑی کی مانند نہیں جو چٹان کو توڑ ڈالتی ہے؟“ ہم میں سے زیادہ تر لوگوں نے اپنی زندگی میں کسی نہ کسی وقت خداوند کے کلام سے ”چوٹ“ کھائی ہے۔ کیا آپ نے کبھی کسی وعظ میں ایسا حوالہ سنا ہے جس نے آپ کی زندگی کے کسی ایسے پہلو کو ظاہر کر دیا ہو جسے بدلنے کی ضرورت تھی؟ اُس وقت واعظ کے الفاظ ایسے محسوس ہو سکتے ہیں گویا انہوں نے ہماری سانس روک دی ہو۔ یہی ہے—خداوند کے کلام کے ذریعے تادیب یا ”کوڑے لگانا۔“

آیت 7 میں مصنف قارئین کو تادیب کو برداشت کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ ”برداشت کرنا“ کا لفظی مطلب ہے ”نیچے ٹھہرے رہنا“ یا ”ٹٹے رہنا۔“ یاد رکھیں، یہ خط یہودی مسیحیوں کو اس لیے لکھا گیا تھا کہ وہ اُس ایذا رسانی کے باوجود جس کا وہ سامنا کر رہے تھے، خداوند کے ساتھ وفادار رہیں۔ اس خط کو حاصل کرنے والوں کے پاس یہ اختیار تھا کہ وہ اس میں دی گئی خداوند کی تعلیم اور اصلاح کو قبول کریں یا رد کر دیں۔ کیونکہ خداوند کی تادیب اُس کے کلام کے ذریعے آتی ہے، اس لیے ہم اسے قبول بھی کر سکتے ہیں اور رد بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن کوئی شخص کار حادثہ یا کینسر کو ”رد“ نہیں کر سکتا۔

عبرانیوں باب 12 آیات 8 سے 9 میں ہمیں ”تادیب“ کی ایک واضح تعریف ملتی ہے: ”اگر تم اُس اصلاح میں شریک نہیں جس میں سب بیٹھے شریک ہوتے ہیں تو تم ناجائز ہو اور بیٹھے نہیں۔ پھر جب ہمارے جسمانی باپ ہمیں تادیب دیتے تھے تو ہم اُن کا ادب کرتے تھے۔ تو کیا ہمیں روحوں کے باپ کے تابع ہو کر زندہ نہ رہنا چاہیے؟“ یہ حوالہ تادیب کو اصلاح کے طور پر بیان کرتا ہے۔ وہ اصلاح جو باپ اپنے بیٹوں کو دیتا ہے۔ آیت 9 خداوند کے نظم و ضبط کی واضح حد بھی مقرر کرتی ہے، جب وہ اس کا موازنہ انسانی باپ کے نظم و ضبط سے کرتی ہے۔ کون سا زمینی باپ اپنے بچے کو بیماری یا سانحات کے ذریعے نظم و ضبط میں لائے گا؟ کون سا باپ اپنے بچے کو برسوں تک دکھ میں رکھے گا اور اسے یہ بھی نہ بتائے گا کہ یہ سب کیوں ہو رہا ہے؟ اگر زمینی والدین اپنے بچوں کے ساتھ درست سلوک کرنا جانتے ہیں تو ہمارا آسمانی باپ اس سے کہیں زیادہ بہتر جانتا ہے۔ اگر آپ اپنے بچے کو نظم و ضبط میں لانے کے لیے مشکلات اور سانحات پیدا نہیں کریں گے تو خداوند بھی ایسا نہیں کرتا۔

نافرمانی کے نتائج ہوتے ہیں

ان تمام باتوں میں میں یہ نہیں کہہ رہی کہ گناہ اور نافرمانی کے کوئی جسمانی نتائج نہیں ہوتے۔

رومیوں باب 6 آیت 23 کہتا ہے کہ گناہ کی مزدوری موت ہے۔ جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو موت اُس کی زندگی میں کام کرنے لگتی ہے۔ بائبل بہت واضح طور پر سکھاتی ہے کہ اگر ہم جسم کے مطابق ہوتے ہیں تو فساد کاٹیں گے (گلتیوں باب 6 آیت 8)۔ اگر ہم خداوند کی تادیب یعنی اُس کی تعلیم اور اصلاح کا جواب نہیں دیتے، اپنے رویے کو درست نہیں کرتے اور اُس کے کلام کی فرمانبرداری نہیں کرتے تو ہمیں اپنی نافرمانی کے نتائج بھگتنا پڑیں گے۔

اس کی ایک مثال ہمیں 1 کرنتھیوں باب 11 آیات 30 سے 32 میں ملتی ہے، جو نئے عہدنامہ میں واحد مقام ہے جہاں بیماری کا ذکر تادیب کے تناظر میں کیا گیا ہے: ”اسی سبب تم میں بہت سے کمزور اور بیمار ہیں، اور بہت سے سو بھی گئے ہیں۔ اگر ہم اپنے آپ کو جانچتے تو سزا نہ پاتے۔ لیکن جب خداوند ہمیں سزا دیتا ہے تو وہ ہمیں تادیب دیتا ہے تاکہ ہم دنیا کے ساتھ مجرم نہ ٹھہرائے جائیں۔“ اگر ہم اس پورے حصے کا مطالعہ کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ پولس کرنتھس کی کلیسیا کو اس بات پر ملامت کر رہا تھا کہ وہ خداوند کے عشائے ربانی کو کس طرح منا رہے تھے۔ کرنتھی لوگ عشائے ربانی کے اصل مقصد کو نہیں سمجھ رہے تھے۔ عشائے ربانی کا مقصد یہ تھا کہ وہ ”خداوند کی موت کو اس وقت تک ظاہر اور اعلان کرتا رہے جب تک وہ پھر نہ آئے“ (1 کرنتھیوں باب 11 آیت 26)۔ لیکن کرنتھی اس مقدس اجتماع میں جھگڑا، نشہ بازی اور شکم پرستی کر رہے تھے۔

پولس نے اُن کی اس بے حرمتی کے سبب عشائے ربانی کی رسم کے بارے میں انہیں سختی سے ملامت کیا۔ آیت 27 میں اُس نے کہا: ”پس جو کوئی اس روٹی کو نالائق طریقے سے کھائے یا خداوند کے اس پیالے میں سے پئے وہ خداوند کے بدن اور خون کا قصور وار ٹھہرے گا۔“ یونانی زبان میں ”نالائق طریقے سے“ کا مطلب ہے ”بے ادبی کے ساتھ“ اُن کی یہی بے ادبی اور صلیب پر یسوع کی قربانی کی اہمیت کو نہ پہچاننا۔ اسی کے باعث بیماری اور

موت کی صورت میں عدالت آئی: ”کیونکہ جو کوئی کھاتا اور پیتا ہے اور خداوند کے بدن کو نہ پہچان کر کھاتا پیتا ہے وہ اپنے اوپر سزا لاتا ہے“ (1 کرنتھیوں باب 11 آیت 29)۔

کیا خداوند نے کرنتھیوں کو تادیب دینے کے لیے انہیں بیمار کیا؟ نہیں۔ خداوند کسی کو بیمار نہیں کرتا۔ یسوع خود ہمیں یہ بات واضح طور پر دکھاتا ہے۔ کرنتھیوں نے اپنی بے ادبی کے ذریعے شفا اور زندگی کے سرچشمہ—مسیح کی صلیب—کو حقیر جانا۔ اس کے نتیجے میں انہوں نے مسیح کی قربانی کی قدر و قیمت کو نہ پہچاننے اور نہ ماننے کے نتائج کا تجربہ کیا۔ یہ بیماری اور موت مکمل طور پر روکی جا سکتی تھی۔ پاک کلام کے مطابق کرنتھی اپنے آپ کو جانچ سکتے تھے، توبہ کر سکتے تھے اور اُس بیماری اور موت سے بچ سکتے تھے جس کا وہ سامنا کر رہے تھے: ”اگر ہم اپنے آپ کو جانچتے تو سزا نہ پاتے“ (1 کرنتھیوں باب 11 آیت 31)۔

انسان کے پاس واقعی آزاد مرضی ہے، اور ہر انتخاب کے ساتھ اُس کے نتائج وابستہ ہوتے ہیں۔ جب کسی انتخاب سے منفی نتائج پیدا ہوئے تو خداوند نے مداخلت نہیں کی۔ اُس نے انہیں اپنے گناہ کا پھل کاٹنے دیا تاکہ وہ دنیا کے ساتھ مجرم قرار نہ پائیں۔ یہ اُن کے گناہ کی سنگینی کو ظاہر کرتا ہے۔ اپنے اعمال کے ذریعے وہ خداوند کی موت—جو اُن کی نجات کا واحد ذریعہ تھی—کو حقیر ٹھہرا رہے تھے۔ خداوند نے انہیں اُن کے گناہ کے نتائج کا تجربہ کرنے دیا، اس امید کے ساتھ کہ وہ توبہ کی طرف آئیں۔ یہ تصویر اُس تصور سے بالکل مختلف ہے جس میں کہا جاتا ہے کہ خداوند کسی ایسے عمومی مقصد کے لیے—جو صرف اُسی کو معلوم ہو—ہماری زندگی میں بیماری اور بُرے حالات کی منصوبہ بندی کر کے ہمیں تادیب دیتا ہے۔



خداوند ہمیں درست کرنے اور تعلیم دینے کے لیے اپنے کلام کے ذریعے ہی نظم و ضبط میں لاتا اور تادیب کرتا ہے۔ اگر خداوند آپ کو نظم و ضبط میں لا رہا ہے تو آپ واضح طور پر جان سکیں گے کہ مسئلہ کیا ہے اور اسے کیسے درست کرنا ہے—اور یہ سب اُس کے کلام کے ذریعے ہوگا۔ یہ نہایت ضروری ہے کہ ہمارے پاس اس بات کی درست سمجھ ہو کہ خداوند ہمیں کس طرح تادیب دیتا ہے، تاکہ ہم زندگی کا سامنا اس پختہ یقین کے ساتھ کر سکیں کہ خداوند اچھا ہے... اور اچھائی واقعی اچھائی ہی ہوتی ہے۔



ہاں، لیکن خدا کی آزمائشوں کے بارے میں کیا؟

لوگ کبھی کبھی مجھ سے اُن آزمائشوں اور مشکلات کے بارے میں بات کرتے ہیں جن کے بارے میں وہ سمجھتے ہیں کہ خداوند نے انہیں اُن کی زندگی میں اس لیے بھیجا ہے تاکہ اُن کا ایمان پرکھا جائے، مضبوط بنایا جائے اور انہیں صبر سکھایا جائے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آزمائشیں اور مشکلات خداوند کی طرف سے نہیں آتیں۔ مجھے آپ کو باب 3 میں ہونے والی گفتگو کی یاد دلانے دیجیے۔ آزمائشیں اور مصیبتیں اُس زمین پر زندگی کا حصہ ہیں جو گناہ سے بری طرح متاثر ہو چکی ہے، اور بالآخر اُن کا سرچشمہ شیطان ہے—جو ساری مخلوق میں پہلا باغی تھا۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ شیطان آزمائشوں، مصیبتوں، دکھوں اور ایذا رسانی کے ذریعے ہمارے اندر سے خداوند کے کلام کو چرانے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر ان باتوں میں سے کوئی بات آپ کے لیے واضح نہ ہو تو اس باب کو آگے پڑھنے سے پہلے باب 3 کو دوبارہ پڑھنا مفید ہوگا۔ ہاں، خداوند ہمیں آزماتا ہے، ہمیں قوت بخشتا ہے اور ہمیں صبر سکھاتا ہے، لیکن وہ یہ سب اپنے کلام کے ذریعے اور اپنے اُس روح کے ذریعے کرتا ہے جو ہمارے اندر سکونت کرتا ہے۔

کیا آزمائشوں کے ذریعے قوت حاصل ہوتی ہے؟

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی کے طوفان ہمیں مضبوط اور طاقتور بنانے کے لیے بھیجے جاتے ہیں۔ متی باب 7 آیات 24 سے 27 میں یسوع نے دو گھروں کی مثال دی جنہیں ایک شدید آندھی نے گھیر لیا تھا۔ ایک گھر اس آندھی میں تباہ ہو گیا اور دوسرا گھر قائم رہا۔ وہی ایک آندھی دونوں گھروں پر آئی، لیکن اس کا اثر دونوں پر بالکل مختلف تھا۔ اگر آندھیاں ہمیں مضبوط بنانے کے لیے ہوتیں تو پھر ایک گھر کیوں گر گیا؟ زندگی کی مشکلات اپنے آپ میں ہمارے لیے بھلائی نہیں لاتیں۔ زندگی کے چیلنج بہت سے لوگوں کو—یہاں تک کہ مسیحیوں کو بھی—تباہ کر دیتے ہیں۔

یسوع کے مطابق جو گھر آندھی میں قائم رہا وہ چٹان پر بنا ہوا تھا، اور جو گر گیا وہ ریت پر بنا تھا۔ یسوع اُس شخص کو ریت پر بنے گھر سے تشبیہ دیتا ہے جو خداوند کے کلام کو سنتا تو ہے مگر اُس پر عمل نہیں کرتا۔ ایسا شخص زندگی کے طوفانوں کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اس کے برعکس جو شخص خداوند کے کلام کو سنتا اور اُس پر عمل کرتا ہے وہ اُس گھر کی مانند ہے جو چٹان پر بنا ہوا اور آندھی کا مقابلہ کرنے کے لیے پوری طرح مضبوط ہو۔

خداوند ہمیں مضبوط بنانے کے لیے ہماری زندگی میں طوفان—یعنی تباہ کن حالات—نہیں بھیجتا۔ زندگی کی آزمائشوں اور مصیبتوں کو برداشت کرنے کی قوت خداوند کے کلام کو سننے اور اُس پر عمل کرنے سے آتی ہے۔ امثال باب 24 آیت 3 کہتی ہے: ”حکمت سے گھر تعمیر ہوتا ہے اور فہم سے وہ قائم رہتا ہے۔“ زندگی کے طوفانوں کا سامنا کرنے کے لیے حکمت اور سمجھ خداوند کے کلام سے ہی ملتی ہے۔ مشکل وقت میں فتح حاصل کرنے کی قوت بھی خداوند کے کلام سے آتی ہے۔ ”اے جوانو، میں تمہیں اس لیے لکھتا ہوں کہ تم زور آور ہو اور خداوند کا کلام تم میں قائم رہتا ہے اور تم اُس شریر پر غالب آ چکے ہو“ (1 یوحنا باب 2 آیت 14)۔

اپنے ایک سفر کے دوران پولس تھسلنیک کے شہر گیا اور وہاں خوشخبری کی منادی کی۔ بہت سے لوگ مسیح پر ایمان لے آئے۔ لیکن صرف چند ہفتوں کے بعد وہاں سخت ایذا رسانی شروع ہو گئی اور پولس کو شہر چھوڑنا پڑا۔ پولس کو اپنے نئے ایمان لانے والوں کی فکر تھی، اس لیے اُس نے اپنے ساتھی تیمتھیس کو دوبارہ شہر بھیجا تاکہ وہ نئے مسیحیوں کی خبرگیری کرے۔ ”اور ہم نے تیمتھیس کو، جو ہمارا بھائی اور مسیح کی خوشخبری میں خداوند کا خادم ہے، تمہارے پاس اس لیے بھیجا کہ وہ تمہیں ایمان میں مضبوط اور قائم کرے اور تمہیں تسلی دے، تاکہ ان مصیبتوں اور مشکلات کے سبب تم میں سے کوئی بھی متزلزل نہ ہو“ (1 تھسلنیکوں باب 3 آیات 2 اور 3)۔ پولس نے تیمتھیس کو اس لیے بھیجا کہ وہ تھسلنیکوں کے ساتھ خداوند کا کلام بانٹے، کیونکہ وہ جانتا تھا کہ مشکلات اور آزمائشوں کے درمیان لوگوں کو مضبوط کرنے والی چیز خداوند کا کلام ہی ہے۔

پولس یہ بھی جانتا تھا کہ تھسلنیکوں پر آنے والی ایذا رسانی، اگر وہ اس کا درست جواب نہ دیتے، تو انہیں تباہ کر سکتی تھی۔ اُس نے یہ نہیں کہا، ”حوصلہ رکھو، یہ آزمائشیں تمہیں زیادہ مضبوط بنا دیں گی۔“ پولس اچھی طرح جانتا تھا کہ اُن کی مصیبتوں کے پیچھے شیطان کام کر رہا ہے اور وہ اُن کے اندر سے خداوند کے کلام کو چرانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اسی لیے اُس نے لکھا: ”اسی سبب جب میں اور زیادہ برداشت نہ کر سکا تو میں نے تمہارے ایمان کا حال معلوم کرنے کے لیے بھیجا، کیونکہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں آزمانے والے (شیطان) نے تمہیں کسی طرح نہ بہکا دیا ہو اور ہماری محنت بے فائدہ نہ ہو جائے“ (1 تھسلنیکوں باب 3 آیت 5)۔

پولس سمجھتا تھا کہ ہمیں قوت بیرونی حالات سے نہیں بلکہ خداوند کے اندرونی کام سے ملتی ہے—اُس کے روح کے ذریعے اور اُس کے کلام کے وسیلہ سے۔ ایک اور موقع پر پولس نے افسس کے مسیحیوں کے لیے دعا کی کہ خداوند ”اپنی جلال کی دولت کے مطابق تمہیں اپنے روح کے وسیلہ سے اندرونی انسان میں قوت کے ساتھ مضبوط کرے“ (افسیوں باب 3 آیت 16)۔ پولس نے کلیسیا کی کلیسیا کے لیے بھی دعا کی: ”تاکہ تم اُس کی جلالی قدرت کے مطابق ہر طرح کے صبر اور برداشت کے لیے قوت پاؤ“ (کلیسیوں باب 1 آیت 11)۔ اگر آزمائشیں ہی قوت لانے والی ہوتیں تو پولس ان لوگوں کے لیے یہ دعا کرتا کہ خداوند انہیں مضبوط کرنے کے لیے مصیبتیں بھیجے۔ لیکن اُس نے ایسا نہیں کیا؛ اُس نے دعا کی کہ خداوند انہیں اپنے اندر بسنے والے روح کے ذریعے قوت دے۔

خداوند ہمیں مضبوط بنانے کے لیے آزمائشیں نہیں بھیجتا۔ وہ چاہتا ہے کہ ہم اُس کے کلام، اُس کے روح اور اُس کی قدرت کے ذریعے اندر سے مضبوط ہوں، تاکہ ہم زندگی کی آزمائشوں سے فتح مند ہو کر نکل سکیں۔

ہمارے ایمان کی آزمائش

کچھ لوگ پوچھ سکتے ہیں، ”پھر ہمارے ایمان کی آزمائش کا کیا؟ اگر آزمائشیں نہیں آئیں تو خداوند ہمارے اُس پر بھروسہ کو کیسے پرکھتا ہے؟“ یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ خداوند کی آزمائش اُس کا کلام ہے۔ یسوع—جو خود

خداوند ہے اور خداوند کی مرضی کو ظاہر کرتا ہے۔ ہمیں یہی دکھاتا ہے۔ جب یسوع زمین پر تھا تو اُس نے اپنے شاگردوں کی آزمائش اپنے کلام کے ذریعے لی۔ یوحنا باب 6 آیات 5 سے 14 میں لکھا ہے کہ ایک بہت بڑی بھیڑ یسوع کے پیچھے چل رہی تھی اور اُن کے پاس کھانے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ بھیڑ کو روٹی اور مچھلیاں بڑھا کر کھلانے سے پہلے یسوع نے اپنے شاگرد فلپس سے پوچھا، ”ہم ان لوگوں کے کھانے کے لیے روٹی کہاں سے خریدیں؟“ اور اُس نے یہ صرف اُسے آزمانے کے لیے کہا، کیونکہ وہ خود جانتا تھا کہ وہ کیا کرنے والا ہے (آیات 5 اور 6)۔ یسوع نے یہ سوال فلپس سے اس لیے کیا کہ اُسے اور دوسرے شاگردوں کو یہ موقع ملے کہ وہ اس صورتحال میں یہ ایمان ظاہر کریں کہ خداوند اُن کی ضرورت پوری کرے گا۔ یسوع نے فلپس کی آزمائش اپنے کلام کے ذریعے کی۔

اپنی خدمت کے اس مرحلے تک یسوع پہلے ہی بہت کچھ سکھا چکا تھا۔ ایک ایسے آسمانی باپ کے بارے میں جو اپنے لوگوں سے محبت کرتا ہے، اُن کی فکر کرتا ہے اور اُن سب کی جسمانی ضروریات پوری کرتا ہے جو پہلے خداوند کی بادشاہی اور اُس کی راستبازی کو تلاش کرتے ہیں (متی باب 6 آیات 25 سے 33)۔ یسوع کی آزمائش خود وہ صورتحال نہیں تھی بلکہ اُس صورتحال میں خداوند کا کلام تھا۔ سوال یہ تھا کہ کیا وہ اپنی آنکھوں سے دیکھی اور اپنے احساسات سے محسوس کی جانے والی باتوں کے باوجود خداوند کے وعدے پر ایمان رکھیں گے۔ آج بھی خداوند کی آزمائش ہمارے لیے یہی ہے: کیا ہم جو کچھ دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں اُس کے باوجود اُس کے کلام پر ایمان رکھیں گے؟

آئیے خداوند کی آزمائش کی چند اور مثالیں دیکھیں۔ بائبل کہتی ہے کہ خداوند نے ابراہیم کو آزمایا۔ ”ان واقعات کے بعد خداوند نے ابراہیم کو آزمایا“ (پیدائش باب 22 آیت 1)۔ آگے پڑھنے پر ہم دیکھتے ہیں کہ خداوند نے ابراہیم سے کہا کہ وہ اپنے بیٹے اسحاق کو قربان کرے۔ خداوند نے ابراہیم سے اسحاق کو اس لیے نہیں مانگا کہ وہ دیکھے کہ ابراہیم کیسا ردِ عمل دکھائے گا۔ جیسا کہ بہت سے لوگ خداوند کی آزمائش کو سمجھتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ خداوند لوگوں سے اُن کی عزیز چیزیں چھین لیتا ہے تاکہ اُن کا ردِ عمل دیکھے۔ لیکن پاک کلام واضح طور پر بتاتا ہے کہ ابراہیم کی آزمائش خداوند کا کلام تھا۔ ”کیا تُو میری فرمانبرداری کرے گا؟“ ”کیا تُو وہی کرے گا جو میں تجھ سے کہہ رہا ہوں؟“

آپ سوچ سکتے ہیں، ”جب خداوند پہلے ہی جانتا تھا کہ ابراہیم کیا کرے گا تو اُسے آزمانے کی کیا ضرورت تھی؟“ خداوند کو ابراہیم کو آزمانے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ خداوند کے کردار کے بارے میں پاک کلام جو کچھ کہتا ہے۔ کہ وہ اچھا ہے اور اچھائی کا مطلب واقعی اچھائی ہی ہے۔ اس کی بنیاد پر ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اس موقع سے فائدہ ابراہیم ہی کو ہوا، کیونکہ اُسے خداوند کے کلام کی فرمانبرداری کر کے اپنے ایمان کو ظاہر کرنے کا موقع ملا۔ ابراہیم کو اس قدر یقین تھا کہ اسحاق وہی بیٹا ہے جس کا وعدہ خداوند نے اُس سے کیا تھا کہ ”اُس نے یہ سمجھا کہ اگر اسحاق مر بھی جائے تو خداوند اُسے مردوں میں سے زندہ کر سکتا ہے“ (عبرانیوں باب 11 آیت 19)۔

پرانے عہدنامہ کے بہت سے واقعات اور اشخاص یسوع اور صلیب پر اُس کے کام کی جھلک ہیں۔ ابراہیم کا اپنے اکلوتے بیٹے کو قربان کرنے کا واقعہ بھی انہی میں سے ایک ہے۔ ابراہیم اپنے بیٹے سے محبت کرتا تھا، پھر بھی وہ اُسے قربان کرنے کے لیے تیار تھا۔ بالکل اسی طرح جیسے خداوند باپ نے اپنے بیٹے یسوع سے محبت کی اور پھر بھی انسانیت کو مخلصی دینے کے لیے اُسے قربان کرنے کے لیے تیار ہوا۔ ”اُس نے یہ سمجھا کہ خداوند مردوں کو بھی زندہ کرنے پر قادر ہے؛ اور اسی لیے اُس نے اسحاق کو گویا مردوں میں سے واپس پا لیا“ (عبرانیوں باب 11 آیت 19)۔ اسحاق مسیح کی علامت تھا اور اُس کی قربانی کلوری پر یسوع کی قربانی کی تصویر تھی۔ جب ابراہیم نے اسحاق سے کہا کہ وہ قربانی چڑھانے جا رہے ہیں تو بیٹے نے پوچھا کہ قربانی کے لیے برّہ کہاں سے آئے گا۔ ابراہیم نے جواب دیا، ”اے میرے بیٹے، خداوند خود سوختنی قربانی کے لیے برّہ مہیا کرے گا“ (پیدائش باب 22 آیت 8)۔ اگرچہ اُس دن خداوند نے ابراہیم اور اسحاق کے لیے ایک مینڈھا مہیا کیا، لیکن ابراہیم

دراصل مستقبل میں آنے والے خداوند کے اکلوتے بیٹے—یسوع—کے بارے میں بات کر رہا تھا، جسے باپ انسانوں کے گناہوں کے لیے قربانی کے برہ کے طور پر دے گا۔

پاک کلام یہ بھی کہتا ہے کہ خداوند نے یوسف کو اپنے کلام کے ذریعے آزمایا۔ ”اُس نے اُن کے آگے ایک آدمی بھیجا، یعنی یوسف، جو غلام کے طور پر بیچا گیا۔ اُس کے پاؤں بیڑیوں سے دکھائے گئے اور وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑا گیا—جب تک اُس کا کہا ہوا پورا نہ ہوا؛ خداوند کے کلام نے اُسے آزمایا“ (زبور باب 105 آیات 17 سے 19)۔ خداوند نے یوسف سے عظمت کا وعدہ کیا تھا، لیکن وہ وعدہ اُس وقت ناکام ہوتا ہوا دکھائی دیا جب اُس کے بھائیوں نے اُسے غلامی میں بیچ دیا اور جھوٹے الزام کی وجہ سے وہ قیدخانے میں ڈال دیا گیا (پیدائش باب 37 اور 50)۔ خداوند کی آزمائش وہ تکلیف دہ حالات نہیں تھے جن سے یوسف گزرا۔ آزمائش یہ تھی: کیا یوسف اُن ناممکن نظر آنے والے حالات—غلامی اور قید—کے باوجود بھی خداوند کے وعدے پر ایمان قائم رکھے گا؟ بالکل اسی طرح خداوند کی آزمائش ہمارے لیے بھی حالات نہیں ہیں؛ اُس کی آزمائش ہمارے حالات کے درمیان اُس کا کلام ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ہم جو کچھ دیکھتے ہیں، جو محسوس کرتے ہیں اور جو تجربہ کرتے ہیں اُن سب کے باوجود خداوند کے کہے ہوئے پر ایمان رکھیں گے اور اُس کی فرمانبرداری کریں گے؟

کیا آزمائشیں ہمیں صبر سکھاتی ہیں؟

بہت سے مسیحی یہ مانتے ہیں کہ خداوند ہمیں صبر سکھانے کے لیے آزمائشیں بھیجتا ہے۔ میں نے نیک نیتی سے بات کرنے والے مسیحیوں کو یہ کہتے سنا ہے: ”جو بھی کرو، صبر کے لیے دعا مت کرنا؛ اگر تم کرو گے تو خداوند تمہاری زندگی میں مشکل حالات اور مشکل لوگوں کو بھیج دے گا تاکہ تمہیں زیادہ صابر بنا سکے۔“ ذرا سوچیں—ہم سب کسی نہ کسی قسم کی آزمائشوں اور مشکلات سے گزرتے ہیں۔ اگر آزمائشیں ہی ہمیں صابر بناتی ہوتیں تو کیا ہم سب صابر نہ ہوتے؟

بائبل کے مطابق آزمائشیں صبر پیدا نہیں کرتیں؛ وہ ہمیں صبر کو استعمال کرنے کا موقع دیتی ہیں۔ صبر روح کا پہل ہے جو ہر نئے جنم پانے والے مسیحی کی نئی زندگی پانے والی روح میں موجود ہوتا ہے (گلتیوں باب 5 آیات 22 اور 23)۔ یہ ایک روحانی قوت ہے جو ہمیں زندگی کے چیلنجوں کے درمیان برداشت کرنے اور ثابت قدم رہنے کے قابل بناتی ہے۔ مشکلات، آزمائشیں اور مصیبتیں ہمیں اُس صبر کو استعمال کرنے اور ظاہر کرنے کا موقع دیتی ہیں جو پہلے ہی ہمارے اندر موجود ہے، تاکہ ہم قائم رہیں اور اُس وقت تک مضبوط کھڑے رہیں جب تک اپنی صورتحال میں فتح نہ دیکھ لیں۔ یعقوب باب 1 آیات 2 اور 3 کہتی ہیں: ”اے میرے بھائیو، جب تم طرح طرح کی آزمائشوں میں پڑو تو اسے بڑی خوشی کی بات سمجھو؛ کیونکہ یہ جان لو کہ تمہارے ایمان کی آزمائش سے صبر پیدا ہوتا ہے۔“

صبر کو جسمانی ورزش سے تشبیہ دیجیے۔ ورزش پٹھے پیدا نہیں کرتی بلکہ اُن پٹھوں کو استعمال کرنے اور مضبوط بنانے کا موقع دیتی ہے جو پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح آزمائشیں صبر پیدا نہیں کرتیں؛ وہ اُس صبر کو استعمال کرنے اور مضبوط کرنے کا موقع دیتی ہیں جو نئے جنم کے باعث ہمارے اندر پہلے سے موجود ہے۔

خداوند راستبازوں کو پرکھتا ہے

شاید آپ سوچ رہے ہوں، ”زبور باب 11 آیت 5 کا کیا مطلب ہے جہاں لکھا ہے کہ خداوند راستبازوں کو پرکھتا ہے؟“ یہ آیت اُس دعا کا حصہ ہے جو داؤد نے اُس وقت کی تھی جب بادشاہ ساؤل اُسے ہلاک کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ نہ صرف داؤد کی جان خطرے میں تھی بلکہ اُس پر یہ جھوٹا الزام بھی لگایا جا رہا تھا کہ وہ ساؤل کا تخت چھیننا چاہتا ہے۔

داؤد نے اپنی دعا کی ابتدا اس اعلان سے کی کہ حالات چاہے کتنے ہی بُرے کیوں نہ دکھائی دیں، ”میں یہوواہ پر بھروسا رکھتا ہوں... یہوواہ اپنے مقدس بیکل میں ہے، یہوواہ کا تخت آسمان پر ہے“ (زبور باب 11 آیات 1 سے 4)۔ اس کے بعد داؤد نے اعلان کیا کہ خداوند ہر بات سے واقف ہے: ”اُس کی آنکھیں دیکھتی ہیں، اُس کی پلکیں بنی آدم کو جانچتی ہیں؛ یہوواہ راستبازوں کو پرکھتا ہے“ (زبور باب 11 آیات 4 سے 5)۔ اصل عبرانی میں ”پرکھنا“ کے لفظ کا مطلب ہے ”دھات کو جانچنا“؛ اور مجازی طور پر اس کا مطلب ہے ”جانچ پڑتال کرنا“ یا ”تحقیق کرنا۔“ یعنی، ”وہ سب کچھ غور سے دیکھتا ہے اور زمین پر ہر شخص کو جانچتا ہے؛ یہوواہ راستباز اور شریر دونوں کو دیکھتا اور پرکھتا ہے“ (زبور باب 11 آیات 4 سے 5)۔ یہاں خیال یہ نہیں ہے کہ خداوند حالات پیدا کر کے انسانوں کو آزماتا ہے بلکہ یہ ہے کہ وہ انسانوں کو دیکھ رہا ہے۔ داؤد یہ کہہ رہا تھا کہ خداوند جانتا ہے کہ اُس نے ساؤل کے خلاف کوئی بدی نہیں کی، اور اسی لیے وہ اُس کی مدد کرے گا۔ داؤد اس حقیقت پر بھروسا کر رہا تھا کہ خداوند سب کچھ دیکھتا ہے—اُس کے اور ساؤل دونوں کے دلوں کو بھی—اور آخر کار اُس کی حالت میں انصاف ظاہر ہوگا (زبور باب 11 آیات 6 سے 7)۔

داؤد کے یہ الفاظ پاک کلام کے ایک عام موضوع کو ظاہر کرتے ہیں: خداوند انسانوں کے دلوں کو دیکھتا ہے، اُن کے اندرونی خیالات اور ارادوں کو جانتا ہے، اور اسی کے مطابق اُن کے ساتھ معاملہ کرتا ہے (1 سموئیل باب 16 آیت 7؛ 1 تواریخ باب 28 آیت 9؛ یرمیاہ باب 17 آیت 10)۔ ان حوالوں کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں کہ خداوند اپنے لوگوں کو آزمانے کے لیے حالات پیدا کرتا ہے۔

آزمائشیں سونے کی مانند نہیں ہوتیں

مسیحیوں کے درمیان آزمائشوں اور مصیبتوں کے بارے میں بہت سے غیر بائبلوی خیالات پائے جاتے ہیں—یہاں تک کہ کچھ گیت بھی ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ خداوند ہمیں سونے جیسی آزمائشیں دیتا ہے—لیکن حقیقت یہ ہے کہ آزمائشیں سونے کی مانند نہیں ہوتیں۔ آزمائشیں زمین پر گناہ کے نتائج اور شیطان کے کام کا پھل ہیں۔ وہ ہمارے اندر سے خداوند کے کلام کو چرانے اور ہمارے ایمان کو تباہ کرنے کے لیے آتی ہیں۔ اور وہ ایمان—نہ کہ آزمائشیں—سونے سے بھی زیادہ قیمتی ہے۔



خداوند ہمیں آزمانے، ہمیں مضبوط بنانے یا ہمیں زیادہ صابر بنانے کے لیے آزمائشیں نہیں بھیجتا۔ خداوند ہمیں اپنے کلام کے ذریعے آزماتا ہے اور اسی کے ذریعے ہمیں مضبوط کرتا ہے۔ وہ نئے جنم کے ذریعے ہمیں صبر عطا

کرتا ہے، اور پھر زندگی کی مشکلات کے درمیان اپنے روح کے وسیلہ سے اپنے کلام کے ذریعے ہمیں اندر سے قوت بخشتا ہے، تاکہ ہم اُس صبر کی قوت کو استعمال کر سکیں اور زندگی کے چیلنجوں کا سامنا کرتے ہوئے ثابت قدم رہیں۔



کلش کی ایک مثال

اُنیے نئے عہدنامہ کے ایک واقعہ کو دیکھیں اور سمجھیں کہ جن باتوں پر ہم نے گفتگو کی ہے وہ ایک مشکل صورتحال میں کس طرح لاگو ہوتی ہیں۔ یسوع اور اُس کے شاگرد جھیلِ گلیل کو پار کرنے کے لیے کشتی میں سوار ہوئے۔ اسی وقت ایک شدید طوفان اٹھا اور کشتی میں پانی بھرنے لگا۔ یسوع کشتی کے پچھلے حصے میں سو رہا تھا۔ شاگردوں نے اُسے جگایا اور اُس نے طوفان کو خاموش کر دیا۔ اگر یسوع نے مداخلت نہ کی ہوتی تو ممکن تھا کہ وہ سب ہلاک ہو جاتے (مرقس باب 4 آیات 35 سے 41)۔

کیوں؟

یہ واقعہ ہم سب کے سامنے وہ سوال رکھتا ہے جس سے ہم مشکل وقت میں جوجھتے ہیں: “یہ طوفان کیوں آیا؟” ہم جانتے ہیں کہ خداوند نے یہ طوفان نہیں بھیجا۔ ہم یہ کیسے جانتے ہیں؟ کیونکہ یسوع نے فرمایا کہ خداوند سب سے بہترین زمینی باپ سے بھی بہتر ہے۔ کوئی اچھا زمینی باپ جان بوجھ کر اپنے بچوں کو کسی جان لیوا حالت میں نہیں ڈالے گا۔ اس کے علاوہ یسوع نے طوفان کو روک دیا۔ اگر خداوند نے طوفان بھیجا ہوتا تو یسوع اسے روک کر خداوند کے ہی کام کو الٹ دیتا۔ یہ تو ایسا ہوتا جیسے کوئی گھر اپنے ہی خلاف تقسیم ہو جائے—اور خداوند اپنے خلاف کام نہیں کرتا۔

کیا خداوند نے طوفان کو چلنے دیا؟

خداوند نے طوفان کو اسی طرح چلنے دیا جیسے وہ لوگوں کو گناہ کرنے اور جہنم کی طرف جانے کی آزادی دیتا ہے۔ وہ اس کے حق میں نہیں تھا اور نہ ہی کسی طرح اس کے پیچھے تھا۔ تباہ کن طوفان گناہ سے بگڑی ہوئی دنیا میں زندگی کا حصہ ہیں۔ وہ اُن نتائج میں سے ایک ہیں جو آدم اور حوا کے باغِ عدن میں کیے گئے انتخاب سے پیدا ہوئے۔ گناہ کے داخل ہونے سے پہلے زمین کو کھڑے سے سیراب کیا جاتا تھا (پیدائش باب 2 آیت 6)۔ اُس وقت مہلک طوفان موجود نہیں تھے۔ آدم کے گناہ نے زمین پر لعنت کو جاری کر دیا—اور اس لعنت میں تباہ کن طوفان بھی شامل ہیں۔

کیا شیطان نے طوفان بھیجا؟

پاک کلام سے ہم یقین کے ساتھ یہ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن چونکہ وہ کائنات کا پہلا باغی تھا، اس لیے بالواسطہ طور پر وہ اس کے لیے ذمہ دار تھا، اور جیسا کہ ہم دیکھیں گے وہ اس صورتحال میں سرگرم تھا۔ خداوند نے کسی عمومی مقصد کے لیے شیطان کو شاگردوں کے خلاف کام کرنے کی اجازت نہیں دی۔ خداوند اور شیطان مل کر کام نہیں کرتے۔ شیطان خداوند کا ”کارندہ“ نہیں ہے۔ وہ خداوند کا کوئی خاص سزا دینے والا نمائندہ بھی نہیں ہے جسے اُس کے بہترین خادموں کے لیے مخصوص رکھا گیا ہو۔ اور خداوند نے ”شیطان کو رسی سے باندھ“ کر نہیں رکھا ہے۔ جھیلِ گلیل پر یہ مہلک طوفان اس لیے آیا کیونکہ گناہ سے لعنت زدہ زمین پر یہی زندگی کی حقیقت ہے۔

اس واقعہ میں ہم واضح طور پر دیکھتے ہیں کہ شیطان زندگی کی مشکلات کے ذریعے کیسے کام کرتا ہے تاکہ انسانوں سے خداوند کا کلام چُرا لے۔ جب شاگرد اس جان لیوا طوفان میں پھنسے تو اُس سے پہلے یسوع انہیں یہ سکھا چکا تھا کہ خداوند ایک ایسا باپ ہے جو سب سے بہترین زمینی باپ سے بھی بہتر ہے۔ اُس نے انہیں بتایا تھا کہ اُن کا آسمانی باپ پرندوں اور پھولوں کی فکر کرتا ہے اور وہ پرندوں اور پھولوں سے کہیں زیادہ قیمتی ہیں۔ یسوع نے انہیں سکھایا تھا کہ اگر انہیں روٹی کی ضرورت ہوگی تو باپ انہیں پتھر نہیں دے گا، اور اگر مچھلی چاہیے ہوگی تو سانپ نہیں دے گا۔ اور بہت سی شفا یابیوں اور رہائیوں کے ذریعے یسوع پہلے ہی باپ کی مدد کرنے والی قدرت کو واضح طور پر ظاہر کر چکا تھا۔

اس کے باوجود اس جان لیوا صورتحال میں ہم دیکھتے ہیں کہ یسوع کے منہ سے نکلے وہ تمام حیرت انگیز کلمات شاگردوں کے ذہنوں سے گویا چھین لیے گئے تھے۔ یسوع سے اُن کا پہلا جملہ تھا: ”اے اُستاد، کیا آپ کو ہماری پرواہ نہیں؟ ہم تو ہلاک ہو رہے ہیں!“ انہوں نے اپنے آسمانی باپ کی محبت اور نگہداشت کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ انہوں نے یسوع کے ذریعے ظاہر ہونے والی باپ کی قدرت کا بھی کوئی ذکر نہیں کیا۔ کیوں؟ کیونکہ خداوند کا کلام اُن سے چُرا لیا گیا تھا۔

کلام کیسے چُرا لیا گیا؟

شاگرد ایسی صورتحال کا سامنا کر رہے تھے جس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ خداوند کو اُن کی پرواہ نہیں ہے۔ بڑھتے ہوئے خوفناک طوفان کو دیکھ کر انہوں نے ایک اچھے آسمانی باپ کے بارے میں خداوند کے کلام کو اپنے ذہن سے پھسل جانے دیا۔ انہوں نے خداوند کی کہی ہوئی بات کے بجائے حالات کی کہی ہوئی بات سے اتفاق کر لیا۔

جھوٹوں سے خبردار رہیں

پاک کلام یہ واضح نہیں کرتا کہ طوفان براہِ راست شیطان نے پیدا کیا تھا یا وہ صرف آدم کے گناہ کے باعث زمین پر آنے والی لعنت کا نتیجہ تھا۔ ایک لحاظ سے طوفان کا براہِ راست سبب اتنا اہم نہیں ہے۔ شیطان پھر بھی اس صورتحال میں سرگرم تھا۔ شاگردوں کے اپنے الفاظ جب انہوں نے یسوع کو پکارا—ہمیں دکھاتے ہیں کہ انہوں

نے اپنی حالت کے بارے میں شیطان کے جھوٹوں کو قبول کر لیا تھا۔ شیطان خام طاقت کے ذریعے ہم پر کام نہیں کرتا؛ وہ جھوٹ کے ذریعے کام کرتا ہے۔ ہم پر اُس کا واحد اختیار یہی ہے کہ وہ ہمیں جھوٹ پر یقین کرنے اور اُس کے مطابق عمل کرنے کے لیے آمادہ کرے۔ اسی طرح وہ ہم سے خداوند کا کلام چُرا لیتا ہے۔ وہ خداوند کے کلام کی مخالفت کرتا ہے۔ مصیبت، ایذا رسانی اور دکھ کے درمیان وہ ہمارے ذہن میں سرگوشی کرتا ہے، ”خداوند کو تمہاری پرواہ نہیں ہے۔ اُس نے تمہیں بھلا دیا ہے۔ تم ڈوبنے والے ہو۔“

بائبل کہیں بھی ہمیں شیطان کی طاقت سے خبردار رہنے کو نہیں کہتی بلکہ اُس کی ذہنی چالوں سے خبردار رہنے کو کہتی ہے۔ ”خداوند کا سارا ہتھیار باندھ لو... تاکہ تم شیطان کی تمام چالوں اور مکر کے مقابلے میں قائم رہ سکو“ (افسیوں باب 6 آیت 11)۔ خداوند کا ہتھیار اُس کا کلام ہے۔ ”اُس کے سچے وعدے تمہارا ہتھیار ہیں“ (زبور باب 91 آیت 4)۔ ہمیں خداوند کے اس ہتھیار—یعنی اُس کے کلام—کو لے کر اپنی حالتوں کے درمیان شیطان کے جھوٹوں کو ظاہر کرنا اور اُن کا مقابلہ کرنا ہے۔

شیطان کے کچھ سب سے طاقتور جھوٹ خداوند کے کردار سے متعلق ہوتے ہیں—یعنی خداوند حقیقت میں کیسا ہے۔ انسانی تاریخ کے آغاز سے ہی شیطان کی سب سے مؤثر حکمتِ عملیوں میں سے ایک خداوند کے کردار پر حملہ کرنا رہی ہے۔ یہی چال اُس نے باغ عدن میں حوا کے ساتھ چلی۔ خداوند نے آدم اور حوا کو نیکی اور بدی کے علم کے درخت کا پھل کھانے سے منع کیا تھا اور خبردار کیا تھا کہ اگر وہ ایسا کریں گے تو مر جائیں گے۔ جب شیطان حوا کے پاس آیا تو اُس نے خداوند کی بات کا انکار کیا: ”تم برگز نہ مرو گے، سانپ نے عورت سے کہا“ (پیدائش باب 3 آیت 4)۔ پھر اُس نے براہ راست خداوند کے کردار پر حملہ کیا: ”کیونکہ خداوند جانتا ہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور تم خداوند کی مانند ہو جاؤ گے“ (پیدائش باب 3 آیت 5)۔ دوسرے لفظوں میں شیطان حوا سے کہہ رہا تھا، ”خداوند تم سے کچھ چھپا رہا ہے۔ وہ تمہیں محروم کر رہا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ یہ پھل تمہارے لیے اچھا ہے پھر بھی وہ تمہیں اسے کھانے نہیں دیتا۔ حقیقت میں خداوند ہی تمہارا مسئلہ ہے۔“ آج بھی شیطان ہمارے ساتھ یہی حکمتِ عملی اختیار کرتا ہے۔

ہمارا باپ ہماری مدد کرے گا

اب ہم دوبارہ جھیل گلیل میں کشتی میں بیٹھے شاگردوں کی طرف لوٹتے ہیں۔ جب یسوع نے طوفان کو روک دیا تو اُس نے شاگردوں کو ملامت کرتے ہوئے کہا: ”تم کیوں ڈرتے ہو؟ کیا تمہارا ایمان ابھی تک نہیں ہے؟“ (مرقس باب 4 آیت 40)۔ غور کریں—یسوع نے اُن کے ردِ عمل کو ”ایمان کی کمی“ کہا۔ انہوں نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے طوفان پر کیسا ردِ عمل ظاہر کیا تھا؟ میں نے بعض واعظوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ اس واقعہ میں یسوع اس لیے ناراض تھا کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ شاگرد خود طوفان کو روکیں۔ اس بات میں کچھ سچائی ہو سکتی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ یسوع اُن سے ایک اور زیادہ بنیادی وجہ سے ناخوش تھا۔ اب تک اُس نے انہیں اُن کے آسمانی باپ کے بارے میں جو کچھ سکھایا اور دکھایا تھا، اُس کے باوجود وہ طوفان کے درمیان بھی خداوند کی دیکھ بھال پر شک کر رہے تھے۔ یسوع اُن سے یہ توقع رکھتا تھا کہ وہ اپنے باپ پر ایمان کے ساتھ ردِ عمل ظاہر کریں: ”یہ صورتحال بہت خراب نظر آ رہی ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ کیا کرنا چاہیے۔ لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ آسمان میں ہمارا ایک اچھا باپ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہماری فکر کرتا ہے، اور وہ ہمیں اس طوفان سے پار نکال لے گا۔“

یہاں خداوند کے کردار کی صحیح پہچان اور مؤثر ایمان کے درمیان تعلق کو دیکھیں۔ آپ اُس شخص پر مضبوط ایمان نہیں رکھ سکتے جس پر آپ مکمل بھروسا نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ شیطان لوگوں کو یہ یقین دلانے کے لیے بہت محنت کرتا ہے کہ خداوند لوگوں کے ساتھ بُرا کرتا ہے۔ یہ بھی غور کریں کہ چونکہ شاگرد خداوند کے کردار کے بارے میں اپنے علم میں مضبوط نہیں تھے، اس لیے جب حالات نے ایسا ظاہر کیا جیسے خداوند کو اُن

کی پرواہ نہیں ہے، تو انہوں نے اپنی آنکھوں اور اپنے احساسات کی بات مان لی۔ یسوع نے اُن پر رحم کیا اور پھر بھی اُن کی مدد کی۔ لیکن اُن کے ردِ عمل سے ہم یہ سمجھ سکتے ہیں کہ بائبل کے ذریعے خداوند کے کردار کی درست سمجھ پیدا کرنا کیوں نہایت ضروری ہے۔

نتیجہ

اس کتاب میں دی گئی معلومات کیوں اہم ہے؟ جیسا کہ میں نے آغاز میں کہا تھا، آپ کے لیے یہ سمجھنا نہایت ضروری ہے کہ آپ کی مشکلات خداوند کی طرف سے نہیں آتیں۔ اگر ہم یہ مان لیں کہ ہماری مشکلات کے پیچھے خداوند ہے تو ہم دو تباہ کن نتائج میں سے کسی ایک کا شکار ہو جائیں گے: بے عملی یا تلخی۔ بے عملی اُس وقت پیدا ہوتی ہے جب ہم یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہماری آزمائشیں خداوند کی طرف سے ہیں، اور اس کے نتیجے میں ہم اُن چیلنجوں کو قبول کر لیتے ہیں جن کا ہمیں یسوع کے نام میں مقابلہ کرنا چاہیے۔ دوسری طرف اگر ہم یہ یقین کر لیں کہ خداوند نے ہماری مشکلات کی منصوبہ بندی کی ہے یا وہ اُن کے حق میں ہے تو ہمارے دل میں خداوند کے خلاف تلخی اور غصہ پیدا ہو سکتا ہے۔

اس وقت کوئی بھی شخص پوری طرح یہ وضاحت نہیں کر سکتا کہ دنیا میں برائی کیوں موجود ہے یا دکھ اور تکلیف انسانی زندگی کا اتنا بڑا حصہ کیوں ہیں۔ لیکن جب آپ زندگی کی مشکلات کا سامنا کرتے ہیں تو آپ کو بغیر کسی شک کے یہ معلوم ہونا چاہیے کہ آپ کی مشکلات خداوند کی طرف سے نہیں آتیں۔ یہ علم آپ کو اُس ذہنی اذیت سے آزاد کر دے گا جو ایسے سوالوں سے پیدا ہوتی ہے: ”خداوند اس آزمائش کو کیوں ہونے دے رہا ہے؟“ یا ”خداوند میری زندگی میں دکھ بھیج کر کیا ثابت کرنا چاہتا ہے؟“ ایسے سوال خداوند پر آپ کے بھروسہ کو کمزور کر دیتے ہیں، جبکہ وہی خداوند مصیبت کے وقت آپ کی مدد کا سرچشمہ ہے۔ خداوند کے کردار کی صحیح پہچان آپ کو زندگی کی مشکلات کا سامنا کرنے میں مدد دیتی ہے اور ”کیوں“ والے سوالوں کو خاموش کر دیتی ہے۔

اگر آپ جانتے ہیں کہ خداوند بھلا ہے—اور بھلا کا مطلب واقعی بھلا ہی ہے—اور اگر آپ کو اس بات کا مکمل یقین ہے کہ آپ کی مشکلات کے پیچھے کسی بھی طرح خداوند نہیں ہے تو آپ زندگی کی مشکلات کا سامنا اس ایمان کے ساتھ کر سکتے ہیں: ”میں جس صورتحال کا سامنا کر رہا ہوں وہ واقعی بہت بُری ہے، لیکن میں جانتا ہوں کہ یہ خوفناک حالات خداوند کی طرف سے نہیں آئے۔ میرا باپ بھلا ہے اور وہ کبھی بھی ایسی کسی چیز کے پیچھے نہیں ہوگا۔ یہ میرے ساتھ کیوں ہو رہا ہے؟ کیونکہ یہ گناہ سے لعنت زدہ زمین پر زندگی کی حقیقت ہے۔ لیکن خداوند مجھے اس سے گزار کر بھی لے جائے گا اور آخرکار اس سے باہر بھی نکالے گا۔ خداوند اسے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کرے گا—اپنے لیے زیادہ سے زیادہ جلال اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لیے زیادہ سے زیادہ بھلائی کے لیے—اور وہ حقیقی برائی میں سے حقیقی بھلائی پیدا کرے گا۔ خداوند اچھا ہے... اور اچھائی واقعی اچھائی ہی ہوتی ہے۔“

یسوع کے کام

1. یہ چند آیات ہیں جو ظاہر کرتی ہیں کہ یسوع نے اپنے باپ کے کلام کو بیان کیا اور اپنے باپ کے کام باپ کی قدرت سے انجام دیے: یوحنا باب 4 آیت 34؛ باب 5 آیت 36؛ باب 7 آیت 16؛ باب 8 آیات 28 سے 29؛ باب 9 آیت 4؛ باب 10 آیت 32؛ باب 14 آیت 10؛ باب 17 آیت 4۔

شیطان

2. شیطان ایک فرشتہ ہے۔ خداوند نے فرشتوں کو اپنی فرمانبرداری کرنے، اُس کی خدمت کرنے اور اُس کی عبادت کرنے کے لیے پیدا کیا (ایوب باب 38 آیت 7؛ زبور باب 103 آیات 20 اور 21)۔ فرشتوں کو حکمت، قدرت اور خوبصورتی عطا کی گئی تھی (2 سموئیل باب 14 آیت 20؛ حزقی ایل باب 28 آیت 12؛ زبور باب 103 آیت 20)۔ پاک کلام اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اُن کے مختلف عہدے، مراعات اور ذمہ داریاں تھیں۔ مادی دنیا اور انسان کی تخلیق سے پہلے خداوند ایک غیر مرئی روحانی سلطنت پر حکومت کرتا تھا جو فرشتوں سے بھری ہوئی تھی۔ حزقی ایل باب 28 آیات 12 سے 19 ایک ایسے فرشتے (کروب) کا ذکر کرتا ہے جس کا نام لوسیفر تھا، جو نہایت خوبصورت تھا اور خداوند کے تخت کے سامنے خدمت کرتا تھا۔ لیکن لوسیفر مغرور ہو گیا۔ یسعیاہ باب 14 آیات 12 سے 14 اُن واقعات کو بیان کرتی ہیں جن کے سبب اس خوبصورت فرشتے کا زوال ہوا۔ نبی پہلے بابل کے بادشاہ کے بارے میں بات کرتا ہے اور پھر اُس غیر مرئی قوت کی طرف اشارہ کرتا ہے جو اُس کے پیچھے کام کر رہی تھی—یعنی لوسیفر۔ لوسیفر کے نام کا عبرانی معنی ”روشنی“ یا ”چمک“ ہے۔ اُس نے خداوند کے خلاف اپنی حکومت قائم کرنے اور خود بادشاہ بننے کی کوشش کی۔ وہ خداوند کا مخالف بن گیا اور ”شیطان“ کے لفظ کا مطلب ہی ”مخالف“ ہے۔ اُس نے اپنے آپ کو ایک متبادل بادشاہ کے طور پر پیش کیا اور بہت سے فرشتوں کو اپنی بغاوت میں شامل کر لیا، اس طرح اُس نے غیر مرئی عالم میں اپنی جعلی سلطنت قائم کر لی۔ جو فرشتے اُس کے ساتھ بغاوت میں شامل ہوئے وہ شیطان کی سلطنت کے تابع ہو گئے۔

جب خداوند نے زمین اور انسان کو پیدا کیا تو اُس نے انسان کو زمین پر اختیار دیا (پیدائش باب 1 آیات 26 اور 28)۔ اُس نے پہلے انسان آدم کو حکم دیا کہ وہ نیکی اور بدی کے علم کے درخت کا پھل نہ کھائے، تاکہ انسان کو یہ موقع ملے کہ وہ کائنات کے حقیقی بادشاہ—خداوند—کی حاکمیت کو تسلیم کرے اور اُس کے تابع رہے۔ شیطان نے سانپ کے ذریعے آدم اور حوا کو اُس ممنوعہ درخت کا پھل کھانے کے لیے اکسایا (پیدائش باب 2 آیات 16 اور 17؛ باب 3 آیات 1 سے 6)۔ بادشاہ کی نافرمانی کر کے آدم اور حوا نے اپنے آپ کو شیطان کی حکمرانی کے تحت کر دیا۔ شیطان کی سلطنت، جو پہلے صرف آسمانی دائروں تک محدود تھی، اب زمین پر بھی قائم ہو گئی (لوقا باب 4 آیت 6؛ 2 کرنتھیوں باب 4 آیت 4)۔ اُس کی سلطنت بد نظمی، بے دینی، تاریکی اور فریب سے پہچانی جاتی ہے۔ شیطان اُس ہر چیز سے نفرت کرتا ہے جس سے خداوند محبت کرتا ہے۔

چونکہ شیطان ایک مخلوق ہے اس لیے وہ ہر جگہ موجود نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنی سلطنت کا کام دوسرے گروے ہوئے فرشتوں—جنہیں بدروحیں یا شیطاں کہا جاتا ہے—کے ذریعے انجام دیتا ہے۔ اُس کی سلطنت میں تنظیم اور مختلف درجے موجود ہیں (افسیوں باب 2 آیت 2؛ باب 6 آیت 12)۔ ”ریاستیں“ ایسے مخلوق ہیں جو انسانوں کے ذریعے قوموں اور بڑے علاقوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ”اختیارات“ اُن سے قدرے نچلے درجے کے ہوتے ہیں اور غالباً حکومتی امور سے متعلق کام کرتے ہیں۔ ”اس جہان کی تاریکی کے حاکم“ ایسے مخلوق ہیں جن کی خدمت فریب پر

مبنی ہے—خصوصاً اُن لوگوں کے خیالات کو متاثر کرنا جو دوسروں کی سوچ کو شکل دیتے ہیں۔“ آسمانی مقاموں میں بدی کی روحیں ”بے شمار شیاطین ہیں جو انسانوں کے ساتھ رابطے میں رہ کر سنگین گناہوں، فریب، حیوانی خواہشات، شہوانی رغبتوں اور مذہبی دھوکے کو بھڑکاتے ہیں۔ شیطان اور اُس کے غیر مرئی پیروکار فریب، ظلم، تسلط اور قبضے کے ذریعے انسانیت کو متاثر کرتے ہیں—اور یہی دنیا میں بہت سی تکلیف اور دکھ کا سبب بنتا ہے۔

خداوند نے شیطان کا فیصلہ تو کر دیا ہے، لیکن وہ ابھی مکمل طور پر مغلوب نہیں کیا گیا۔ مسیح کی صلیب پر شیطان کا اختیار ٹوٹ گیا، مگر اسے ابھی انسانوں سے مکمل طور پر جدا نہیں کیا گیا۔ جب یسوع مسیح دوبارہ زمین پر آئے گا تو ہر گھٹنا جھکے گا اور ہر زبان اقرار کرے گی کہ یسوع خداوند ہے—جس میں شیطان بھی شامل ہوگا—اور اُس وقت اسے انسانوں کے ساتھ رابطے سے ہمیشہ کے لیے ہٹا دیا جائے گا (یوحنا باب 12 آیت 31؛ یسعیاہ باب 14 آیات 15 سے 17؛ مکاشفہ باب 20 آیت 10)۔ اس وقت شیطان کے پاس زمین پر تھوڑا وقت باقی ہے اور وہ لوگوں کو نگل جانے کی تلاش میں گھومتا رہتا ہے (1 پطرس باب 5 آیت 8)۔ اس کتاب میں ”شیطان“ یا ”شریر“ کا لفظ ایک وسیع معنی میں استعمال ہوا ہے، جس میں خود شیطان اور اس زمین کے غیر مرئی عالم میں موجود بدروحوں کی پوری جماعت شامل ہے۔ شیطان زندگی کی ہر مشکل کا سبب نہیں ہوتا، لیکن وہ اور اُس کی بدروحوں فعال طور پر انسانوں کے دل اور ذہن کو متاثر کرتی ہیں تاکہ وہ خداوند اور اُس کی بادشاہی کی حقیقت سے اندھے رہیں اور ایسے کام کرتے رہیں جو خداوند کی مرضی کے خلاف ہوں۔ اس کے علاوہ زندگی کی مشکلات اور تکالیف گناہ کے سبب ہیں—جس کا آغاز آدم کے گناہ سے ہوا—اور بالآخر وہ کائنات کے پہلے باغی، شیطان تک جا پہنچتی ہیں۔

رومیوں باب 9

رومیوں باب 9، 10 اور 11 میں جس موضوع پر گفتگو کی گئی ہے وہ ہے—خداوند کا اسرائیل کی قوم کے ساتھ برتاؤ۔ یہ ابواب اسرائیل کے ساتھ خداوند کے معاملہ میں اُس کی حاکمیت اور انصاف کو ظاہر کرتے ہیں۔ یہ ابواب انفرادی لوگوں کی زندگی میں آنے والے دکھوں کی وضاحت نہیں کرتے۔ رومیوں باب 9 کے اس مختصر خلاصے کو غور سے دیکھیں، کیونکہ اس میں کئی ایسی آیات ہیں جنہیں خداوند کی حاکمیت کے نام پر اکثر غلط سمجھا اور غلط طریقے سے لاگو کیا جاتا ہے۔

رومیوں باب 9 آیات 1 سے 5 میں پولس اپنے لوگوں—یعنی یہودیوں—کے لیے اپنا دل انڈیل دیتا ہے۔ اُسے بڑا دکھ ہے کیونکہ اُن میں سے اکثر نے مسیح کو رد کر دیا ہے۔ پولس کہتا ہے کہ اگرچہ پورے اسرائیل نے خوشخبری کو قبول نہیں کیا، پھر بھی خداوند کا کلام ناکام نہیں ہوا۔ غیر قومیں مسیح پر ایمان کے ذریعے ابراہیم کی اولاد بن گئی ہیں (رومیوں باب 9 آیات 6 سے 8)۔ پھر پولس وضاحت کرتا ہے کہ یہ خداوند کے لیے ناانصافی نہیں ہے کہ وہ اُن لوگوں کو—جو ابراہیم کی جسمانی اولاد نہیں ہیں—اپنا بنا لے۔ پولس بیان کرتا ہے کہ خداوند نے جان بوجھ کر ایک خاص نسب کی لکیر کو چنا جس کے ذریعے آخرکار نجات دہندہ آئے گا—اور یہ انتخاب ابراہیم کی بلائی سے شروع ہوا (رومیوں باب 9 آیات 9 سے 12)۔

خداوند نے ابراہیم اور سارہ کو ایک بیٹا دینے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن سارہ بانجھ تھی، اس لیے وعدہ پورا ہونے کے انتظار میں سارہ اور ابراہیم نے اپنی ہی منصوبہ بندی بنا لی تاکہ وعدہ اپنے طریقے سے پورا کریں۔ ابراہیم سارہ کی لونڈی ہاجرہ کے پاس گیا اور اسماعیل پیدا ہوا۔ لیکن اپنے طریقے سے وعدہ پورا کرنے کی اُن کی کوشش خداوند کے منصوبے کو روک نہ سکی۔ خداوند نے اسحاق کو چنا تھا، اسماعیل کو نہیں—اُسی ”نسل“ کے طور پر جس کے ذریعے اور جس میں نجات دہندہ کا وعدہ آگے بڑھے گا (پیدائش باب 26 آیات 1 سے 5)۔ بہت سال بعد اسحاق

نے ربّہ سے شادی کی، اور ربّہ کے بطن میں جڑواں بچے ہوئے—عیسو اور یعقوب۔ ان جڑواں بچوں کے پیدا ہونے سے پہلے ہی خداوند نے یعقوب کو اُس نسبى سلسلے کے طور پر چن لیا جس کے ذریعے ابراہیم کو دی گئی وعدے پورے ہوں گے۔

رومیوں باب 9 آیت 13 میں پولس ملاکی باب 1 آیات 2 سے 3 کا حوالہ دیتا ہے جہاں خداوند فرماتا ہے: ”میں نے یعقوب سے محبت کی، پر عیسو سے نفرت رکھی۔“ اگر آپ سیاق و سباق کو نہ سمجھیں تو یہ آیت اُن دوسری آیات کے خلاف محسوس ہوتی ہے جو بتاتی ہیں کہ خداوند تمام انسانوں سے محبت کرتا ہے۔ لیکن رومیوں باب 9 آیات 11 سے 13 میں پولس افراد کی نہیں بلکہ قوموں کی بات کر رہا ہے: ”کیونکہ جب بچے ابھی پیدا بھی نہ ہوئے تھے اور نہ انہوں نے کچھ اچھا یا بُرا کیا تھا—تاکہ خداوند کا انتخاب اُس کی مرضی کے مطابق قائم رہے، نہ کہ اعمال کی بنا پر بلکہ بلانے والے کی بنا پر... ربّہ سے کہا گیا، بڑا چھوٹے کی خدمت کرے گا۔ جیسا لکھا ہے، یعقوب سے میں نے محبت کی، پر عیسو سے نفرت رکھی۔“ یہاں یعقوب اسرائیل کی قوم کی نمائندگی کرتا ہے اور عیسو ادوم کی قوم کی۔ اصل متن میں ”بچے“ کا لفظ موجود نہیں ہے؛ اس سیاق میں ”قومیں“ زیادہ مناسب مفہوم دیتی ہیں۔ اسرائیل کی قوم یعقوب سے نکلی اور ادوم کی قوم عیسو سے۔ جب ربّہ یعقوب اور عیسو کے ساتھ حملہ تھی، خداوند نے اُسے بتایا کہ اُس کے بطن میں دو قومیں ہیں (پیدائش باب 25 آیات 22 اور 23)۔ مطلب یہ ہے کہ کسی بھی گروہ نے ایسا کوئی کام نہیں کیا تھا جس سے وہ خداوند کے خاص لوگ بننے کے قابل ٹھہریں۔ نجات دہندہ جس نسل کے ذریعے آئے گا اُسے چننا خداوند کا اختیار تھا—اور اُس نے یعقوب (یعنی اسرائیل کی قوم) کو چنا۔

خداوند نے ادوم (عیسو) سے ”نفرت“ اس لیے کی کیونکہ جب ہم اُن کی تاریخ دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ادوم کی قوم مسلسل اسرائیل (یعقوب) کی مخالفت کرتی رہی۔ یہاں ”نفرت“ کا مطلب ہے ”کم محبت کرنا“ یا ”تقابلی طور پر کم اہمیت دینا۔“ ایمپلی فائیڈ ترجمہ اس مفہوم کو زیادہ واضح کرتا ہے: ”جیسا لکھا ہے، یعقوب سے میں نے محبت کی، پر عیسو سے نفرت رکھی [یعقوب کے لیے میری محبت کے مقابلے میں اُسے کم اہمیت دی]“ (رومیوں باب 9 آیت 13)۔

رومیوں باب 9 آیات 14 سے 16 میں پولس ایک سوال اٹھاتا ہے اور پھر اُس کا جواب دیتا ہے: ”کیا خداوند ناانصاف ہے کہ اُس نے اپنی برکت ایک خاص گروہ—یعنی ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کی نسل—پر رکھی؟“ پولس جواب دیتا ہے: ”ہرگز نہیں، خداوند جس پر چاہے رحم کر سکتا ہے۔“ رومیوں باب 9 آیت 15 خروج باب 33 آیت 19 کا حوالہ ہے، جہاں خداوند فرماتا ہے کہ وہ جس پر چاہے رحم کرے گا—یہاں تک کہ اُن یہودیوں پر بھی جو خروج باب 32 میں اپنی سنگین بت پرستی کے باعث ہلاک کیے جانے کے مستحق تھے۔ دوسرے لفظوں میں، ابراہیم کی برکتیں کس نسل کے ذریعے آگے بڑھیں گی—یہ خداوند کا فیصلہ تھا۔ حاکم خداوند کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جسے چاہے برکت دے۔

اب رومیوں کے خط میں آگے بڑھتے ہوئے ہم ایک اور آیت تک پہنچتے ہیں جسے بہت زیادہ غلط سمجھا اور غلط استعمال کیا گیا ہے۔ رومیوں باب 9 آیت 17 کہتی ہے: ”کیونکہ صحیفہ فرعون سے کہتا ہے، میں نے تجھے اسی لیے کھڑا کیا کہ تجھ میں اپنی قدرت ظاہر کروں اور میرا نام تمام زمین پر مشہور ہو۔“ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ خداوند نے فرعون کو صرف اس لیے اٹھایا تاکہ اُسے تباہ کر دے—اور چونکہ خداوند کمہار ہے اور ہم مٹی، اس لیے وہ ہمارے ساتھ بھی ایسا کر سکتا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں ہے۔ آیت 17 خروج باب 9 آیات 13 سے 16 کی طرف اشارہ کرتی ہے، جہاں خداوند نے فرعون کو بتایا کہ اُس کی حاکمانہ رحمت ہی تھی جس نے فرعون اور مصریوں کو پہلے آنے والی آفتوں میں مکمل تباہی سے بچائے رکھا تھا۔ خروج میں آگے لکھا ہے: ”کیونکہ اب تک میں اپنا ہاتھ بڑھا کر تجھے اور تیرے لوگوں کو وبا سے مار ڈالتا اور تو زمین سے مٹ جاتا؛ لیکن اسی سبب سے میں نے تجھے باقی رکھا تاکہ میں تجھ میں اپنی قدرت دکھاؤں اور میرا نام تمام زمین پر مشہور ہو“ (خروج باب 9 آیات 15 سے 16)۔ اصل عبرانی میں اس کا مطلب ہے، ”میں نے تجھے قائم رہنے دیا“ یا ”میں نے تجھے برقرار رکھا۔“ خداوند نے اپنی رحمت میں مصریوں کو باقی رہنے دیا تاکہ انہیں یہ دکھائے کہ مزید موقع

ملے کہ وہی—یہوواہ—سچا خدا ہے۔ جیسا کہ ہم نے باب 5 میں ذکر کیا تھا، کچھ مصریوں نے خداوند کی طرف رجوع کیا اور مصر میں خداوند کے کیے ہوئے عظیم کاموں کے باعث جن کے ذریعے اُس نے اسرائیل کو غلامی سے آزاد کیا—وہ بھی بچا لیے گئے (خروج باب 8 آیت 19؛ باب 9 آیت 20؛ باب 12 آیات 37 سے 38؛ يشوع باب 2 آیات 9 سے 11)۔

پھر پولس یہ نتیجہ اخذ کرتا ہے کہ خداوند اپنی مرضی اور حکمت کے مطابق—انسانیت کے ایک حصے کو (پرانے عہدنامہ میں یہودیوں کو اور نئے عہدنامہ میں غیر قوموں کو) برکت دیتا ہے، اور دوسرے حصے کو اُن کے گناہوں کے نتائج بھگتتے دیتا ہے (پرانے عہدنامہ میں مصریوں کو اور نئے عہدنامہ میں اُن یہودیوں کو جنہوں نے مسیح کو رد کیا)۔ رومیوں باب 9 آیت 18 کہتی ہے: ”پس وہ جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے سخت کر دیتا ہے۔“ بعض لوگ اس آیت کا یہ مطلب نکالتے ہیں کہ خداوند کبھی کبھی لوگوں کے دلوں کو سخت کر دیتا ہے، کیونکہ وہ کمہار ہے اور جو چاہے کر سکتا ہے—اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ آخرکار خداوند ہی نے فرعون کے دل کو سخت کیا تھا۔ لیکن ”جسے چاہتا ہے سخت کر دیتا ہے“ کا جملہ ایک عبرانی طرز بیان ہے جس کا ہم باب 5 میں مطالعہ کر چکے ہیں۔ عبرانی زبان میں خداوند کے بارے میں اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ اُس نے وہ کیا جسے اُس نے صرف ہونے دیا۔ اگر ہم فرعون کے بارے میں لکھی گئی تمام باتوں کو غور سے پڑھیں تو واضح ہو جاتا ہے کہ فرعون نے خود اپنا دل خداوند کے مقابل سخت کیا (1 سموئیل باب 6 آیت 6)، بالکل اسی طرح جیسے اسرائیل کے لوگوں نے یسوع کو رد کر کے خود اپنے دل سخت کر لیے (متی باب 13 آیات 13 سے 15؛ یوحنا باب 12 آیات 37 سے 38)۔

رومیوں باب 9 آیات 19 اور 20 میں پولس کچھ سوالات سے نمٹنا شروع کرتا ہے: ”تو تُو مجھ سے کہے گا، پھر وہ کیوں الزام دیتا ہے؟ کیونکہ اُس کی مرضی کا کون مقابلہ کر سکتا ہے؟ مگر اے انسان، تُو کون ہے جو خداوند سے جواب طلبی کرے؟ کیا مخلوق اپنے بنانے والے سے کہے گی، تُو نے مجھے ایسا کیوں بنایا؟“ پولس کہتا ہے کہ کوئی بھی شخص خداوند سے اس طرح سوال کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ اس سیاق میں ”مخلوق“ سے مراد قومیں ہیں۔ پھر پولس یرمیاہ باب 18 آیات 1 سے 10 میں کمہار کی تمثیل کا حوالہ دیتا ہے، جو اسرائیل کے ساتھ خداوند کے برتاؤ کے بارے میں ہے۔ اس تمثیل کا خلاصہ یہ ہے کہ کامل اختیار رکھنے والے کمہار کی حیثیت سے خداوند کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اسرائیل کو اُن کی وفاداری کی بنیاد پر قبول کرے یا رد کرے۔ اس تمثیل کا اس بات سے کوئی تعلق نہیں کہ خداوند انفرادی لوگوں کو مصیبتوں اور آزمائشوں کے ذریعے ”ڈھالتا“ ہے۔

اگر آپ ان حوالوں کو سیاق و سباق سے ہٹا کر پڑھیں تو غلط نتائج تک پہنچنا ممکن ہے۔ کچھ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ رومیوں باب 9 کے مطابق خداوند بعض لوگوں کو ”غضب کے برتن“ بناتا ہے جو ہلاکت کے لیے ہیں، اور بعض کو ”رحمت کے برتن“ بناتا ہے جو جلال کے لیے ہیں—کیونکہ وہ کمہار ہے اور ہم مٹی ہیں۔ پولس رومیوں باب 9 آیت 22 میں آگے کہتا ہے: ”اگر خداوند نے اپنا غضب ظاہر کرنے اور اپنی قدرت دکھانے کی خواہش رکھتے ہوئے بھی ہلاکت کے لیے تیار کیے گئے غضب کے برتنوں کو بڑے صبر سے برداشت کیا...“ یہاں ”غضب کے برتن“ سے مراد فرعون (اور مصری) اور اسرائیل ہیں۔ دونوں گروہ خداوند کے سامنے گنہگار تھے—مصر بت پرستی کی وجہ سے اور اسرائیل اپنے مسیحا کو رد کرنے کی وجہ سے۔ دونوں نے خداوند کے فضل، قدرت اور صبر کے عظیم ظہور کے باوجود اپنے دل سخت کیے، اور اس طرح خود کو ہلاکت کے لیے ”تیار“ کر لیا۔

رومیوں باب 9 آیات 23 اور 24 میں پولس کہتا ہے: ”اور یہ کہ وہ اپنی جلال کی دولت اُن برتنوں پر ظاہر کرے جو رحم کے لیے تیار کیے گئے—ہم پر، جنہیں اُس نے بلایا، نہ صرف یہودیوں میں سے بلکہ غیر قوموں میں سے بھی۔“ پولس اپنے استدلال کو اس نتیجے پر پہنچاتا ہے کہ خداوند بطور کمہار اب غیر قوموں کو بھی ایمان کے ذریعے نجات دینے کا حق رکھتا ہے، کیونکہ یہودیوں نے اُس کی پیش کردہ نجات کو رد کر دیا ہے۔

یہ آیات ہرگز یہ مطلب نہیں دیتیں کہ خداوند کچھ لوگوں کو ہلاکت کے لیے اور کچھ کو جلال کے لیے پیدا کرتا ہے، کیونکہ نیا عہدنامہ سکھاتا ہے کہ فرد کے طور پر ہم کس قسم کے ”برتن“ ہوں گے—یہ ہمارے ردِ عمل پر منحصر ہے، نہ کہ خداوند کے من مانے فیصلے پر۔ 2 تیمتھیس باب 2 آیات 20 اور 21 کہتی ہیں: ”بڑے گھر میں صرف سونے اور چاندی ہی کے نہیں بلکہ لکڑی اور مٹی کے برتن بھی ہوتے ہیں؛ اور کچھ عزت کے لیے اور کچھ بے عزتی کے لیے۔ پس اگر کوئی اپنے آپ کو ان چیزوں سے پاک کر لے تو وہ عزت کا برتن بنے گا، مقدس، مالک کے استعمال کے لائق اور ہر نیک کام کے لیے تیار۔“

1 تھسلونیکیوں باب 4 آیات 3 اور 4 کہتی ہیں: ”کیونکہ خداوند کی مرضی یہ ہے—تمہاری پاکیزگی—کہ تم زنا سے بچے رہو؛ اور تم میں سے ہر ایک پاکیزگی اور عزت کے ساتھ اپنے برتن (یعنی اپنے بدن) کو قابو میں رکھنا سیکھے۔“ اس لیے آپ ”غضب کا برتن“ ہوں گے یا ”عزت کا برتن“—یہ خداوند کا فیصلہ نہیں بلکہ آپ کا ردِ عمل ہے۔

اجازت کے مفہوم میں استعمال ہونے والی سببی افعال

یہ معلومات ای۔ ڈبلیو۔ ہلنجر کی کتاب ”بائبل میں استعمال ہونے والی محاوراتی تعبیرات“ میں بھی تصدیق کی جا سکتی ہے۔ ہلنجر وضاحت کرتا ہے کہ جب کوئی سببی فعل اجازت کے مفہوم میں استعمال کیا جاتا ہے تو وہ ایک محاورہ ہوتا ہے، اور سیاق و سباق یہ طے کرتا ہے کہ فعل سبب کے معنی میں ہے یا اجازت کے معنی میں (صفحہ 823)۔ محاورہ ایسی تعبیر ہوتی ہے جس کا مطلب عام نحوی قواعد یا الفاظ کے عام معنی سے براہ راست سمجھ میں نہیں آتا (ویبسٹر کی یونیورسل کالج لغت)۔ انگریزی زبان میں بھی محاورے موجود ہیں۔ مثال کے طور پر ”بلیاں اور کتے برس رہے ہیں“ کا مطلب ہوتا ہے ”بہت تیز بارش ہو رہی ہے۔“ عام طور پر ”بلیوں“ اور ”کتوں“ کا بارش سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، لیکن سیاق و سباق میں اس کا مفہوم واضح ہو جاتا ہے۔ عبرانی زبان میں بھی اسی طرح کے محاورے پائے جاتے ہیں۔

آدم کلارک کی **کلارک کی تفسیر** (متی سے مکاشفہ تک) بھی اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ عبرانی زبان میں سببی افعال اکثر اجازت کے مفہوم میں استعمال ہوتے تھے۔ کلارک ربّانی دعا کی اس عبارت ”اور ہمیں آزمائش میں نہ لا“ کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ ”ایک عام عبرانی طرزِ بیان ہے؛ خداوند کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ وہ کام کرتا ہے جسے وہ صرف ہونے دیتا ہے یا برداشت کرتا ہے“ (صفحہ 87)۔

رابرٹ ینگ کی **ینگ کی تحلیلی ہم آہنگی** کے ایک پرانے ایڈیشن کے ضمیمہ میں بھی اس فعل کے استعمال پر گفتگو کی گئی ہے۔ یہ کتاب اب طباعت سے باہر ہے۔ اسی مصنف کی کتاب **بائبل کی تشریح کے لیے رہنمائی** میں بھی ان افعال پر بحث ملتی ہے، اور وہ بھی اب طباعت سے باہر ہے۔

انجیل کے سبب ہونے والے ستائے جانے کا دکھ

اعمال کی کتاب میں خوشخبری کی منادی کے باعث ستائے جانے کی چند مزید مثالیں ملتی ہیں: اعمال باب 4 آیات 3 سے 21؛ باب 6 آیات 9 سے 15؛ باب 7 آیات 54 سے 60؛ باب 8 آیات 1 سے 4؛ باب 9 آیات 1 سے 2؛ اور باب 12 آیات 1 سے 11۔

خداوند اچھا ہے

اور اچھا کا مطلب واقعی اچھا ہی ہے۔

